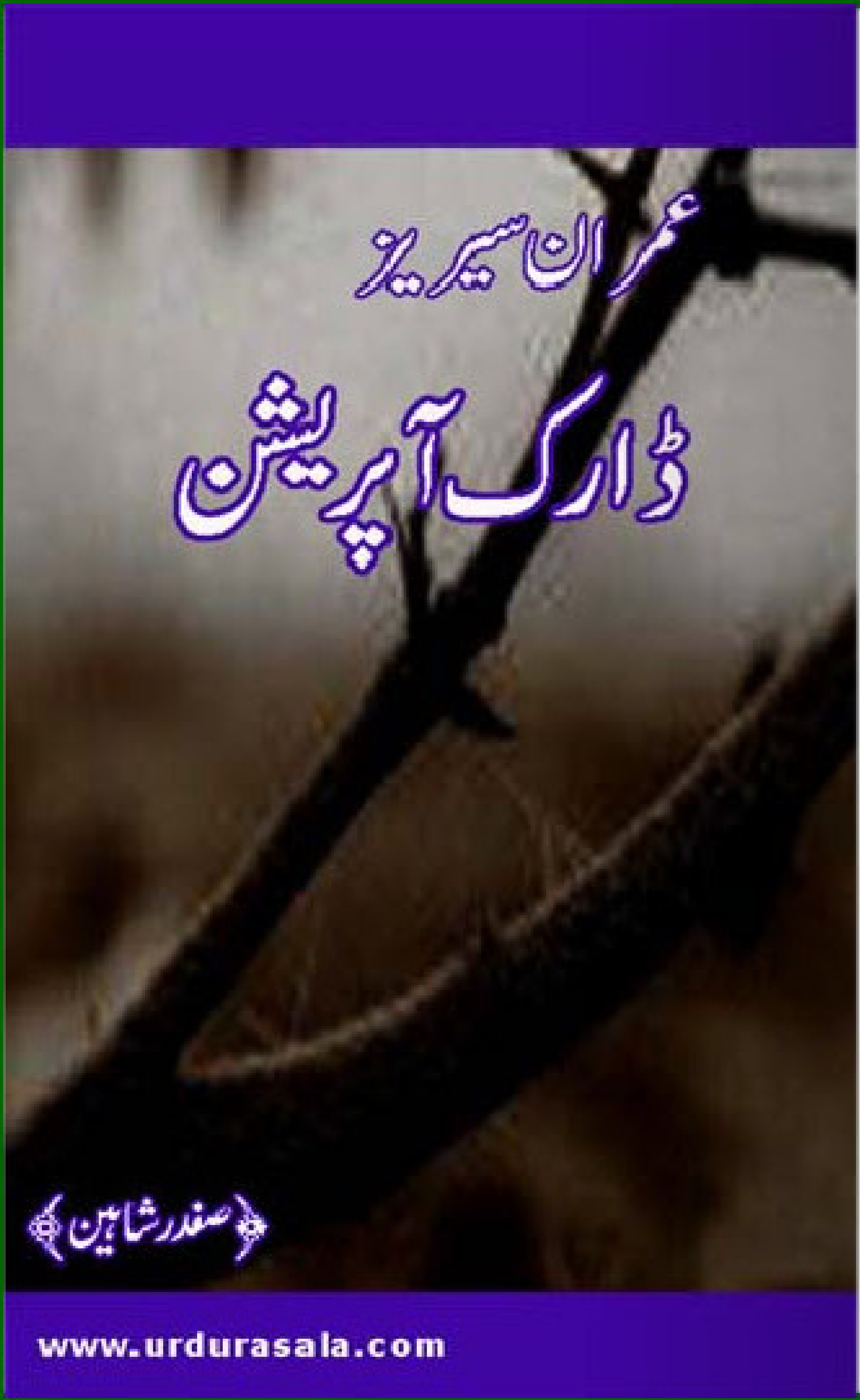
عمران سیریز
ڈارک آپریشن
صفدر شاہین
www.urdurasala.com

محترم قارئین

السلام علیکم!

پیش خدمت ہے علی عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے جانباز ممبران کا نیا اور ہنگامہ خیز کارنامہ ''ڈارک آپریشن'' اور امید ہے کہ یہ ناول آپ کے ذوق و معیار پر پورا اترے گا حسب سابق اس ناول میں بھی عمران نے انتہائی ذہانت اور دلیری سے اپنا مشن صرف تین ساتھیوں کے ہمراہ مکمل کیا ہے اور یہ ایک حقیقت ہے کہ پاکیشیا کا روایتی اور پڑوسی دشمن ملک بظاہر پاکیشیا کے ساتھ دوستانہ روابط قائم کرنے کا ڈھنڈورا پیٹتا رہتا ہے لیکن خفیہ سازشوں کے ذریعے وہ پاکیشیا کی سلامتی کو نقصان پہنچانے کی کوشش میں مصروف رہتا ہے اس سلسلے میں اسے اسرائیل کا بھی مکمل تعاون حاصل ہے چنانچہ اس

مرتبہ پھر یہودو ہنود نے مل کر پاکیشیا کی سلامتی کے خلاف منصوبہ بندی کی اور "ڈارک آپریشن" کے نام سے پلان بنایا اس پلان پر عمل درآمد کے لئے مسلمانوں کے انتہائی مقدس مہینے یعنی ماہ رمضان کی ایک ایسی تاریخ مقرر کی گئی کہ اس تاریخ کو پاکیشیا کا ہر فرد چاندرات کی خوشیوں میں مگن ہوتا ہے اور اگر دشمن اپنے منصوبے میں کامیاب ہو جاتا تو پاکیشیا کی سرزمین پر سورج عید کی مسرتوں کی بجائے رنج وغم اور ماتم کی فضا میں طلوع ہوتا لیکن پاکیشیا کے جانباز کبھی غافل نہیں رہتے اس لئے قدرت کی طرف سے پاکیشیا کے محافظوں کو قبل از وقت ہی خطرے کا ادراک ہو جاتا ہے چنانچہ اس مرتبہ بھی جیسے ہی عمران کو دشمن کے ناپاک منصوبے کی بھنک ملی وہ صرف تین ممبران کے ہمراہ دشمن کی سازش کی دھجیاں اڑانے کے لئے چل پڑا اور کافروں کی سرزمین پر یوں خاموشی سے اترا جیسے فرشتہ اجل کسی کی

روح قبض کرنے کے لئے چپکے سے نازل ہوتا ہے۔یہی وجہ ہے کہ کافرستان کی حکومت اور سیکرٹ سروس کو آخر تک پتہ نہ چل سکا کہ ان کے انتہائی خفیہ پلان کو ناکام بنانے اور ان کے عظیم جنگی جہازوں کو اسرائیلی بمبار طیاروں سمیت تباہی کی آغوش میں پہنچانے والے کس ملک کے جان فروش تھے اور اگر انہیں پاکیشیا پر شبہ ہو جاتا تو وہ پاکیشیا کو موردِ الزام نہیں ٹھہرا سکتے تھے کیوں۔اس کا جواب تو آپ کو ناول پڑھنے سے ہی ملے گا۔

اب اجازت دیجئے

والسلام

صفدر شاہین

عمران کی آنکھ کھلی تو اس نے ایک لمبی انگڑائی لی اور اٹھ کر بیٹھ گیا گھڑی پر نگاہ ڈالی تو دس بج چکے تھے۔

سلیمان۔ چائے........عمران نے حسب معمول تیز آواز میں کہا۔

او صاحب۔ گر گیا۔ افسوس..........کچن سے سلیمان کی دکھ بھری آواز سنائی دی تو عمران بے اختیار اچھل پڑا۔

کیا بک رہے ہو صبح صبح۔ میں گرا نہیں بلکہ کھجور میں اٹکا ہوا ہوں........عمران نے ہانک لگاتے ہوئے کہا۔

صاحب انڈا..........سلیمان نے اس مرتبہ چیختے ہوئے کہا۔

اوہ۔ کیا ہوا انڈے کو کیا بچہ نکل آیا ہے........عمران نے کہا۔

نہیں صاحب۔ بچہ دیئے بغیر ہی آپ کے خوف سے میرے منہ میں جانے کی بجائے فرش پر گر گیا..........سلیمان کی قریب آتی ہوئی آواز سنائی دی اور پھر وہ کمرے میں داخل ہوا۔

صاحب۔ کبھی تو چین سے ناشتہ کرنے دیا کریں ابھی دو ہی انڈے کھائے تھے کہ آپ چیخ پڑے........سلیمان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

ارے دس بج رہے ہیں یہ بھی کوئی ناشتے کا وقت ہے عمران نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

اور آپ کے لئے یہ کون سا وقت ہے بیڈ ٹی پینے کا سلیمان نے کہا۔

بتاؤں تجھے..........عمران نے دونوں پاؤں بیڈ سے ہٹا کر فرش پر رکھتے ہوئے دھمکی آمیز لہجے میں کہا۔

کوئی ضرورت نہیں ہے بتانے کی سب جانتا ہوں آپ کا ہر کام ہی دنیا سے نرالا ہوتا ہے جب لوگ بیڈ ٹی لیتے ہیں اس وقت آپ خراٹے لیتے ہیں اور پڑوسی یہ سمجھ کر اٹھ بیٹھتے ہیں کہ مرغ اذان دے رہا ہے ....سلیمان نے کہا۔

کیا۔ کیا میں مرغ ہوں..........عمران نے حیرت سے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

مجھے کیا معلوم گھر میں مرغی ہو تو پتہ چلے۔ یہاں تو صرف انڈوں پر گزارا کرنا پڑتا ہے.............سلیمان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

شٹ اپ۔ صبح صبح دماغ مت چاٹو............عمران نے اسے ڈانٹتے ہوئے کہا۔

بہتر صاحب کیا ناشتہ لاؤں...........سلیمان نے بڑی سعادت مندی سے پوچھا۔

جاؤ لے آؤ............عمران نے دانت پیستے ہوئے کہا جیسے وہ ناشتہ کرنے پر مجبور ہو گیا ہو۔

جی بہتر۔ ابھی لاتا ہوں آپ جب تک غسل سے فارغ ہو جائیں ....سلیمان نے واپس مڑتے ہوئے کہا اور باہر نکل گیا عمران اٹھا اور واش روم میں گھس گیا کچھ دیر کے بعد وہ ناشتہ کرنے کے ساتھ ساتھ تازہ اخبارات کا مطالعہ کر رہا تھا کوئی خاص خبر نہیں تھی اس لئے ناشتے سے فارغ ہو کر وہ سوچنے لگا کہ کیا کرنا چاہیے گزشتہ ہفتے سے کوئی کیس نہ ہونے کے سبب پوری سیکرٹ سروس بیکاری میں وقت گزار رہی تھی عمران کی مصروفیات جولیا اور صفدر سے ملاقاتوں تک محدود تھی بلیک زیرو سے وہ فون پر خیر خیریت معلوم کر لیتا تھا آج کے لئے وہ سوچ رہا تھا کہ کسے تنگ کیا جائے کیونکہ اس کے دماغ میں شرارت کی لہریں دوڑ رہی تھیں کہ دفعتاً فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے

چونک کر میز پر رکھے فون کی طرف دیکھا اور اندازہ لگانے کی کوشش کی کہ کس کا فون ہو سکتا ہے اور پھر دوسری بیل پر اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

ہیلو......... عمران بول رہا ہوں........... عمران نے خلاف معمول سنجیدہ لہجے میں کہا۔

سلطان بول رہا ہوں۔ عمران بیٹے.......... دوسری طرف سے سر سلطان کی آواز سنائی دی۔

السلام علیکم۔ مزاج کیسے ہیں............ عمران نے سلام کرتے ہوئے کہا۔

اللہ کا کرم ہے کیا تم نے ناشتہ کر لیا ہے.......... سر سلطان نے پوچھا۔

جی ہاں کیا آپ کے لئے بھجوا دوں............ عمران نے کہا تو

دوسری طرف سر سلطان بے اختیار ہنس پڑے۔

نہیں میں نے اس لئے پوچھا ہے کہ تم فارغ ہو چکے ہو تو دانش منزل چلے جاؤ میں نے وہاں ایک فائل بھجوائی ہے اسے دیکھ لو .... سر سلطان نے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

اوہ۔ کیا ہے اس فائل میں کہیں آپ نے میرا غائبانہ نکاح کرا کے نکاح نامہ تو نہیں بھیج دیا وہاں............ عمران نے شرارت بھرے لہجے میں کہا۔

نانسنس۔ غائبانہ نکاح تمہارا کس سے کراؤں گا میں سر سلطان نے ناگوار لہجے میں کہا۔

ہو سکتا ہے کہ ڈیڈی اور آپ نے آپس میں ساز باز کر کے کسی خوبصورت اور مالدار بیوہ سے کرا دیا ہوتا کہ میرا جنازہ جائز ہو سکے اور ڈیڈی کی نسل برقرار رہ سکے.......... عمران نے جلدی سے کہا وہ

کہاں باز آنے والا تھا۔

ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ بہرحال وہ فائل اتنی اہم ہے کہ میں نے اسے تمہارے فلیٹ پر بھجوانے کا رسک بھی نہیں لیا اور نہ ہی تمہیں فون پر بتا سکتا ہوں.........سر سلطان نے کہا۔

حکم حاکم ہے اس لئے میں ابھی جا کر دیکھ لیتا ہوں۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

اچھی طرح دیکھ لینا۔ جلدی والا کام نہیں ہے اللہ حافظ دوسری طرف سے سر سلطان نے کہا اور رابطہ منقطع ہو گیا عمران کو حیرت ہوئی کہ جب فائل اتنی ہی اہم ہے تو پھر جلدی کیوں نہیں ہونی چاہیے اس نے یہی سوچ کر رسیور رکھ دیا لیکن پھر اسے بلیک زیرو کا خیال آیا تو اس نے جلدی سے رسیور اٹھا کر دانش منزل کے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

ایکسٹو.............رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے بلیک زیرو کی آواز سنائی دی۔

عمران بول رہا ہوں طاہر۔ کیا سر سلطان کی طرف سے تمہارے پاس کوئی فائل پہنچی ہے.............عمران نے پوچھا۔

جی نہیں۔ کیسی فائل..........بلیک زیرو نے چونکتے ہوئے مودبانہ لہجے میں کہا۔

یہ تو مجھے بھی معلوم نہیں ہے سر سلطان نے ابھی فون پر اطلاع دی ہے کہ انہوں نے ایک اہم فائل دانش منزل بھجوائی ہے ان کے بقول فائل اتنی اہم ہے کہ انہوں نے فون پر بھی بتانے کا رسک نہیں لیا بہر حال ان کا آدمی فائل لے کر وہاں پہنچنے والا ہوگا تم اسے دیکھ لینا میں تھوڑی دیر میں آؤں گا..........عمران نے کہا۔

بہت بہتر۔ کیا فائل دیکھ کر آپ کو بتاؤں..............بلیک زیرو نے

پوچھا۔

نہیں۔ البتہ کوئی اہم بات ہو تو مجھے واچ ٹرانس میٹر پر کال کر لینا........ عمران نے جواب دیا اور پھر اسکے ساتھ ہی اس نے رسیور کریڈل پر رکھا اور اٹھ کھڑا ہوا چند لمحوں بعد اس کی سپورٹس کار جولیا کے فلیٹ کی طرف دوڑ رہی تھی اور اس کا کھلنڈرا ذہن کوئی نئی شرارت سوچ رہا تھا۔

جولیا کے فلیٹ کے قریب پہنچ کر اس نے کار پلازہ کے اندر پارکنگ میں روکی اور اتر کر پلازہ کی سیڑھیوں کی طرف بڑھ گیا سیڑھیاں چڑھ کر وہ جولیا کے فلیٹ کے دروازے پر پہنچا اور اس نے کال بیل کے بٹن پر انگلی رکھ دی کئی لمحے گزر گئے اور پھر اندر سے قدموں کی آہٹیں سنائی دیں لیکن عمران نے کال بیل سے انگلی نہ ہٹائی دو تین لمحوں بعد دروازہ ایک جھٹکے سے کھلا اور جولیا کی صورت دکھائی دی جو غصے سے

ہونٹ بھینچے اسے گھور رہی تھی۔

یہ کیا جنگلی پن ہے.............. جولیا نے غراہٹ آمیز لہجے میں کہا اور ایک طرف ہٹ گئی۔

جنگلی نہیں دیوانہ پن ہے تم نے منی بیگم کو یہ کہتے ہوئے نہیں سنا کہ دیوانگی میں حد سے گزر جانا چاہیے........... عمران نے شرارت بھرے لہجے میں کہا اور اندر داخل ہو گیا۔

مجھے یہ انداز پسند نہیں ہے........... جولیا نے اسے گھورتے ہوئے نرم لہجے میں کہا اور پھر دروازہ بند کر کے ڈرائینگ روم کی طرف بڑھ گئی

مگر مجھے تمہارا یہ خونخوار انداز بہت پسند ہے......... عمران نے اس کے پیچھے چلتے ہوئے اطمینان بھرے لہجے میں کہا ڈرائینگ روم میں پہنچ کر جولیا نے صوفے پر بیٹھتے ہوئے میز پر کھلا ہوا ناول اٹھالیا عمران نے ناول کے سرورق پر نگاہ ڈالی اور اس کے سامنے دوسرے

صوفے پر بیٹھ گیا۔

چائے پیئو گے............جولیا نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

اس انداز سے کہو گی تو زہر بھی پی لوں گا ویسے خوفناک ناول کب سے پڑھ رہی ہو............عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

کل ہی خریدا تھا بوریت سے بچنے کے لئے............جولیا نے ناول بند کر کے میز پر رکھتے ہوئے کہا۔

حیرت ہے، میں سمجھ رہا تھا کہ تم جادوگری اور ماورائی علوم سیکھنے کے لئے پڑھ رہی ہو............عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

کیوں۔ میں جادو سیکھ کر کیا کروں گی............جولیا نے بے اختیار مسکراتے ہوئے پوچھا۔

چڑیلوں، بھوتوں اور بدروحوں کو اپنے تابع کرنے کے لئے اور چاہے جانے والے کو اپنے قدموں میں لانے کے لئے عمران نے مسکراتے

ہوئے کہا۔

نہیں۔ چاہے جانے والا پتھر ہے اسے جادو سے تابع نہیں کیا جا سکتا............جولیا نے عمران کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے عجیب سے لہجے میں کہا تو عمران دل ہی دل میں جل تو جلال تو کا ورد کرنے لگا۔

میرا مطلب ہے کہ یہ خوفناک ناول پڑھنے سے تمہیں ڈر نہیں لگے گا کہتے ہیں ایسے ناول تنہائی میں پڑھنے سے انسان دہشت زدہ ہو جاتا ہے............عمران نے بات کا رخ موڑتے ہوئے کہا۔

ہاں کہتے تو ہیں لیکن اس خفیہ سروس میں اتنے بھیانک واقعات سے پالا پڑا ہے کہ میرا دل سخت ہو گیا ہے ایسی خوفناک کہانیوں کا مجھ پر اثر نہیں ہوتا یہ تو محض وقت گزاری کا ایک ذریعہ ہے............جولیا نے سنجیدہ لہجے میں کہا تو عمران مسکرانے لگا جولیا نے ناول میز پر رکھا

اور اٹھ کر کمرے سے باہر چلی گئی۔

اس کے باہر جاتے ہی عمران نے میز سے ناول اٹھایا اور دیکھنے لگا اس میں کسی آدم خور چڑیل کا ذکر تھا وہ سوچنے لگا کہ جب جولیا جیسی لڑکی اس قسم کے خوفناک ناول پڑھ کر بوریت دور کر رہی ہے تو باقی ممبرز بھی وقت گزاری کے لئے کچھ نہ کچھ کرتے ہی ہوں گے یہ روش سیکرٹ ایجنٹوں کے لئے کسی طرح بھی مناسب نہیں تھی ایسے مشاغل کے اثرات ان کے ذہنوں کو سست اور فرائض سے غافل کر سکتے تھے

عمران انہی سوچوں میں گم تھا کہ دفعتاً میز پر پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران چونک پڑا چونکہ جولیا کچن میں تھی اس لئے اس کی کال رسیو کرنے میں کوئی مضائقہ نہ تھا چنانچہ دوسری مرتبہ بیل بجی تو اس نے رسیور اٹھا لیا۔

یس.......عمران نے جولیا کے لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

مس جولیا۔ میں صفدر بول رہا ہوں..............دوسری طرف سے صفدر کی آواز سنائی دی تو عمران نے منہ سے عجیب سے آواز نکالی۔

اوہ۔ آپ کی آواز کو کیا ہوا۔ کچھ بدلی ہوئی لگ رہی ہے۔ صفدر نے چونکتے ہوئے کہا۔

ہاں رات کو سوتے میں ایک مچھر ناک میں گھس گیا تھا شاید وہ کوئی بھٹکی ہوئی بدروح تھا..........عمران نے جولیا کے لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

یہ آپ کیسی باتیں کر رہی ہیں مس جولیا بھلا سائنس کے اس دور میں ایسی خرافات کو کون مانتا ہے..............صفدر نے ہنستے ہوئے کہا۔

مگر میں مانتی ہوں کل رات بھی ایک بدروح مجھ سے تمہارے بارے میں پوچھ رہی تھی تا کہ وہ تم سے شادی کر کے تمہارے فلیٹ کو بد روحوں کا مسکن بنا سکے..........عمران نے جواب دیتے ہوئے

کہا۔

کس کا فون ہے.......... دفعتاً جولیا نے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے عمران سے پوچھا۔

لو وہ آگئی ہے تم خود ہی اس سے بات کرلو.......... عمران نے گھبرا کر جولیا کی آواز میں کہا اور رسیور جولیا کی طرف بڑھا دیا جولیا نے چائے کی پیالی میز پر رکھتے ہوئے اسے گھورا اور رسیور لے کر کان سے لگا لیا۔

کیا واقعی بدروح آگئی ہے مس جولیا.......... دوسری طرف سے صفدر کی متحیر آواز سنائی دی۔

نہیں صفدر، عمران بکواس کر رہا تھا تمہارے ساتھ.......... جولیا نے عمران کو گھورتے ہوئے کہا۔

اوہ۔ تو یہ عمران صاحب تھے میں بھی حیران تھا کہ مس جولیا کی ناک

میں بدروح مچھر کیسے داخل ہوسکتا ہے.......... صفدر نے ہنستے ہوئے کہا۔

اس احمق کی ناک میں گھسا ہوگا ویسے یہ خود بھی بدروح سے کم نہیں ہے کیا خیال ہے تمہارا.......... جولیا نے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا عمران سے رسیور لیتے ہی جولیا نے لاؤڈر کا بٹن آن کر دیا تھا اس لئے وہ بھی صفدر کی آواز سن رہا تھا۔

ہاں۔ یہ واقعی ایسا ہی ہے ویسے آپ کو فون کرنے سے پہلے میں نے عمران صاحب کو فون کیا تھا لیکن سلیمان نے بتایا کہ وہ موجود نہیں ہیں پھر آپ کو فون کیا اور وہ بدروح کی طرح آپ کے پاس پہنچے ہوئے تھے.......... صفدر کی ہنستی ہوئی آواز سنائی دی۔

برخوردار۔ میں سن رہا ہوں تم جولیا کو میرے خلاف بھڑکا رہے ہو.......... عمران نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

یہ تو اچھی بات ہے مگر بد روحیں آپ کی طرح غصہ نہیں کرتیں یقیناً آپ کا چہرہ بھی لال ہو رہا ہو گا اور غصے سے نتھنے بھی پھول رہے ہوں گے یہ بتایئے کہ آپ اپنے جسم میں ہیں یا کسی مردہ انسان کے جسم پر قبضہ کر چکے ہیں .... صفدر نے ہنستے ہوئے کہا۔

فی الحال تو اپنا ہی جسم ہے البتہ جب تمہارے پاس آؤں گا تو دوسرے جسم میں ہوں گا ہو سکتا ہے جولیا کی شکل میں آؤں خود پر آیت الکرسی کا دم کر کے سونا............ عمران نے دھمکی دیتے ہوئے کہا تو جولیا بھی ہنس پڑی۔

میں ابھی خود آ جاتا ہوں۔ مجھے آپ جیسے بھوتوں سے ڈر نہیں لگتا .... صفدر نے ہنستے ہوئے کہا۔

مگر یہاں بھوتنی بھی ہے بھوتنی کے بھائی اور جب بہن بھائی ایک جگہ جمع ہو جائیں تو مجھے بھاگنا پڑ جائے گا اس لئے تم وہیں بیٹھے رہو

.... عمران نے جلدی سے کہا اور چائے پینے لگا۔

گویا آپ کو میرا وہاں آنا پسند نہیں ہے............ صفدر نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

پسند کی بات نہیں لیکن بقول کنفیوشس، اس آنے سے کیا حاصل ہے تم آئے اور ہم نہ ہوئے............ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو دوسری طرف سے صفدر نے جواب دیئے بغیر ہی فون بند کر دیا عمران نے بھی رسیور جولیا کی طرف بڑھا دیا جولیا نے ناگواری سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے رسیور لے کر کریڈل پر رکھ دیا۔

کیا بات ہے۔ تم نے کیوں منہ بنا لیا ہے............ عمران نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

تم نے صفدر کو کیوں نہیں آنے دیا............ جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

اس لئے کہ میں خود اس کے پاس جا رہا ہوں پہلے اسے ڈرانے کے لئے بکری کا کٹا ہوا سر اس کے فلیٹ میں پھینکوں گا پھر بدروح کو طلب کر کے صفدر کی قسمت کا حال معلوم کروں گا عمران نے مسکراتے ہوئے کہا جولیا نے کچھ کہنا چاہا لیکن اسی لمحے عمران کے واچ ٹرانس میٹر پر سگنل موصول ہوا تو عمران نے چونکتے ہوئے واچ ٹرانس میٹر آن کر دیا۔

ہیلو عمران۔ ایکسٹو کالنگ اوور.............دوسری طرف سے ایکسٹو کی مخصوص آواز سنائی دی۔

لیس چیف.........عمران اٹنڈنگ یو فرام عالم ارواح عرف روحوں کا نشیمن۔ اوور.............عمران نے شرارت بھرے لہجے میں کہا تا کہ بلیک زیرو اسے تنہا نہ سمجھے لیکن اس کی بات سن کر جولیا عمران کو غصے سے گھورنے لگی۔

کیا مطلب کیا تم دوسری دنیا میں پہنچ سکے ہو اوور.........ایکسٹو نے سخت لہجے میں پوچھا۔

نو سر۔ میں بدروح کے فلیٹ میرا مطلب ہے جولیا کے فلیٹ میں ہوں اوور.............عمران نے کہا۔

سر سلطان نے فائل بھجوا دی ہے تم آ کر لے جاؤ اوور........بلیک زیرو نے کہا۔

بہتر جناب۔ میں دس منٹ میں آ رہا ہوں کیا بدروح کو بھی ساتھ لیتا آؤں اوور.............عمران نے چونکتے ہوئے کہا۔

فضول باتیں مت کیا کرو اوور اینڈ آل.............ایکسٹو نے اسے ڈانٹتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ منقطع ہو گیا تو عمران نے بھی منہ بناتے ہوئے ٹرانس میٹر آف کر دیا۔

تم نے میرے بارے میں چیف سے کیوں بات کی جولیا نے غصے

سے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

میں نے بدروح کی بات کی تھی کیا تم بدروح ہو بدروح بننے کے لئے ابھی دو چار ناول اور پڑھو.......... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور صوفے سے اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

جب کہ جولیا اسے غصے سے گھور کر رہ گئی تھی۔

دانش منزل کے آپریشن روم میں بیٹھے بلیک زیرو نے عمران کو اندر آتے دیکھا تو وہ احتراماً اٹھ کر کھڑا ہو گیا جب کہ عمران رسمی سلام دعا کے بعد اسکے سامنے کرسی پر بیٹھ گیا۔

چائے لاؤں آپ کے لئے............. بلیک زیرو نے کہا اور اپنے آگے رکھی ہوئی فائل اٹھا کر اس نے عمران کے سامنے رکھ دی۔

نہیں جولیا کے فلیٹ سے پی کر آ رہا ہوں........... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور فائل کھول کر دیکھنے لگا۔

کیا ہے اس میں۔ تم نے دیکھ لی ہے.......... عمران نے فائل

سے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

میں نے بدروح کی بات کی تھی کیا تم بدروح ہو بدروح بننے کے لئے ابھی دو چار ناول اور پڑھو............عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور صوفے سے اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

جب کہ جولیا اسے غصے سے گھور کر رہ گئی تھی۔

دانش منزل کے آپریشن روم میں بیٹھے بلیک زیرو نے عمران کو اندر آتے دیکھا تو وہ احتراماً اٹھ کر کھڑا ہو گیا جب کہ عمران رسمی سلام دعا کے بعد اسکے سامنے کرسی پر بیٹھ گیا۔

چائے لاؤں آپ کے لئے..............بلیک زیرو نے کہا اور اپنے آگے رکھی ہوئی فائل اٹھا کر اس نے عمران کے سامنے رکھ دی۔

نہیں جولیا کے فلیٹ سے پی کر آ رہا ہوں............عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور فائل کھول کر دیکھنے لگا۔

کیا ہے اس میں۔تم نے دیکھ لی ہے...........عمران نے فائل

دیکھتے ہوئے پوچھا۔

کافرستان اور اسرائیل کی کوئی سازش ہے لیکن کسی خاص کوڈ میں لکھی ہوئی ہے جو میری سمجھ سے باہر ہے............ بلیک زیرو نے کہا

کافرستان اور اسرائیل کا نام سن کر عمران بے ساختہ چونک پڑا اور پھر توجہ سے فائل کا مطالعہ کرنے لگا یہ فائل ملٹری انٹیلی جنس کی طرف سے وزارت خارجہ کو بھجوائی گئی تھی اس فائل میں ملٹری انٹیلی جنس کے چیف کا ایک خط منسلک تھا ساتھ ہی ایک کمپیوٹر ڈسک پلاسٹک کور میں بند کر کے فائل میں رکھی گئی تھی خط میں بتایا گیا تھا کہ دو دن پہلے اسرائیل کا وزیر دفاع خفیہ دورے پر کافرستان پہنچا تھا اس نے کافرستان کے وزیر دفاع کے ساتھ خفیہ مذاکرات کیئے اور واپس چلا گیا۔

اس کی آمد اور واپسی اتنی خفیہ تھی کہ کافرستان میں پاکیشیا کے ملٹری انٹیلی جنس ایجنٹوں کو اسرائیلی وزیر دفاع کے واپس جانے کے کئی گھنٹے

بعد پتہ چلا اور انہوں نے معلومات حاصل کرنے کی کوششیں شروع کر دیں آخر کار انہوں نے کافرستانی وزارت دفاع کے ریکارڈ روم سے وہ کمپیوٹر ڈسک حاصل کر لی جس میں دونوں ملکوں کے وزراء کی بات چیت اور دوسری تفصیلات درج تھیں۔

وہ ڈسک چیک کی گئی تو اس کی تحریر قدیم زمانے کی تحریر تھی اور یہ کوڈ لینگویج ان ایجنٹوں کی سمجھ سے باہر تھی اس لئے انہوں نے ڈسک پاکیشیا میں اپنے ہیڈ کوارٹر بھجوا دی لیکن یہاں ملٹری انٹیلی جنس کے ماہرین بھی اس کوڈ کو حل نہ کر سکے تھے۔

بہر حال اسرائیلی وزیر کے خفیہ دورے اور خفیہ مذاکرات کے علاوہ یہ بھی نہایت اہمیت کی حامل ہے کہ مذاکرات کی تفصیلات کوڈ میں لکھی گئی ہیں اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اسرائیل اور کافرستان نے کوئی ایسی خطرناک سازش کی ہے کہ اسے کوڈ میں لکھا گیا تا کہ ڈسک چوری

بھی ہو جائے تو کسی کی سمجھ میں نہ آ سکے اور یہ سازش لازمی طور پر پاکیشیا کی سلامتی کے خلاف ہو گی اس لئے ڈسک وزارت خارجہ کو بھیجی جا رہی ہے تا کہ وہ ڈسک کو ڈی کوڈ کر کے اس سازش کی تفصیلات سے آگاہ ہو جائے۔

ڈسک کو کمپیوٹر میں لگاؤ.......... عمران نے خط پڑھنے کے بعد ڈسک کا لفافہ بلیک زیرو کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو نے ڈسک میز پر رکھے کمپیوٹر میں لگائی اور بٹن پریس کرنے لگا۔

جلد ہی سکرین پر ایک تحریر نمودار ہو گئی وہ تحریر عمران کے لئے بالکل اجنبی تھی عمران چند لمحوں تک سوچتا رہا اور پھر اٹھ کھڑا ہوا۔

کہاں جا رہے ہیں عمران صاحب.............. بلیک زیرو نے چونکتے ہوئے پوچھا۔ لائبریری میں۔ ابھی آتا ہوں ہو سکتا ہے اس کے ساتھ کی کوئی تحریر مل جائے.......... عمران نے کہا اور کمرے سے نکل گیا

اور بلیک زیرو انتظار کرنے لگا تقریباً بیس منٹ کے بعد عمران واپس آیا تو اس کے چہرے پر گہری سنجیدگی چھائی ہوئی تھی اندر آ کر وہ کرسی پر بیٹھا اور دوبارہ کمپیوٹر کی سکرین کی طرف دیکھنے لگا۔

طاہر۔ ڈسک کا کوڈ جاننے کے لئے ہمیں کافی جدو جہد کرنا پڑے گی .... عمران نے بلیک زیرو سے مخاطب ہو کر کہا۔

اوہ۔ کیا لائبریری سے معلوم نہیں ہو سکا.......... بلیک زیرو نے چونکتے ہوئے کہا۔

نہیں، ریکارڈ میں یہ تحریر نہیں ملی یہ کسی قدیم ترین زبان کے رسم الخط کو بگاڑ کر نیا رسم الخط بنایا گیا ہے اور اسے صرف کوڈ بک سے ہی سمجھا جا سکتا ہے یا پھر وہ شخص پڑھ سکتا ہے جس نے اس کوڈ کو بنایا ہے .... عمران نے کہا۔

تو پھر یہ مسئلہ کیسے حل ہو سکے گا.......... بلیک زیرو نے پوچھا۔

اس کے لئے مجھے کافرستان جانا پڑے گا وزارت دفاع کے ریکارڈ روم میں اس ڈسک کی کوڈ بک لازماً ہو گی یا پھر اس کوڈ کے موجد کو پکڑنا ہو گا............عمران نے ایک گہری سانس لیتے ہوئے کہا۔

ملٹری انٹیلی جنس کے جس ایجنٹ نے یہ ڈسک حاصل کی ہے وہ اس کی کوڈ بک بھی حاصل کر سکتا ہے آپ کو جانے کی کیا ضرورت ہے آپ انٹیلی جنس کے چیف سے کہہ دیں کہ وہ اپنے ایجنٹ کو حکم دے کر کوڈ بک حاصل کرے............بلیک زیرو نے کہا۔

نہیں اگر ڈسک کی چوری کا وہاں علم ہو چکا ہے تو دوسری کوشش میں اس ایجنٹ کو گرفتار کر کے ہلاک کر دیا جائے گا اس طرح ان لوگوں کو یہ بھی معلوم ہو جائے گا کہ ڈسک پاکیشیا میں ہے اور وہ اس کے کوڈ کو کسی دوسری جگہ محفوظ کر دیں گے پھر میرا خود جانا اس لئے بھی ضروری ہے کہ دونوں دشمن ممالک کی سازش کو سمجھنے کے بعد اس کا توڑ بھی کرنا

ہے تا کہ وہ لوگ اس پر عمل درآمد نہ کر سکیں............عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

کیا آپ ٹیم کو بھی ساتھ لے کر جائیں گے............بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

ہاں لیکن پوری ٹیم کو نہیں صرف تین چار ممبران کو ساتھ لے جاؤں گا............عمران نے جواب دیا۔

سر سلطان کو کیا جواب دینا ہے............بلیک زیرو نے کہا تو عمران چونک پڑا۔

فون مجھے دو............عمران نے بلیک زیرو سے کہا تو اس نے فون اٹھا کر عمران کے سامنے رکھ دیا اور دوسرے ہی لمحے عمران نے رسیور اٹھا کر نمبر پریس کر دیئے یہ سر سلطان کے ڈائریکٹ نمبر تھے۔

ہیلو۔ سلطان بول رہا ہوں............رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری

طرف سے سر سلطان کی باوقار آواز سنائی دی۔
عمران بات کر رہا ہوں میں نے تمام فائل دیکھ لی ہے عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔
اوہ۔پھر کیا معلوم ہوا ہے..........سر سلطان نے چونکتے ہوئے پوچھا۔
ڈھاک کے تین پات..........عمران کے منہ سے بے ساختہ نکلا تو بلیک زیرو مسکرانے لگا۔
کیا مطلب..........سر سلطان نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔
مطلب وہی ہے جو ڈھاک کے تین پات کا ہے یعنی ڈسک کی کوڈ تحریر میری سمجھ میں نہیں آئی اسے ڈی کوڈ کرنے کے لئے مجھے وہیں جانا پڑے گا جہاں سے یہ ڈسک حاصل کی گئی ہے پھر پتہ چلے گا کہ پاکیشیا کے خلاف کیا سازش کی گئی ہے اور اس کا سدباب کیسے کیا جائے آپ

ملٹری انٹیلی جنس کے چیف کو اطلاع دے دیں کہ اب سیکرٹ سروس اس معاملے کو خود ڈیل کرے گی.........عمران نے کہا۔
تو کیا تم اکیلے جاؤ گے اس مہم پر........سر سلطان نے پوچھا۔
جی نہیں دو تین ممبران کو ساتھ لے جاؤں گا بہر حال آپ فکر مت کریں اللہ حافظ۔........عمران نے کہا اور کریڈل دبا دیا ٹون آنے پر اس نے دوبارہ نمبر پریس کر دیئے بلیک زیرو خاموشی سے اسے دیکھ رہا تھا نمبر پریس کرنے کے بعد اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی آن کر دیا۔
لیس۔چارلی کلب..........چند لمحوں بعد رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔
مسٹر چارلی سے بات کرائیں پاکیشیا سے رانا صندوقی بات کر رہا ہوں..........عمران نے کہا۔
رانا صندوقچی..........آپریٹر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا جو

لب و لہجے سے پنجاب کی معلوم ہوتی تھی۔

نہیں۔صندوق یا صندوقچی نہیں صرف صندوق.......... عمران نے غراہٹ آمیز لہجے میں کہا۔

اوہ۔سوری سر ایک منٹ ہولڈ کیجئے.......... لڑکی نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا تو عمران کے چہرے پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

ہیلو چارلی بول رہا ہوں رانا صاحب.......... چند لمحوں بعد ایک بھاری مردانہ آواز سنائی دی۔

کیسے ہو پیارے کافی عرصہ سے تم نے اپنی خیر خبر نہیں دی عمران نے شکایت بھرے لہجے میں کہا۔

رانا صاحب۔شرمندہ مت کریں مجھے معلوم ہے کہ آپ بہت مصروف آدمی ہیں اس لئے آپ کا وقت ضائع کرنا مناسب نہیں سمجھا حکم فرمائیں.......... چارلی نے معذرت بھرے لہجے میں کہا۔

اچھا پہلے یہ بتاؤ کہ کلب کیسا جا رہا ہے گزشتہ دو سالوں میں کتنی ترقی ہوئی ہے.......... عمران نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

آپ ترقی کا اس سے اندازہ کر سکتے ہیں کہ دارلحکومت کے پانچ ٹاپ موسٹ کلبوں میں سے یہ تیسرے نمبر پر ہے اور یہ سب آپ کی مہربانی ہے ورنہ یہ جواء خانہ ہی رہتا.......... چارلی نے جواب دیا۔

خیر تمہارے لئے ایک چھوٹا سا کام ہے وزارت دفاع کے ریکارڈ روم سے ایک کمپیوٹر ڈسک چوری کی گئی ہے اور وہ کافرستان سے باہر بھیج دی گئی ہے معلوم کرو کہ اس معاملے کی وہاں کیا پوزیشن ہے حکومت کو ڈسک غائب ہونے کا علم ہو چکا ہے یا نہیں اگر ہو گیا ہے تو اس سلسلے میں کیا کچھ کیا جا رہا ہے.......... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

بہتر۔میں معلوم کرتا ہوں شام تک آپ کو بتا سکوں گا چارلی نے کہا۔

نہیں مجھے ایک گھنٹہ کے اندر معلومات درکار ہیں چارلی چیپلن کے

پوتے.........عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔

بہتر۔ بہتر۔ خفا نہ ہوں رانا صاحب.........دوسری طرف سے چارلی نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

میں ٹھیک ایک گھنٹے بعد تمہیں دوبارہ کال کروں گا اور ہاں معاوضہ کی پرواہ مت کرنا جو مانگو گے مل جائے گا.........عمران نے کہا۔

مجھے معلوم ہے رانا صاحب کہ آپ سے جو چاہوں مل جائے گا آپ کی سخاوت اور دریا دلی سے ہی آج میں اتنے بڑے کلب کا مالک ہوں.........چارلی نے بے حد ممنونیت بھرے لہجے میں کہا تو عمران نے اوکے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

عمران صاحب۔ اب چائے کا موڈ ہے.........بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

لے آؤ۔ ایک گھنٹہ تو گزارنا ہی ہے یہاں.........عمران نے سر

ہلاتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو اٹھ کر کمرے سے باہر نکل گیا پانچ منٹ بعد وہ دونوں چائے پی رہے تھے چائے پینے کے ساتھ ساتھ عمران کچھ سوچ رہا تھا کہ اچانک اس نے فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے لگا تو بلیک زیرو نے حیرت سے اس کی طرف دیکھا۔

ہیلو۔ جولیا سپیکنگ.........رابطہ قائم ہوتے ہی جولیا کی آواز سنائی دی۔

ایکسٹو.........عمران نے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا۔

یس چیف.........جولیا نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

عمران سے معلوم ہوا ہے کہ تم آج کل ماورائی کہانیوں کا مطالعہ کر رہی ہوتا کہ بدروحوں اور جنات کو تابع کر سکو.........عمران نے کہا۔

اوہ سوری سر۔ میں نے وقت گزاری کے لئے ایک ہی ناول خریدا تھا.........جولیا کی بوکھلاہٹ آمیز آواز سنائی دی۔

وقت گزاری کے لئے اور بھی بہت سے موضوعات ہیں بہر حال یہ تمہارا ذاتی معاملہ ہے لیکن تمہیں ایسی فضولیات سے پرہیز کرنی چاہیے.........عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

رائٹ سر۔ آئندہ نہیں پڑھوں گی...............جولیا نے مودبانہ لہجے میں کہا مگر اس کی آواز لرز رہی تھی۔

اگر تم بدروحوں اور چڑیلوں کے وجود پر یقین رکھتی ہو تو کافرستان چلی جاؤ اور وہاں کسی پرانے مندر میں جا کر بدروحوں اور جنات کو تسخیر کرنے کے لئے چلہ کشی کرو.........عمران نے کہا جب کہ بلیک زیرو حیرت سے عمران کی باتیں سن رہا تھا۔

سوری سر۔ مجھے بالکل شوق نہیں ہے عمران نے خواہ مخواہ مجھ پر الزام تراشی کی ہے..........جولیا کی بھرائی ہوئی آواز سنائی دی۔

بہر حال میں نے عمران سے کہہ دیا ہے کہ وہ تمہیں کافرستان لے

جائے تم سفر کے لئے تیار ہو..........عمران نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

چیچ۔ چیف مجھے معاف کر دیجئے آئی ایم ریئلی سوری۔ جولیا نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

ہرگز نہیں۔ تمہیں ہر صورت میں کافرستان جانا ہے صفدر اور چوہان کو بھی تیار رہنے کا حکم دو باقی ہدایات تمہیں عمران سے ملیں گی ....عمران نے تحکمانہ لہجے میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔

عمران صاحب یہ بدروحوں کا کیا چکر ہے جولیا کو آپ نے آج بہت پریس کیا ہے.........بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا تو عمران نے اسے سارا قصہ سنا دیا۔

آپ نے صرف تین ممبرز کا انتخاب کیا ہے اس مہم کے لئے ....بلیک زیرو نے چند لمحوں بعد پوچھا۔

ہاں۔ باقی ممبرز یہاں رہیں گے ہوسکتا ہے کافرستان کے ایجنٹ اپنی ڈسک واپس حاصل کرنے یہاں آئیں ویسے ضرورت پڑی تو میں تنویر اور صدیقی کو وہیں طلب کرلوں گا تم ہمارے سفر کے انتظامات مکمل کرلو.............عمران نے کہا تو بلیک زیرو اٹھ کر ایک الماری کی طرف بڑھ گیا۔ پھر ایک گھنٹے بعد عمران نے فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے لگا چند لمحوں بعد رابطہ قائم ہو گیا۔

ہیلو۔ چارلی کلب.............رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے آپریٹر کی آواز سنائی دی۔

صندوقی بول رہا ہوں چارلی سے بات کراؤ.........عمران نے کہا۔

رانا صندوقی صاحب.........لڑکی نے چونکتے ہوئے کہا۔

شکر ہے تمہیں یاد رہ گیا ہے ورنہ صندوقی بتاتا تو تم پھر صندوقچی سمجھ لیتیں.........عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

سوری سر۔ مجھے باس نے آپ کا پورا نام رانا تہور علی صندوقی بتا دیا ہے ہولڈ کیجئے.............لڑکی نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

ہیلو رانا صاحب چارلی بات کر رہا ہوں.............جلد ہی چارلی کی آواز سنائی دی۔

سن رہا ہوں۔ بولتے رہو.........عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا رانا صاحب گزشتہ رات وزارت دفاع کے ریکارڈ روم انچارج اور اس کے اسسٹنٹ کو گرفتار کرلیا گیا تھا ان دونوں سے کمپیوٹر ڈسک کے بارے میں تفتیش کی جارہی ہے اس معاملے کی تحقیقات ملٹری انٹیلی جنس کررہی ہے وزارت دفاع اور وزارت خارجہ میں بڑی کھلبلی مچی ہوئی ہے البتہ اس بات کو راز میں رکھا گیا ہے کہ ڈسک میں کیا ریکارڈ تھا اور یہ اندیشہ ظاہر کیا جارہا ہے کہ اگر ڈسک کسی دشمن ملک کے ہاتھ لگ گئی تو ملکی دفاع کو شدید نقصان پہنچے گا.............چارلی نے مسلسل

بولتے ہوئے کہا۔

اوکے تھینک یو۔تمہارے اکاؤنٹ میں ایک لاکھ روپے پہنچ جائیں گے.........عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور چارلی کے مسرت بھرے شکریہ کے بعد عمران رسیور کریڈل پر رکھ کر بلیک زیرو کو ہدایات دینے لگا۔

شاندار انداز میں سجے ہوئے آفس روم میں میز کے پیچھے ایک ادھیڑ عمر شخص ریوالونگ چیئر پر بیٹھا ایک فائل دیکھ رہا تھا فائل دیکھ کر اس نے زیر مطالعہ کاغذ پر سائن کئے اور فائل بند کر کے رکھی ہی تھی کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی ادھیڑ عمر نے فون کی طرف دیکھا اور پھر ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

لیس.........ادھیڑ عمر نے سخت لہجے میں کہا۔

سیکرٹری دفاع سے بات کریں سر.............دوسری طرف سے اس کے پی اے کی آواز سنائی دی۔

اوہ کراؤ بات.............ادھیڑ عمر نے چونکتے ہوئے کہا۔

www.urdurasala.com

ہیلو..............چند لمحوں بعد دوسری طرف سے ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

یس سر۔کرنل شنکر بول رہا ہوں..........ادھیڑ عمر نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

کرنل شنکر کیا ریکارڈ انچارج اور اس کے اسسٹنٹ سے پوچھ گچھ کر لی گئی ہے.........سیکرٹری دفاع نے پوچھا۔

یس سر۔ریکارڈ انچارج بے گناہ ثابت ہوا ہے جب کہ اس کے اسسٹنٹ کیپٹن رام چند نے اعتراف کیا ہے کہ ڈسک اس نے ریکارڈ روم سے چوری کی تھی لیکن اب اس کے پاس نہیں ہے کرنل شنکر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

اوہ تو پھر کس کے پاس ہے ڈسک تفصیل سے بتائیں سیکرٹری دفاع کی چونکتی ہوئی آواز سنائی دی۔

کیپٹن رام چند کو اپنے بیٹے اور بیٹی کی شادی کے لئے بھاری رقم کی ضرورت تھی اور وہ اکثر اپنے دوستوں اور عزیزوں کو اپنی مجبوری بتایا کرتا تھا گزشتہ روز اس کے ایک عزیز موہن نے رام چند سے رابطہ قائم کیا اور کہا کہ وہ اسے بچوں کی شادی کے لئے مطلوبہ رقم تین لاکھ روپے تک دے سکتا ہے مگر ایک شرط پر کہ وہ گزشتہ روز اسرائیلی وزیر دفاع کے دورے سے متعلق کمپیوٹر ڈسک اسے فراہم کر دے چنانچہ کیپٹن رام چند نے اصل ڈسک ریکارڈ روم کے سیف سے نکالی اور ایک خالی ڈسک اس کی جگہ رکھ دی پھر لنچ ٹائم میں بیوی کی بیماری کے بہانے وہ دو گھنٹے کی رخصت لے کر شہر کے نواح میں مقررہ سپاٹ پر پہنچا جہاں موہن کا نمائندہ موجود تھا اس نے رام چند سے ڈسک لے کر رقم کا چیک اس کے حوالے کیا اور کیپٹن رام چند نے واپس آ کر چیک اپنے بینک اکاؤنٹ میں جمع کرا دیا..............کرنل شنکر نے

تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔
آپ نے موہن کو گرفتار کر لیا ہوگا............سیکرٹری دفاع نے مضطربانہ لہجے میں پوچھا۔
میں نے اپنے ایک ماتحت کو موہن کے گھر بھیجا ہے جس کا رام چند نے ایڈریس بتایا تھا تھوڑی دیر میں وہ یہاں پہنچ جائے گا پھر اس سے ڈسک واپس لینے کی کوشش کی جائے گی.........کرنل شنکر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
کوشش نہیں کرنل ہر صورت میں ڈسک واپس ملنی چاہیے منسٹر صاحب کا حکم ہے کہ شام تک ڈسک مل جانی چاہیے ورنہ آپ کو فارغ کر دیا جائے گا.........سیکرٹری دفاع نے تیزی سے مگر سخت لہجے میں کہا اور ساتھ ہی رابطہ منقطع ہو گیا کرنل شنکر نے لاپروائی سے سر جھٹکا اور ایک سگریٹ سلگا کر کش لیتے ہوئے سوچنے لگا تقریباً نصف گھنٹے بعد فون

کی گھنٹی بج اٹھی تو کرنل شنکر نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔
یس............کرنل شنکر نے سخت لہجے میں کہا۔
جگدیش بول رہا ہوں چیف..........دوسری طرف سے مودبانہ آواز سنائی دی۔
ہاں جگدیش کیا رپورٹ ہے...........کرنل شنکر نے نرم لہجے میں کہا۔
چیف۔رام چند نے جس موہن نامی شخص کے بارے میں بتایا تھا وہ اپنے گھر میں نہیں ہے اس کی بیوی نے بتایا ہے کہ موہن کو کل صبح ایک اجنبی لے گیا تھا جس نے خود کو سپیشل پولیس کا انسپکٹر ظاہر کیا تھا اور کہا تھا کہ موہن کو ایک ڈاکو کی شناخت کے لئے سی آئی ڈی کے آفس میں طلب کیا گیا ہے اسکے بعد سے موہن گھر واپس نہیں آیا البتہ اسے لے جانے والے نے اس کی بیوی کو فون پر اطلاع دی تھی کہ موہن کو صبح

ڈاکو کے ہمراہ عدالت میں پیش کیا جائے گا اور وہ عدالت میں ڈاکو کے خلاف بیان دے گا تا کہ ڈاکو کو عدالت سزا دے سکے آج شام موہن کی واپسی کا بھی وعدہ کیا گیا تھا اور یہ خوشخبری بھی اس کی بیوی کو دی گئی تھی کہ ڈاکو سے پانچ لاکھ روپے برآمد کر کے موہن کو انعام کے طور پر ایک لاکھ روپے دیئے جائیں گے اس لئے اس کی بیوی بچے مطمئن ہیں............کیپٹن جگدیش نے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

اوہ۔ اس کا کیا مطلب ہوا جگدیش۔ کیا ایسا ممکن ہے کرنل شنکر نے چونکتے ہوئے کہا۔

نو سر۔ یہ طریقہ کار بالکل غلط ہے موہن کی بیوی کے مطابق سپیشل پولیس کا انسپکٹر تنہا اپنی کار میں ان کے گھر آیا تھا اور وہ سادہ لباس میں تھا دوسری بات یہ کہ انعام کا چکر بھی غلط ہے جب کہ کیپٹن رام چند

کے بیان کے مطابق شہر میں تقریباً دس کلومیٹر کے فاصلے پر موہن کا نمائندہ اس سے ڈسک لینے آیا تھا جو سفید رنگ کی کڈلاک میں تھا.......کیپٹن جگدیش نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

ہونہہ گویا موہن کو اغوا کیا گیا تھا اور اسی سے رام چند کو فون کرایا گیا پھر موہن کو اغوا کرنے والا موہن کے نمائندہ کے طور پر کیپٹن رام چند سے ملا..........کرنل شنکر نے تجزیہ کرتے ہوئے کہا۔

یقیناً یہی بات ہوگی سر۔ موہن محکمہ آبپاشی میں سپروائزر ہے اسے بھلا ڈسک کے بارے میں کیسے معلوم ہو سکتا مجھے لگتا ہے کہ کسی غیر ملکی ایجنٹ نے رام چند کی موہن کے ساتھ قرابت داری سے فائدہ اٹھایا اور موہن سے رام چند کی رقم کے بارے میں پریشانی جان کر رام چند کو ڈسک چوری کرنے پر آمادہ کیا ہوگا۔ دوسری اہم بات یہ ہے کہ موہن کو گھر سے لے جانے والا انسپکٹر سیاہ رنگ کی کار میں آیا تھا جب

کہ اس کا نمائندہ سفید کیڈلاک میں شہر سے باہر رام چند سے ملا تھا.........کیپٹن جگدیش نے بڑے وثوق سے کہا۔

ٹھیک ہے تم واپس آجاؤ اور موہن کی تلاش شروع کر دو اس کے گھر سے اس کی کوئی تصویر حاصل کر لینا.........کرنل شنکر نے تشویش آمیز لہجے میں کہا اور فون بند کر کے سوچنے لگا چند لمحوں بعد اس نے فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے لگا۔

ہیلو۔ پی اے ٹو سیکرٹری ڈیفنس.........رابطہ قائم ہوتے ہی آواز سنائی دی۔

کرنل شنکر بول رہا ہوں۔ سیکرٹری صاحب سے بات کراؤ کرنل شنکر نے کہا۔

رائٹ سر۔ ہولڈ کیجئے.............ڈیفنس سیکرٹری کے پی اے نے کہا۔

یس کرنل شنکر کیا خبر ہے..........چند لمحوں بعد سیکرٹری دفاع کی آواز سنائی دی۔

سر معاملہ الجھ گیا ہے.............کرنل شنکر نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

کیا مطلب۔ وضاحت کرو.............دوسری طرف سے چونکتے ہوئے کہا گیا تو کرنل شنکر نے کیپٹن جگ دیش کی رپورٹ دوہرا دی۔

اس کا مطلب ہے کہ یہ معاملہ سیکرٹ سروس کے حوالے کرنا پڑے گا۔..........سیکرٹری دفاع نے غصیلے لہجے میں کہا۔

یس سر.........مجھے یقین ہے کہ ڈسک ملک سے باہر پہنچ چکی ہے سیکرٹ سروس اپنے فارن ایجنٹوں کے ذریعے جلد کھوج لگا سکتی ہے ہم بھی اپنے طور پر کوشش کرتے رہیں گے.........کرنل شنکر نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

ٹھیک ہے فی الحال آپ لوگ کوشش کریں میں منسٹر صاحب سے بات

کر کے سیکرٹ سروس کو یہ ذمہ داری سونپوں گا۔ اس معاملہ میں تساہل پسندی کا مظاہرہ نہ کیا جائے............ سیکرٹری دفاع نے سختی سے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

آپ بے فکر رہیں جناب۔ ہماری طرف سے کوئی کوتاہی نہیں ہوگی میرے ماتحت موہن کا کھوج لگانے کی کوشش کر رہے ہیں امید ہے جلد ہی حقیقت کا پتہ چل جائے گا.......... کرنل شنکر نے یقین دلاتے ہوئے بڑے اعتماد سے کہا تو دوسری طرف سے مزید کچھ کہے بغیر رابطہ ختم ہو گیا تو کرنل شنکر نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

ہوٹل مالا بار کے ایک کمرے میں عمران، جولیا، صفدر اور چوہان بیٹھے ناشتہ کر رہے تھے وہ پاکیشیا سے ایک عرب ریاست پہنچے تھے اور وہاں سے دوسری فلائٹ کے ذریعے کافرستان کے دارالحکومت کا سفر کیا تھا اس ہوٹل میں کمرے حاصل کرنے کے لئے وہ دو دو کے گروپوں کی صورت میں الگ الگ پہنچے تھے چنانچہ عمران اور جولیا کے کمرے فرسٹ فلور پر اور صفدر اور چوہان کا ڈبل بیڈروم تھرڈ فلور پر تھا وہ جس میک اپ میں یہاں پہنچے تھے ابھی تک اسی میک اپ میں تھے۔

عمران کی ہدایت پر اس کے تینوں ساتھی ناشتے کے لئے عمران کے

کمرے میں آ گئے تھے ناشتے کے بعد عمران نے فون اٹھا کر اپنے قریب رکھا اور جولیا کو میک اپ تبدیل کرنے کی ہدایت کرکے رسیور اٹھا لیا اور پھر وہ کسی کے نمبر پریس کرنے لگا۔

ہیلو۔ چاولہ بول رہا ہوں.......... چند لمحوں بعد رابطہ قائم ہونے پر ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

آج کل چاول کس بھاؤ بیچ رہے ہو.......... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

چاول۔ بھاؤ۔ کون ہو تم۔.......... دوسری طرف سے چاولہ نے غصیلے لہجے میں کہا۔

چاولوں کا خریدار۔ رائس مرچنٹ.......... عمران نے کہا اس کے ساتھی لاؤڈر آن ہونے کے سبب گفتگو سن کر مسکرا رہے تھے۔

اوہ۔ عمران صاحب آپ۔ کیسے ہیں آپ.......... اس مرتبہ

چاولہ کی چونکتی ہوئی آواز سنائی دی۔

ٹھیک ہوں۔ لیکن دوبارہ میرا نام مت لینا میں آ چکا ہوں اور مجھے فوری طور پر کچھ چیزوں کی ضرورت ہے.......... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی مطلوبہ اشیاء بتا دیں۔

بہت بہتر۔ ایڈریس بتا دیجئے نصف گھنٹے کے اندر اندر یہ چیزیں پہنچا دی جائیں گی.......... چاولہ نے مودبانہ لہجے میں کہا تو عمران نے اسے ہوٹل کا نام اور اپنے کمرے کا نمبر بتا دیا۔

کیا آپ مجھے شرف میزبانی نہیں بخشیں گے.......... دوسری طرف سے چاولہ نے پوچھا۔

کیا فائدہ۔ تم صرف دال چاول پر ٹرخاؤ گے ہوٹل میں ہر چیز دستیاب ہے ویسے ہو سکتا ہے تمہارا مہمان بننے کی ضرورت پڑ جائے او کے.......... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

جب کہ اس دوران جولیا ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے بیٹھی اپنا میک اپ تبدیل کر رہی تھی۔

کیا ہم نے بھی میک اپ تبدیل کرنے ہیں............صفدر نے عمران کو اپنی طرف متوجہ پا کر پوچھا۔

ہاں لیکن ابھی نہیں فی الحال جولیا کے لئے میک اپ تبدیل کرنا اس لئے ضروری ہے کہ یہ میرے ساتھ جا رہی ہے عمران نے کہا۔

کہاں جا رہے ہیں آپ دونوں............چوہان نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

جہاں برف گرتی ہے شہنائیاں بجتی ہیں اور............عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

بس۔ بس سمجھ گیا ہوں............چوہان نے ہنستے ہوئے جلدی سے کہا۔

کیا سمجھ گئے ہو............عمران نے حیرت سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

یہی کہ آپ بتانا نہیں چاہتے............چوہان کی بجائے صفدر نے ناراض سے لہجے میں کہا۔

ہاں۔ یہ درست ہے کیونکہ فی الحال مجھے خود معلوم نہیں کہ میں کہاں جاؤں گا............عمران نے الجھے ہوئے انداز میں کہا تو صفدر اور چوہان خاموش ہو گئے۔ پاکیشیا سے روانگی کے وقت عمران نے انہیں صرف اتنا بتایا تھا کہ کافرستان کے محکمہ دفاع سے ایک ڈی کوڈ ڈسک اڑائی ہے جس کے ذریعے اسرائیلی اور کافرستانی ڈیفنس منسٹرز کے درمیان ہونے والے خفیہ پلان کی ڈسک کو ڈی کوڈ کیا جائے گا جس کی ڈسک پاکیشیا کی ملٹری انٹیلی جنس کے ایجنٹوں نے کافرستان سے حاصل کر کے پاکیشیا بھجوائی تھی چونکہ یہ مشن انتہائی کٹھن اور خطر

ناک ہے اس لئے ایکسٹو نے صرف چار ممبران کو اس مشن کے لئے منتخب کیا ہے پھر تقریباً نصف گھنٹے بعد دروازے پر دستک ہوئی تو عمران سمجھ گیا کہ چاولہ کا آدمی آیا ہے چنانچہ اس نے خود اٹھ کر دروازہ کھولا تو ایک ادھیڑ عمر شخص ایک بریف کیس اٹھائے کھڑا تھا۔

یہ مسٹر رائس ڈیلر نے بھیجا ہے............اس آدمی نے سلام کر کے بریف کیس عمران کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا عمران نے اس سے بریف کیس لیا تو اس آدمی نے دوسرے ہاتھ میں موجود کی رنگ بھی عمران کے حوالے کر دیا۔

سفید رنگ کی کیڈلاک ہوٹل کے باہر فٹ پاتھ کے قریب کھڑی ہے جناب.........اس آدمی نے کہا اور پھر کار کا نمبر بتا کر سیڑھیوں کی طرف بڑھ گیا عمران نے دروازہ لاک کیا اور بریف کیس لا کر میز پر رکھ دیا بریف کیس میں مختلف قسم کا اسلحہ تھا عمران نے وہ اسلحہ اپنے

ساتھیوں میں تقسیم کر دیا اور پھر خالی بریف کیس بیڈ کے نیچے رکھ کر اس نے جولیا کو چلنے کا اشارہ کیا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا مگر پھر فوراً ہی قدم روک لئے جولیا بھی رک گئی۔

سنو تم دونوں یہاں کیا کر رہے ہو نکلو یہاں سے عمران نے پلٹ کر چوہان اور صفدر کو گھورتے ہوئے کہا۔

اوہ۔ کیا مطلب............چوہان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

مطلب یہ کہ تمہارا کمرہ اوپر ہے اور ہوٹل میں تمہاری انٹری بھی ہم سے الگ ہے اس لئے تمہیں اس کمرے میں دیکھ کر ویٹر کو عجیب لگے گا اور وہ اپنے مینجر یا دوسرے ویٹرز سے ڈسکس کرے گا لہذا تمہیں اپنے کمرے میں جانا چاہیے ضرورت پڑی تو میں تمہیں کال کر کے ہدایات دے دوں گا۔............عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو صفدر اور چوہان بھی مسکرا دیئے اور اٹھ کر کمرے سے باہر نکل گئے۔

ناک ہے اس لئے ایکسٹو نے صرف چار ممبران کو اس مشن کے لئے منتخب کیا ہے پھر تقریباً نصف گھنٹے بعد دروازے پر دستک ہوئی تو عمران سمجھ گیا کہ چاولہ کا آدمی آیا ہے چنانچہ اس نے خود اٹھ کر دروازہ کھولا تو ایک ادھیڑ عمر شخص ایک بریف کیس اٹھائے کھڑا تھا۔

یہ مسٹر رائس ڈیلر نے بھیجا ہے............اس آدمی نے سلام کر کے بریف کیس عمران کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا عمران نے اس سے بریف کیس لیا تو اس آدمی نے دوسرے ہاتھ میں موجود کی رنگ بھی عمران کے حوالے کر دیا۔

سفید رنگ کی کیڈلاک ہوٹل کے باہر فٹ پاتھ کے قریب کھڑی ہے جناب.........اس آدمی نے کہا اور پھر کار کا نمبر بتا کر سیڑھیوں کی طرف بڑھ گیا عمران نے دروازہ لاک کیا اور بریف کیس لا کر میز پر رکھ دیا بریف کیس میں مختلف قسم کا اسلحہ تھا عمران نے وہ اسلحہ اپنے

ساتھیوں میں تقسیم کر دیا اور پھر خالی بریف کیس بیڈ کے نیچے رکھ کر اس نے جولیا کو چلنے کا اشارہ کیا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا مگر پھر فوراً ہی قدم روک لئے جولیا بھی رک گئی۔

سنو تم دونوں یہاں کیا کر رہے ہو نکلو یہاں سے عمران نے پلٹ کر چوہان اور صفدر کو گھورتے ہوئے کہا۔

اوہ۔ کیا مطلب..........چوہان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

مطلب یہ کہ تمہارا کمرہ اوپر ہے اور ہوٹل میں تمہاری انٹری بھی ہم سے الگ ہے اس لئے تمہیں اس کمرے میں دیکھ کر ویٹر کو عجیب لگے گا اور وہ اپنے مینجر یا دوسرے ویٹرز سے ڈسکس کرے گا لہذا تمہیں اپنے کمرے میں جانا چاہیے ضرورت پڑی تو میں تمہیں کال کر کے ہدایات دے دوں گا............عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو صفدر اور چوہان بھی مسکرا دیئے اور اٹھ کر کمرے سے باہر نکل گئے۔

عمران نے چند لمحے توقف کیا اور پھر جولیا کے ہمراہ کمرے سے نکلا اور دروازہ لاک کر کے سیڑھیوں کی طرف بڑھ گیا دو منٹ بعد عمران کی کار سڑک پر دوڑ رہی تھی یہ وہی کار تھی جو چاولہ کا آدمی ہوٹل کے باہر کھڑی کر کے چابی عمران کو دے گیا تھا جولیا ایک نوجوان اور خوبصورت عورت کے میک اپ میں عقبی نشست پر بیٹھی ہوئی تھی۔

جانا کہاں ہے............دو تین سڑکیں تبدیل ہونے کے بعد جولیا نے پوچھا۔

وزارت دفاع کے ایک آفیسر کے گھر اس کا نام کرنل شیکھر ہے ....عمران نے کہا۔

وہاں کیا کرنا ہے..........جولیا نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

لنچ میرا مطلب ہے لنچ ٹائم پر اسے اس کے آفس جا کر ملنا ہے ....عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر تفصیل سے پلاننگ بتا دی

تو جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا تقریباً دس منٹ بعد وہ شہر کے ایک پوش علاقے میں داخل ہوئے اور ایک چوراہے سے بائیں ہاتھ مڑ گئے اس سڑک کے دونوں اطراف میں خوبصورت بنگلے تھے چند لمحوں بعد عمران نے ایک بنگلے کے گیٹ پر کار روکی اور انجن بند کر دیا گیٹ بند تھا عمران نے کار سے اتر کر گیٹ کے پہلو میں نصب کال بیل کا بٹن پریس کیا تو چند لمحوں بعد گیٹ کھلا اور ایک مسلح گارڈ باہر آ گیا وہ فوجی وردی میں ملبوس تھا۔

جی فرمایئے............گارڈ نے عمران کو بغور دیکھتے ہوئے پوچھا اور پھر کار میں بیٹھی ہوئی جولیا کی طرف دیکھنے لگا۔

مسز شیکھر کو اطلاع دو کہ کرنل گپتا صاحب کی بیگم آئی ہیں ....عمران نے گارڈ سے کہا۔

بہتر۔ میں اطلاع کرتا ہوں..............گارڈ نے سر ہلاتے ہوئے

کہا اور پلٹ کر اندر جانے لگا تو عمران نے اسے روک لیا۔

ٹھہرو، پہلے گیٹ کھولو بیگم صاحبہ کو اتنی دیر تک گیٹ پر روکا نہیں جا سکتا.........عمران نے سخت لہجے میں کہا تو گارڈ نے سر ہلایا اور گیٹ کھول دیا اندر ایک اور گارڈ بھی موجود تھا عمران کار میں بیٹھا اور انجن اسٹارٹ کر کے کار اندر لے آیا برآمدے کے سامنے ایک اور کار بھی موجود تھی عمران نے اس کار سے دو تین فٹ پیچھے اپنی کار روکی اور انجن بند کر دیا گارڈ نے گیٹ بند کیا اور گیٹ کے پہلو میں سٹول پر رکھے فون کا رسیور اٹھا کر ایک نمبر پریس کر دیا۔عمران بیک مرر میں اسے دیکھ رہا تھا دوسرا گارڈ گیٹ کے بائیں جانب بنے گارڈ روم کے باہر کھڑا خاموشی سے ان کی کار کی طرف دیکھ رہا تھا فون کرنے والے گارڈ نے بات کرنے کے بعد رسیور رکھا تو عمران اپنی کار سے نیچے اترا اور کار کا پچھلا دروازہ کھول دیا۔فون کرنے والا گارڈ عمران کے

قریب آیا تو عمران نے سوالیہ انداز میں اس کی طرف دیکھا۔

بیگم صاحبہ ڈرائینگ روم میں آپ کا انتظار کر رہی ہیں گارڈ نے جولیا سے مودبانہ لہجے میں کہا۔

آیئے بیگم صاحبہ.........عمران نے جولیا سے کہا تو جولیا کار سے باہر آئی اور برآمدے کی طرف بڑھنے لگی گارڈ اس کے آگے آگے چلنے لگا عمران مودبانہ انداز میں جولیا کے پیچھے تھا برآمدے سے گزر کر وہ ایک کمرے کے دروازے پر پہنچے دروازہ بند تھا گارڈ نے ہینڈل گھما کر دروازہ کھولا اور پیچھے ہٹ گیا۔

ٹھیک ہے تم اب جا سکتے ہو.........جولیا نے گارڈ سے کہا اور کمرے میں داخل ہوگئی گارڈ برآمدے کی طرف بڑھ گیا عمران بھی جولیا کے پیچھے کمرے میں داخل ہوا شاندار فرنیچر سے آراستہ کمرے میں صوفے پر ایک ادھیڑ عمر عورت خوبصورت ساڑھی میں ملبوس

صوفے پر بیٹھی تھی وہ جولیا کو دیکھ کر اٹھ کھڑی ہوئی۔

ہیلو مسز شیکھر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ جولیا نے اس کی طرف بڑھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

ہیلو ادھیڑ عمر مسز شیکھر نے جولیا کو اجنبی نگاہوں سے دیکھتے ہوئے نرمی سے کہا اور جولیا کی طرف ہاتھ بڑھا دیا لیکن جولیا نے ہاتھ ملانے کی بجائے دونوں بازو پھیلائے اور اس سے بغل گیر ہو کر اس کے رخسار پر بوسہ دیا۔

آپ سے پہلی مرتبہ ملاقات ہو رہی ہے لیکن لگتا ہے کہ بچپن سے آپ کو جانتی ہوں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اوہ۔ لیکن میں نے آپ کو نہیں پہچانا مسز گپتا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ مسز شیکھر نے حیرت سے مسکراتے ہوئے کہا۔

ارے آپ کرنل گپتا صاحب کو نہیں جانتیں کہ کس مزاج کے آدمی ہیں

ریٹائرڈ ہونے کے بعد انہوں نے تیسری شادی مجھ سے کی ہے جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جی ہاں۔ اور یہ شادی میں نے ہی کرائی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ عمران نے تیزی سے کہا جو ادھیڑ عمر شخص کے میک اپ میں تھا۔

آپ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ مسز شیکھر نے چونکتے ہوئے کہا اور پھر جولیا کی طرف سوالیہ نگاہوں سے دیکھنے لگی۔

یہ گپتا صاحب کے پرسنل سیکرٹری چندر جی ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔ جولیا نے عمران کا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

اوہ۔ تشریف رکھیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ مسز شیکھر نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے صوفوں کی طرف اشارہ کیا تو جولیا بائیں جانب صوفے پر بیٹھ گئی جب کہ عمران اس کے سامنے والے صوفے پر بیٹھ گیا۔

آپ لوگوں کی کیا خدمت کی جائے ٹھنڈا یا گرم۔۔۔۔۔۔۔۔ مسز شیکھر

نے جولیا کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

چندر جی۔ آپ کیا پسند کریں گے .... جولیا نے عمران سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

میں تو صرف کرنل صاحب سے شرف ملاقات کے لئے آیا ہوں .... عمران نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

ہم ابھی ان کے آفس جائیں گے تو آپ کی دیرینہ آرزو پوری ہو جائے گی معلوم نہیں ان کے پاس ملاقات کا وقت ہو گا بھی یا نہیں کیوں مسز شیکھر .... جولیا نے کہا۔

کیوں نہیں شیکھر صاحب بہت ملنسار ہیں آپ انہیں فون پر اطلاع دے کر چلی جائیں .... مسز شیکھر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اوہ۔ یہ آپ نے ٹھیک کہا ہے مگر ہمارے پاس ان کا فون نمبر نہیں ہے .... جولیا نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

مسز شیکھر فون کر دیں گے انہیں۔ آپ کیوں فکر کرتی ہیں عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

بہتر لیکن پہلے آپ کچھ کھا پی لیں .... مسز شیکھر نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور اٹھ کر ڈرائینگ روم سے باہر چلی گئی دروازہ بند ہوتے ہی عمران نے جولیا کو مخصوص اشارہ کیا تو جولیا تیزی سے اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھ گئی وہ کمرے سے باہر آئی تو مسز شیکھر راہداری کے آخری کمرے کے دروازے میں داخل ہو رہی تھی جولیا دبے پاؤں اس طرف بڑھ گئی۔

مہمانوں کے لئے کولڈ ڈرنکس لے آؤ .... دفعتاً مسز شیکھر کی آواز سنائی دی تو جولیا سمجھ گئی کہ مسز شیکھر کسی ملازم کو ہدایت کر رہی ہے چنانچہ جولیا تیزی سے پلٹی اور ڈرائینگ روم میں داخل ہو گئی عمران نے چونک کر اس کی طرف دیکھا تو جولیا نے قریب آ کر آہستہ سے

بتایا کہ مسز شیکھر ملازم کو ہدایت کر کے واپس آرہی ہیں اتنا کہہ کر جولیا صوفے پر بیٹھ گئی چند لمحوں بعد مسز شیکھر کمرے میں داخل ہوئی اور صوفے پر بیٹھ گئی۔

چند لمحوں بعد ایک نوجوان ملازمہ کمرے میں آئی اس نے ٹرے میں کولڈ ڈرنک کی تین بوتلیں اٹھا رکھی تھیں قریب آکر اس نے میز پر ان تینوں کے سامنے بوتلیں رکھیں اور واپس باہر چلی گئی۔

مسز شیکھر آپ کرنل صاحب کو فون کر دیں.............عمران نے بوتل اٹھاتے ہوئے کہا تو مسز شیکھر نے میز پر رکھے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے لگی جولیا بھی اس دوران بوتل اٹھا کر پینے لگی۔

ہیلو۔ میں ریتا بول رہی ہوں دو مہمان آپ سے ملنا چاہتے ہیں کرنل گپتا کی بیگم اور ان کے سیکرٹری چندر جی ہیں معلوم نہیں وہ تھوڑی دیر

میں آپ کے پاس پہنچیں گے ٹھیک ہے رابطہ ہونے پر مسز شیکھر بات کرنے لگی اور پھر اس نے رسیور رکھا اور جولیا کی طرف دیکھتے ہوئے بوتل اٹھا لی۔

میں نے انہیں بتا دیا ہے وہ گیٹ پر گارڈ کو کہہ دیں گے اور گارڈ آپ کو ان کے کمرے تک پہنچا دے گا.............مسز شیکھر نے ایک گھونٹ لینے کے بعد کہا۔

تھینک یو.............آپ نے بڑی زحمت کی.........جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

کوئی بات نہیں۔ کیا آپ کو ان سے کوئی خاص کام ہے مسز شیکھر نے پوچھا۔

جی ہاں معمولی سا کام ہے کرنل گپتا صاحب کا ایک ذاتی پیغام پہنچانا ہے انہیں دراصل کرنل صاحب ایک بہت بڑا بزنس شروع کر رہے

ہیں اور وہ کرنل شیکھر کو پارٹنر بنانا چاہتے ہیں۔عمران نے کہا تو مسز شیکھر نے اثبات میں سر ہلا دیا بوتل ختم کرنے کے بعد جولیا عمران کے اشارے پر اٹھ کھڑی ہوئی۔

او کے اب اجازت دیجئے پھر ملاقات ہوتی رہے گی۔جولیا نے مسکراتے ہوئے مسز شیکھر سے کہا۔

ارے ہاں کرنل صاحب کا موبائل نمبر تو دیجئے بیگم صاحبہ عمران نے اچانک کہا تو مسز شیکھر نے نمبر بتا دیا عمران نے ان کا شکریہ ادا کیا اور پھر مسز شیکھر ان کے ساتھ دروازے کی طرف بڑھی اور کمرے سے نکل کر برآمدے کی طرف چلنے لگی باہر آ کر عمران اور جولیا اپنی کار میں بیٹھے تو گیٹ پر موجود گارڈ نے گیٹ کھول دیا مسز شیکھر برآمدے میں رک گئی تھی عمران نے کار بیک کی اور گیٹ سے باہر نکال کر یو ٹرن لے کر کار کو ایک طرف دوڑانے لگا اب ان کی منزل کرنل شیکھر کا آفس

تھا۔

تم کرنل شیکھر کو جانتے ہو تو ڈائریکٹ اس کے آفس میں جانے کے بجائے اس کے گھر کیوں گئے تھے..........چند لمحوں بعد جولیا نے عمران سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

اس لئے کہ کرنل شیکھر نہ تمہیں جانتا ہے اور نہ مجھے اس صورت میں وہ کیسے یقین کر لیتا کہ تم کرنل گپتا کی بیگم ہو جبکہ وہ کرنل گپتا سے بھی واقف نہیں ہے یہ نام تو میں نے فرضی بتایا ہے.........عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

تو کیا اب وہ یقین کر لے گا..............جولیا نے چونکتے ہوئے پوچھا جو اب بھی عقبی سیٹ پر بیٹھی ہوئی تھی۔

نہیں۔لیکن اسے یہ اطمینان تو ہو گا کہ ہم اس کے گھر گئے تھے اور ہمارے بارے میں اسے اس کی بیوی نے بتایا ہے یوں بھی وہ تمہیں

دیکھ کراپنی بوڑھی بیوی کو بھول جائے گا..............عمران نے جواب دیا تو جولیا نے برا سامنہ بنالیا چند لمحوں بعد وہ وزارت دفاع کے ہیڈ کوارٹر پہنچ گئے عمران تے گیٹ پر کارروکی تو مسلح گارڈ کار کے قریب آ گیا۔

ہمیں سیکشن آفیسر کرنل شیکھر سے ملنا ہے...............عمران نے گارڈ سے مخاطب ہو کر کہا۔

اوہ۔آپ کرنل گپتا کی بیگم ہیں..........گارڈ نے جولیا کی طرف اشارہ کرتے ہوئے پوچھا۔

ہاں اور میں ان کا سیکرٹری ہوں...........عمران نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

ٹھیک ہے آپ جاسکتے ہیں..........گارڈ نے کہا اور پیچھے ہٹ کر گیٹ کے پاس کھڑے دوسرے گارڈ کو اشارہ کردیا دوسرے گارڈ

نے گیٹ پر تنا ہوا بانس اوپر اٹھایا تو عمران نے کار آگے بڑھا دی اندر چار مسلح گارڈ کھڑے تھے جب کہ چند قدم آگے ایک ٹریفک سارجنٹ نے پارکنگ کی طرف ہاتھ سے اشارہ کیا تو عمران نے کار اس طرف موڑ دی۔

سیکشن آفیسر کرنل شیکھر اپنے آفس میں تنہا تھا عمران اور جولیا کو دیکھ کر

www.urdurasala.com

وہ چونکا اور اس نے کھڑے ہو کر عمران سے ہاتھ ملایا۔

مجھے چندر جی گھپلا کہتے ہیں اور میں کرنل گپتا رام صاحب کا سیکرٹری ہوں .... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اوہ تو کرنل گپتا کا پورا نام گپتا رام ہے .... کرنل شیکھر نے مسکراتے ہوئے کہا وہ ساٹھ پینسٹھ سال کا بوڑھا مگر صحت مند آدمی تھا۔

جی ہاں۔ اور یہ بیگم گپتا صاحبہ ہیں .... عمران نے جولیا کا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

ہیلو کرنل .... جولیا نے بڑے دلکش انداز میں کرنل شیکھر سے مخاطب ہو کر کہا۔

ہیلو مسز گپتا رام۔ تشریف رکھیئے .... کرنل شیکھر نے کرسیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا تو عمران اور جولیا اس کے سامنے بیٹھ

گئے تو کرنل شیکھر نے بیل بجائی تو اس کا اردلی دروازہ کھول کر اندر آ گیا کرنل شیکھر نے اسے مشروب لانے کا کہا تو وہ واپس چلا گیا۔

فرمایئے میں آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہوں مسز گپتا۔ کرنل شیکھر نے بھرپور نگاہوں سے جولیا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

میں تو کرنل صاحب آپ کا دیدار کرنے کے لئے حاضر ہوئی ہوں البتہ کرنل گپتا آپ سے کسی بزنس کے سلسلے میں بات کرنا چاہتے ہیں

دراصل میرے شوہر ہمیشہ آپ کی تعریف کرتے رہتے ہیں اب وہ ٹانگوں سے معذوری کے سبب آپ سے ملنے نہیں آ سکتے

.... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا تو کرنل شیکھر کے چہرے پر سرخی سی پھیل گئی۔

یہ تو میری خوش قسمتی ہے کہ آپ جیسی خوبصورت خاتون مجھے اس قابل سمجھتی ہیں .... کرنل شیکھر نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

آپ واقعی بہت قابل انسان ہیں میں نے سنا ہے کہ آپ قدیم زبانوں کو پڑھنے اور سمجھنے میں بھی مہارت رکھتے ہیں لیکن اپنی مہارت سے کسی کو آشنا نہیں کرتے غالباً اپنے محکمہ کو بھی فیض یاب نہیں کرتے ....جولیا نے عمران کی ہدایت کے مطابق بات کرتے ہوئے کہا۔

اوہ نہیں۔ شاید آپ کو معلوم نہیں کرنل صاحب اپنے ڈیپارٹمنٹ کی تمام اہم اور ٹاپ سیکرٹ فائلوں کو کوڈ ورڈز میں منتقل کرتے ہیں اور اس طرح ملک وقوم کی خدمت کر رہے ہیں عمران نے جلدی سے کہا تو کرنل شیکھر نے چونک کر عمران کی طرف دیکھا اسی لمحے اردلی مشروب سے بھرے گلاس ایک ٹرے میں رکھے کمرے میں داخل ہوا اور اس نے تینوں کے سامنے مشروب کے گلاس رکھے اور باہر چلا گیا۔

مسٹر چندر۔ آپ کو کیسے پتہ چلا اس بات کا..........کرنل شیکھر نے حیرت بھرے لہجے میں عمران سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

کرنل گپتا صاحب نے ایک دن آپ کی قابلیت کی تعریف کرتے ہوئے بتایا تھا شاید آپ کو معلوم نہیں کہ وہ ملٹری انٹیلی جنس میں کام کرتے رہے ہیں..........عمران نے کہا اور مشروب سپ کرنے لگا۔

کرنل صاحب کیا چندر جی نے غلط کہا ہے یا آپ کو تسلیم کرنے میں کوئی اعتراض ہے..........جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

ایسی کوئی بات نہیں ہے کرنل گپتا اگر انٹیلی جنس میں رہے ہیں تو یقیناً انہوں نے درست کہا ہے..........کرنل شیکھر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

آپ بہت اچھے انسان ہیں آج آپ ہمارے ساتھ لنچ کریں

..............جولیانے گہری نظروں سے کرنل شیکھر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

تھینک یو مگر آپ کے شوہر..........کرنل شیکھر نے سٹپٹا کر کہا۔

ارے ان کی فکر مت کیجئے وہ معذوری کے سبب اپنے بیڈروم تک ہی محدود رہتے ہیں ہم ڈرائینگ روم میں بیٹھیں گے جولیانے جلدی سے کہا۔

اور میں تو لنچ ہمیشہ اپنے گھر جا کر کرتا ہوں اس لئے آپ کو بیگم صاحبہ کی دعوت قبول کر لینی چاہیے جناب..........عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

بہتر۔آپ کی یہی خواہش ہے تو میں کیسے انکار کر سکتا ہوں لیکن ابھی تو گیارہ بجے ہیں........کرنل شیکھر نے جولیا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

نو پرابلم۔ہم یہاں سے بارہ بجے چلیں گے چندر جی اپنے گھر چلے جائیں گے اور ہم اپنے بنگلے پر..........جولیانے کہا اور مشروب سپ کرنے لگی۔

کرنل صاحب۔کیا آج کل بھی آپ کوڈ کرتے ہیں سرکاری تحریروں کو..........عمران نے کرنل شیکھر سے پوچھا۔

ارے ہاں یاد آیا میرے شوہر کو انٹیلی جنس کے ایک شخص سے پتہ چلا ہے کہ ریکارڈ روم سے کوئی ٹاپ سیکرٹ کمپیوٹر ڈسک چوری کر لی گئی ہے جو کوڈ ورڈز میں تھی کیا چور پکڑا گیا ہے.جولیانے اچانک کرنل شیکھر سے پوچھا۔

ہاں وہ انٹیلی جنس کی تحویل میں ہے لیکن ڈسک اس کے پاس نہیں ہے بلکہ اس نے کسی کو بھاری رقم کے عوض فروخت کی تھی اور وہ خریدار ابھی تک نہیں پکڑا گیا..........کرنل شیکھر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

کیوں۔ کیا وہ کوئی دشمن ایجنٹ تھا.............جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو کرنل شیکھر نے ڈسک چوری ہونے کی پوری تفصیل بتا دی۔

ڈسک کوڈ ورڈز میں ہے تو دشمن ایجنٹ اسے کیسے ڈی کوڈ کریں گے ....عمران نے کہا۔

ظاہر ہے کرنل صاحب کے علاوہ کوئی اس کوڈ کو نہیں سمجھ سکتا..........جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

ہاں۔ اگر وہ کوڈ کرنل صاحب کی ایجاد ہے تو کسی اور کے لئے یہ ممکن ہی نہیں کہ ڈسک کو ڈی کوڈ کر سکے..........عمران نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

اوہ کیا آپ نے ہی اس ڈسک کا کوڈ بنایا تھا.............جولیا نے چونکتے ہوئے کرنل شیکھر سے پوچھا۔

نہیں۔ گمشدہ ڈسک کا کوڈ میں نے نہیں بنایا.............کرنل شیکھر نے تیزی سے کہا جولیا کے سوال پر اس کا چہرہ یک دم سخت ہو گیا تھا۔

تو پھر کس نے اسے کوڈ ورڈز میں تبدیل کیا ہے کیا آپ کے علاوہ بھی کوئی ایسا آدمی ہے آپ کے ڈیپارٹمنٹ میں جس کو اس کام میں آپ پر ترجیح دی گئی ہے یقیناً وہ آپ سے زیادہ سینئر نہ ہوگا،.......عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

ہاں لیکن وہ اسرائیلی ڈیفنس منسٹر کا سیکرٹری ہے جو اسرائیلی وزیر کے ہمراہ یہاں آیا تھا اور اسی نے تمام تحریروں کو کوڈ میں تبدیل کیا تھا..........کرنل شیکھر نے قدرے ہچکچاتے ہوئے کہا تو عمران چونک پڑا۔

اوہ تو ڈسک کی کوڈ کی یا کوڈ بک کے بغیر اسے کون سمجھے گا ....جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

کوڈ بک تو محفوظ ہے نا کہیں دشمن کوڈ بک بھی نہ اڑا لے عمران نے کہا۔

ہاں۔ لیکن اسے وزارت خارجہ کے سیکرٹری کی تحویل میں دے دیا گیا ہے اور انہوں نے اسے اپنے ریکارڈ روم میں رکھا ہے کیونکہ پڑوسی دشمن سے خطرہ تھا کہ اگر اسے اسرائیلی وزیر کے خفیہ دورے کا علم ہو گیا تو وہ لازماً تفصیل معلوم کرنے کی کوشش کرے گا اور اگر وہ ڈسک حاصل کرنے میں کامیاب ہو بھی گیا تو کوڈ بک کے بغیر وہ ڈسک اس کے لئے بیکار ہو گی............کرنل شیکھر نے وضاحت کرتے ہوئے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا اسی لمحے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو کرنل شیکھر نے فون کا رسیور اٹھایا اور عمران نے جولیا کو مخصوص اشارہ کر دیا اور جولیا اٹھ کھڑی ہوئی۔

یس............کرنل شیکھر نے جولیا کی طرف دیکھ کر چونکتے

ہوئے کہا۔

ٹھیک ہے میں آتا ہوں دوسری طرف کی آواز سننے کے بعد کرنل شیکھر نے جواب دیا اور رسیور رکھ دیا۔

کیا آپ کہیں جا رہے ہیں............جولیا نے کرنل شیکھر سے مخاطب ہو کر پوچھا اور دوبارہ کرسی پر بیٹھ گئی۔

مجھے ڈی جی صاحب نے طلب کیا ہے میں چند منٹ میں واپس آتا ہوں............کرنل شیکھر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

بہتر۔ ذرا جلدی آیئے گا............جولیا نے لاڈ بھرے لہجے میں کہا تو کرنل شیکھر سر ہلاتا ہوا اٹھ کر کمرے سے باہر چلا گیا چند لمحوں بعد جولیا اور عمران بھی اٹھے اور دروازے کی طرف بڑھ گئے عمران نے جو کچھ معلوم کرنا تھا وہ اس نے کر لیا تھا لیکن جب وہ اپنی گاڑی میں بیٹھ کر ہیڈ کوارٹر کے گیٹ سے باہر آئے تو عمران کی تیز نگاہوں نے

سڑک کی دوسری طرف کھڑی گرین کلر کی کار کو دیکھ لیا اس کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر ایک بھاری جبڑوں والا شخص غور سے عمران کی طرف دیکھ رہا تھا عمران نے بائیں جانب کار موڑی اور رفتار بڑھاتے ہوئے بیک مرر میں عقب کا جائزہ لیا تو گرین کار پیچھے آ رہی تھی۔

جولیا۔ ہوشیار ہو جاؤ کھیل شروع ہو گیا ہے۔ عمران نے عقبی سیٹ پر بیٹھی جولیا سے مخاطب ہو کر کہا۔

کیا مطلب..........جولیا نے چونکتے ہوئے کہا۔

سبز رنگ کی کار ہمارا تعاقب کر رہی ہے..........عمران نے کہا تو جولیا نے گردن موڑ کر پیچھے دیکھا۔

اوہ۔ کون ہے وہ..........جولیا نے کچھ فاصلے پر آتی سبز رنگ کی کار کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔

ظاہر ہے انٹیلی جنس کا ہی کوئی ممبر ہو گا..........عمران نے کہا۔

کیا اسے ہم پر شک ہوا ہو گا یا کرنل شیکھر نے اسے ہمارے تعاقب کے لئے بھیجا ہے..........جولیا نے چونکتے ہوئے کہا۔

نہیں کرنل شیکھر کے بارے میں مجھے یقین ہے کہ اسے ہم پر کوئی شبہ نہیں ہوا اور نہ ہی اس کی ہدایت پر اتنی جلدی ہمارے تعاقب کا انتظام کیا جا سکتا ہے البتہ ہماری پرائیویٹ کار کو ہیڈ کوارٹر میں دیکھ کر تحقیق کی گئی ہو گی اور اب وہ ہمارا تعاقب کر کے جاننا چاہتے ہوں گے کہ ہم لوگ کون ہیں اور کرنل شیکھر سے کس لئے ملنے آئے تھے

..........عمران نے تجزیہ کرتے ہوئے کہا۔

پھر اب کیا کرنا ہے اسے ڈاج دے کر پیچھا چھڑاؤ گے جولیا نے پوچھا۔

نہیں اس طرح پیچھا چھڑانے کی کوشش کی تو خاصی مشکلات پیدا ہو

جائیں گی.......... عمران نے ایک چوراہے سے شہر سے باہر جانے والی سڑک پر کار موڑتے ہوئے کہا اور پھر کار کی رفتار میں اضافہ کر دیا۔

جولیا نے ایک بار پھر عقب کا جائزہ لیا گرین کار کی رفتار بھی بڑھ گئی تھی درمیان میں دو اور گاڑیاں دوڑ رہی تھیں تھوڑی دیر بعد وہ شہر کے اختتام پر واقع ایک کچی آبادی کے قریب پہنچ گئے یہاں ٹریفک کافی کم تھی عمران نے جولیا کو اپنا پروگرام سمجھایا اور سڑک کے کنارے واقع درختوں کے سائے میں کار روک کر اتر آیا اس نے جلدی سے بونٹ اٹھایا اور انجن کا جائزہ لینے لگا اسی لمحے جولیا کار سے اتری اور گرین کار کو رکنے کا اشارہ کرنے لگی جو تیزی سے قریب آچکی تھی اور عمران کے رکنے پر اس کی رفتار بھی کم ہو گئی تھی جولیا کے اشارے پر گرین کار قریب آ کر رک گئی جولیا نے کار کے دروازے پر جھکتے

ہوئے اندر بیٹھے ڈرائیور کی طرف دیکھا۔

جی فرمائیے............ بھاری جبڑوں والے ڈرائیور نے جولیا کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

پلیز۔ ذرا انجن کو دیکھ لیجئے۔ چلتے چلتے نجانے کیوں بند ہو گیا ہے ....جولیا نے کہا۔

بہتر۔ کیا آپ کے ساتھی کو نقص کا پتہ نہیں چلا............ بھاری جبڑوں والے نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور دروازہ کھول کر کار سے اترا اور پھر ایک ہاتھ کوٹ کی جیب میں ڈالے وہ عمران کے قریب آیا ہی تھا کہ عمران نے اچانک ہی اس کے جبڑے پر مکا مار دیا اور وہ آدمی کراہتا ہوا لڑکھڑا کر پیچھے ہٹا ہی تھا کہ عمران نے پھرتی سے اپنی جیب سے پستول نکال کر اس کے سینے سے لگا دیا۔

ریچھ جیسی شکل کا مالک شخص کمرے میں داخل ہوا تو سامنے شاندار آفس ٹیبل کے پیچھے ریوالونگ چیئر پر بیٹھے بھاری تن و توش والے ادھیڑ عمر شخص نے زیر مطالعہ فائل سے نگاہیں اٹھا کر اس کی طرف دیکھا اندر آتے والے نے اسے ادب سے سلام کیا۔

بیٹھو راجیش.........ادھیڑ عمر نے سلام کا جواب دیتے ہوئے بھاری لہجے میں کہا۔

تھینکس چیف۔ آپ نے ایمرجنسی کال کیا تھا.........راجیش نے ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے مودبانہ لہجے میں کہا۔

ہاں راجیش معاملہ کچھ الجھ گیا ہے.........ادھیڑ عمر نے سر ہلاتے ہوئے پریشان لہجے میں کہا۔

اوہ۔ میں سمجھا نہیں چیف.........راجیش نے چونکتے ہوئے پوچھا وہی ڈسک والا کیس ڈیفنس منسٹر نے یہ معاملہ ہمارے حوالے کرتے ہوئے سختی سے تاکید کی ہے کہ ہم جلد سے جلد اس کمپیوٹر ڈسک کو تلاش کر کے ان کے حوالے کر دیں ورنہ ہمارا دوست ملک ہماری کوتاہی پر خفا ہو کر سارے ایگریمنٹ کینسل کر دے گا اور آئندہ بھی ہم پر اعتماد کرنا چھوڑ دے گا ملٹری انٹیلی جنس کی تفتیش سے آگے ہم نے اپنی کوششوں کا آغاز کیا ہے اس سلسلے میں آج صبح سے ہی میں نے کیپٹن آنند کی ڈیوٹی ڈیفنس منسٹری ہیڈ کوارٹر کی نگرانی پر لگائی تھی کیونکہ چوری ہونے والی ڈسک کوڈ میں ہے اور کوڈ کی کے بغیر ڈسک کی تحریر کو سمجھنا ممکن نہیں ہے اس لئے اس بات کا قوی امکان

ہے کہ مجرم اس ڈسک کی کوڈ بک حاصل کرنے کی کوشش میں ڈیفنس ہیڈ کوارٹر کا ضرور رخ کریں گے دو گھنٹے پہلے کیپٹن آنند نے اطلاع دی تھی کہ ایک پرائیویٹ کار ڈیفنس ہیڈ کوارٹر میں داخل ہوئی جس میں ایک خوبصورت نوجوان عورت اور ادھیڑ عمر مرد بیٹھا ہوا تھا.........چیف نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

اوہ۔ کیا وہ کوڈ بک حاصل کرنے آئے تھے..............راجیش نے چونکتے ہوئے تیزی سے پوچھا۔

پہلے پوری بات سن لو میجر راجیش۔..............چیف نے منہ بناتے ہوئے سخت لہجے میں کہا۔

سوری چیف........راجیش نے معذرت بھرے لہجے میں کہا۔

کیپٹن آنند نے گیٹ پر موجود گارڈ سے ان دونوں کے بارے میں معلوم کیا تو گارڈ نے بتایا کہ وہ سیکشن آفیسر کرنل شیکھر کے مہمان ہیں

عورت کا نام مسز گپتا ہے اور مرد اس کے شوہر کا سیکرٹری چندر جی ہے مسز گپتا کے شوہر کرنل گپتا ہیں آنند کی رپورٹ پر میں نے آرمی ہیڈ کوارٹر سے کرنل گپتا کے بارے میں معلومات حاصل کیں تو پتہ چلا کہ آرمی میں اس نام کا کوئی کرنل موجود نہیں ہے اور نہ ہی ریٹائرڈ ملازمین میں سے کسی کا نام کرنل گپتا ہے تب میں نے آنند کو ہدایت کی کہ وہ ان دونوں کی واپسی پر ان کا تعاقب کر کے ان کا ایڈریس معلوم کرے دوسری طرف میں نے ہیڈ کوارٹر کے ڈی جی سے فون پر بات کی اور ہدایت کی کہ وہ کرنل شیکھر کو طلب کر کے مسز گپتا اور اس کے شوہر کے سیکرٹری چندر جی کے بارے میں دریافت کریں کہ وہ کون ہیں اور کس سلسلے میں کرنل شیکھر سے ملنے آئے ہیں ڈی جی صاحب نے کرنل شیکھر کو اپنے آفس میں طلب کیا اور اس سے پوچھ گچھ کی پھر ڈی جی صاحب کا جواب ملنے سے پہلے ہی کیپٹن آنند نے مجھے

www.urdurasala.com

رپورٹ دی کہ مسز گپتا اور اس کا سیکرٹری ہیڈ کوارٹر سے روانہ ہو گئے ہیں اور وہ ان کے تعاقب میں جا رہا ہے آنند کی کال ملنے کے چند منٹ بعد مجھے ڈی جی صاحب نے فون پر رپورٹ دی کہ کرنل شیکھر کی مسز گپتا اور اس کے شوہر کے سیکرٹری سے پہلی ملاقات ہے کرنل شیکھر کے مطابق پہلے وہ دونوں اسکے بنگلے پر گئے تھے اور وہاں سے ان کی بیگم نے اسے فون پر بتایا کہ ریٹائرڈ کرنل گپتا کی بیوی اور کرنل گپتا کا سیکرٹری اس سے ملنے کی خواہش رکھتے ہیں اور وہ اس مقصد کے لئے کرنل کے آفس آ رہے ہیں کرنل شیکھر نے ہیڈ کوارٹر کے گیٹ پر گارڈز کو فون پر ان دونوں کے نام بتا کر ہدایت کی کہ انہیں اندر آنے دیا جائے کرنل شیکھر سے ملاقات کے دوران مسز گپتا نے کرنل سے کہا کہ اس کے شوہر دونوں ٹانگوں سے معذور ہیں اور وہ کرنل شیکھر کے ساتھ مل کر ایک بزنس شروع کرنا چاہتے ہیں اس

سلسلے میں کرنل گپتا کی بیگم نے کرنل شیکھر کو لنچ کی دعوت دی ہے کرنل شیکھر کے مطابق وہ تھوڑی دیر میں مسز گپتا کے ساتھ جائیں گے جو ان کے آفس میں موجود ہیں یہ باتیں ڈی جی صاحب نے کرنل شیکھر کی اپنے آفس میں موجودگی کے دوران بتائیں اور میں نے ڈی جی صاحب سے کہا کہ کرنل شیکھر کے دونوں مہمان وہاں سے نکل گئے ہیں اور فی الحال کرنل شیکھر کو حراست میں لے لیا جائے پھر میں آنند کی رپورٹ کا انتظار کرنے لگا ایک گھنٹہ انتظار کرنے کے بعد میں نے خود آنند کو کال کی لیکن کافی دیر تک کوشش کرنے کے باوجود اس سے رابطہ قائم نہیں ہوا چند منٹ پہلے اطلاع ملی کہ کیپٹن آنند کی گاڑی شہر کے شمالی کونے میں کھڑی ہے اور اس میں آنند کی لاش پڑی ہے جسے پیشانی میں گولی مار کر ہلاک کیا گیا ہے............ چیف نے مسلسل بولتے ہوئے کہا اور پھر گہرے گہرے سانس لینے لگا جب کہ راجیش

بے اختیار اچھل پڑا۔

اوہ۔ ویری بیڈ۔ کیا آپ نے کسی شخص کو وہاں بھیجا ہے راجیش نے افسوس کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

ہاں۔ پولیس کی طرف سے اطلاع ملتے ہی میں نے دو آدمیوں کو وہاں بھیج دیا تھا اور میں نے اس لئے تمہیں بلایا ہے کہ تم اس کیس کو ہینڈل کرو تمام فورس کو استعمال کر کے کیپٹن آنند کے قاتلوں کو تلاش کرو جو یقیناً وہی دونوں عورت اور مرد ہیں غالباً انہوں نے اپنا تعاقب ہوتے دیکھ کر آنند کو شہر سے باہر لے جا کر ہلاک کیا ہے.........چیف نے کہا۔

رائٹ سر............میں ابھی تمام ممبرز کو روانہ کر دیتا ہوں ....راجیش نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

اور ہاں۔ کرنل شیکھر کو بھی دیکھو اس سے معلوم کرو کہ مسز گپتا اور اس

کے سیکرٹری سے ملاقات کے دوران اس کی کیا گفتگو ہوئی تھی اور وہ کیا چاہتے تھے اس سلسلے میں ڈیفنس منسٹر کا مجھ پر کافی دباؤ ہے اس لئے ہمیں جلد سے جلد کمپیوٹر ڈسک کا کھوج لگانا اور مجرموں کو گرفتار کرنا ہے...............چیف نے سخت لہجے میں تاکید کرتے ہوئے کہا۔

رائٹ سر.........میں شام تک ساری حقیقت معلوم کرلوں گا آپ بے فکر رہیں کیا گمشدہ کمپیوٹر ڈسک کی کوڈ بک اسی ریکارڈ روم میں ہے جہاں سے ریکارڈ روم کے اسسٹنٹ انچارج نے ڈسک چوری کر کے فروخت کی تھی...............راجیش نے پوچھا۔

نہیں۔ اسرائیل سے دفاعی ایگریمنٹ کی اہمیت کے پیش نظر کوڈ بک کو وزارت خارجہ کے ریکارڈ روم میں محفوظ کیا گیا ہے اور یہ مشورہ بھی اسرائیلی وزیر دفاع کے سیکرٹری نے دیا تھا جس نے مذاکرات اور معاہدوں کو کوڈ ورڈز میں تبدیل کیا تھا تاکہ ہمارے دشمن کسی صورت

بھی کوڈ بک تک نہ پہنچ سکیں ڈسک کی ایک کاپی اسرائیل میں ہے اور ضرورت پڑنے پر اسرائیلی حکومت اس ڈسک کی نئی کاپی ہمیں فراہم کرسکتی ہے لیکن زیادہ اہمیت کوڈ بک کی ہے کیونکہ اس کے بغیر کوئی شخص ڈسک کوڈ نہیں کرسکتا چیف نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

اس کا مطلب ہے کہ ہمیں کوڈ بک کی بھی حفاظت کرنا پڑے گی ....راجیش نے پرسوچ انداز میں کہا۔

بالکل۔ اگرچہ وزارت خارجہ کا سیکورٹی سسٹم کافی جدید اور مضبوط ہے لیکن ہوسکتا ہے کہ ڈسک حاصل کرنے والوں کو علم ہو جائے کہ کوڈ بک وہاں محفوظ کی گئی ہے اس صورت میں وہ لازماً وہاں ٹرائی کریں گے تم وہاں بھی اپنے ماتحتوں کی ڈیوٹی لگا دو تاکہ مجرموں کو جلد از جلد گرفتار کیا جا سکے.........چیف نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر ٹھیک اسی لمحے میز پر رکھے ہوئے تین مختلف رنگوں کے فون میں سے

ایک کی گھنٹی بج اٹھی تو چیف نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

لیس۔ کرنل دیو بات کر رہا ہوں.........چیف نے رسیور اٹھا کر بھاری آواز میں کہا۔

کرشن بات کر رہا ہوں چیف.........دوسری طرف سے مودبانہ لہجے میں کہا۔

لیس کرشن۔ کیا ہوا ہے.........چیف کرنل دیو نے پوچھا۔

چیف کیپٹن آنند کو سڑک کے کنارے گولی ماری گئی تھی غالباً سائیلنسر ڈ پستول سے پیشانی پر نزدیک سے فائر کیا گیا تھا اور پھر اسے گھسیٹ کر اس کی کار کی عقبی نشستوں کے درمیان ڈال دیا گیا سڑک کے قریب جہاں خون پھیلا ہوا ہے وہاں کسی دوسری گاڑی کے ٹائروں کے نشانات بھی موجود ہیں.........کرشن نے کہا۔

یقیناً وہ اسی گاڑی کے نشانات ہوں گے جس کا وہ تعاقب کر رہا تھا

...........کرنل دیو نے غصے سے جبڑے بھینچے ہوئے کہا۔

چیف کیپٹن آنند نے کیا آپ کو اس گاڑی کا نمبر بتایا تھا۔ دوسری طرف سے کرشن نے پوچھا۔

نہیں بہر حال تم لاش ہسپتال بھجوادو اور آنند کے گھر والوں کو فون پر اطلاع دے کر واپس آجاؤ............کرنل دیو نے سخت لہجے میں کہا اور ریسیور رکھ کر راجیش کی طرف دیکھا۔

راجیش۔ کرنل شیکھر سے پوچھ گچھ کر کے فوراً مجھے اطلاع دو۔

اس جعلی مسز گپتا کا کرنل شیکھر سے ملنا اور پھر اس تعاقب کے دوران کیپٹن آنند کا ہلاک کیا جانا مجھے اس ڈسک کیس کا سلسلہ معلوم ہوتا ہے............کرنل دیو نے تیزی سے کہا۔

رائٹ سر۔ میں اب سیدھا ڈیفنس منسٹری کے ہیڈ کوارٹر ہی جا رہا ہوں.........راجیش نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر وہ مڑ کر

دروازے کی طرف بڑھ گیا اور دروازہ کھول کر باہر نکل گیا چند لمحوں بعد وہ اسی عمارت میں واقع اپنے آفس روم میں بیٹھا تیزی سے فون پر نمبر پریس کر رہا تھا۔

ہیلو۔ ساون بول رہا ہوں...............چند لمحوں بعد رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

میجر راجیش بول رہا ہوں............راجیش نے سخت لہجے میں کہا۔

یس باس حکم فرمائیں............دوسری طرف سے ساون نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

ساون تم چند ساتھیوں کے ہمراہ شہر کے تمام ہوٹلوں کو چیک کرو ان میں مقیم غیر ملکیوں کی جانچ پڑتال کرو خاص طور پر پاکیشیائی اور بلگارنوی مسافروں کو چیک کرو ان کے کاغذات پاسپورٹ اور شناختی

کارڈز کے علاوہ ان کے چہروں کا جائزہ لو اور جس پر ذرا بھی شبہ ہو اسے گرفتار کر لو.......... میجر راجیش نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

رائٹ سر اور کوئی حکم.......... ساون نے کہا۔

کیپٹن آنند ڈسک کیس کے سلسلے میں ایک مشتبہ جوڑے کا تعاقب کرنے کے دوران قتل ہو چکا ہے اس لئے محتاط ہو کر کام کرنا جو لوگ محض تعاقب کرنے والے کو گولی مار سکتے ہیں وہ گرفتاری کے وقت نجانے کیا کر گزریں............ راجیش نے کہا اور کریڈل دبا کر رابطہ منقطع کر دیا اور پھر ٹون آنے پر اس نے دوبارہ نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ ہیلو۔ کرنل دیو آنند بات کر رہا ہوں.......... چند لمحوں بعد کافرستان سیکرٹ سروس کے ڈپٹی چیف کی آواز سنائی دی۔ چیف شاگل چونکہ ان دنوں شدید بیمار تھا اور سی ایم ایچ کے سپیشل انٹینسو روم میں ایڈمٹ تھا اس لئے اس کی جگہ اب کافرستان سیکرٹ سروس کا

ڈپٹی چیف کرنل دیو آنند چیف کے فرائض انجام دے رہا تھا۔

راجیش بول رہا ہوں چیف۔ کرنل شیکھر سے ملاقات کرنے والی مسز گپتا اور اس کے سیکرٹری کا حلیہ کیا ہے......... راجیش نے مودبانہ لہجے میں پوچھا تو دوسری طرف سے کرنل دیو نے دونوں کا حلیہ بتا دیا۔

تھینک یو چیف.......... راجیش نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

سنو ان کا تفصیلی حلیہ کرنل شیکھر سے معلوم کر لینا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ دونوں عورت اور مرد میک اپ میں ہوں کیونکہ غیر ملکی ایجنٹ ہمیشہ شکلیں بدل کر دوسرے ملک میں کارروائیاں کرتے ہیں..... کرنل دیو نے تیزی سے کہا۔

میں سمجھتا ہوں چیف۔ آپ بے فکر رہیں.... راجیش نے کہا اور کریڈل دبا دیا ٹون آنے پر وہ دوبارہ اپنے ماتحت ساون کے نمبر پریس کرنے لگا تا کہ ساون کو مسز گپتا اور اس کے سیکرٹری کے حلیئے بتا سکے۔

عمران کے کمرے میں جولیا ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے بیٹھی میک اپ تبدیل کر رہی تھی اور عمران صوفے پر بیٹھا فون پر کسی کے نمبر پریس کر رہا تھا تعاقب کرنے والے کو ختم کر کے وہ دونوں چند منٹ پہلے واپس آئے تھے۔

ہیلو۔ چارلی کلب............رابطہ قائم ہونے پر ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

رانا صندوقی بول رہا ہوں مسٹر چارلی سے بات کراؤ عمران نے کہا۔

رائٹ سر۔ ہولڈ کیجئے............دوسری طرف سے مودبانہ لہجے میں کہا گیا تو عمران جولیا کی طرف دیکھنے لگا۔

ہیلو رانا صاحب۔ چارلی بات کر رہا ہوں۔...........چند لمحوں بعد چارلی کی آواز سنائی دی۔

میں تمہیں شرف میزبانی بخشنا چاہتا ہوں کیا تم تیار ہو عمران نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

ارے یہ بھی کوئی پوچھنے کی بات ہے جناب..........چارلی نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

گویا میں نے پوچھ کر وقت ہی ضائع کیا ہے.............عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

اوہ نہیں میرا مطلب ہے آپ بغیر پوچھے جب چاہیں تشریف لے آئیں جناب...........چارلی نے جلدی سے کہا۔

ٹھیک ہے میں نصف گھنٹے بعد تمہارے پاس آ رہا ہوں تم پندرہ منٹ کے اندر اندر میرے لئے ایک محفوظ رہائش گاہ کا انتظام کرو ....عمران نے کہا۔

بہتر کیا آپ اکیلے ہیں..........دوسری طرف سے چارلی نے پوچھا۔

نہیں میرے تین ساتھی بھی ہیں جگہ کا انتظام کر کے مجھے فوراً فون پر اطلاع دو..........عمران نے کہا اور پھر اس نے نمبر بتا دیئے۔

سر میں ابھی بتا دیتا ہوں تین بیڈ روم کا ایک فلیٹ ریوالی سینما کے قریب ہے اور ایک ڈیفنس کالونی میں آفیسرز کلب کے عقب میں ہے اس میں چار کمرے ہیں..........چارلی نے کہا۔

آفیسرز کلب کیا یہ آرمی کا کلب ہے..........عمران نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

نہیں جناب۔ یہ نیوی کا کلب ہے لیکن وہاں آرمی ائیر فورس اور دوسرے اہم محکموں کے بھی بڑے بڑے افسران آتے ہیں جو ڈیفنس کالونی کے بنگلوں میں رہتے ہیں..........چارلی نے جواب دیا۔

کیا تمہارا فلیٹ سرکاری عمارت میں ہے ذرا لوکیشن بتاؤ عمران نے کچھ سوچتے ہوئے پوچھا۔

ڈیفنس کالونی کے پلے گراؤنڈ کے ایک سرے پر نیوی کلب ہے کلب کی عمارت کے عقب میں آرٹسٹ بلڈنگ ہے جو سرکاری ہے اور اس میں زیادہ تر فلیٹ نامور آرٹسٹوں کو الاٹ کئے گئے ہیں میں نے ایک آرٹسٹ دوست سے چھ ماہ پہلے اس کا فلیٹ خریدا تھا جو تیسری منزل پر ہے کلب کی عمارت دو منزلہ ہے اس لئے میرے فلیٹ سے کلب کے کمپاؤنڈ اور پلے گراؤنڈ میں لگایا جاتا ہے تا کہ ڈیفنس والے بھی تفریح کر سکیں..........چارلی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

ٹھیک ہے۔ یہ فلیٹ بہتر رہے گا ہمارے لئے اس میں فرنیچر وغیرہ موجود ہے.........عمران نے پوچھا۔

جی ہاں۔فرنیچر سمیت میں نے فلیٹ خریدا تھا اور اس کی دیکھ بھال کے لئے میرا ایک ملازم وہاں رہتا ہے۔بہت قابل اعتماد آدمی ہے میں ابھی اسے فون کر دیتا ہوں آپ کے پہنچنے تک وہ تمام انتظام کر لے گا..............چارلی نے کہا۔

او کے۔ میں تین ساتھیوں کو بھیج رہا ہوں اپنے ملازم کو ان کی شناخت کے لئے میرا نام بتا دینا فلیٹ کا نمبر بتاؤ اور وہاں کا فون نمبر بھی ....عمران نے کہا تو چارلی نے دونوں نمبر بتا دیئے عمران نے رسیور رکھ کر جولیا کی طرف دیکھا تو وہ میک اپ تبدیل کر چکی تھی اور موجودہ شکل میں وہ ایک ادھیڑ عمر عورت لگ رہی تھی جولیا ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے سے اٹھ کر عمران کے سامنے آ بیٹھی۔

جولیا تم چوہان اور صفدر کے ساتھ فوراً روانہ ہو جاؤ۔عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور اسے مزید ہدایات دینے لگا۔

کیا تم یہیں رہو گے...............جولیا نے پوچھا۔

نہیں میں بھی یہ کمرہ چھوڑ دوں گا اور تھوڑی دیر بعد وہاں آ جاؤں گا.........عمران نے کہا اور واچ ٹرانس میٹر پر صفدر کی فریکونسی ایڈجسٹ کر کے صفدر کو کال کرنے لگا۔

ہیلو صفدر۔عمران کالنگ........اوور...........عمران نے صفدر کو کال کرتے ہوئے کہا۔

یس عمران صاحب صفدر اٹنڈنگ یو کہاں ہیں آپ اوور.........صفدر نے پوچھا۔

اپنے کمرے میں مزید کوئی سوال کرنے کی بجائے میری بات غور سے سنو.........عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور پھر تیزی سے اسے

ہدایات دینے لگا جولیا خاموش بیٹھی سن رہی تھی عمران نے اسے چارلی کے فلیٹ کا ایڈریس بھی سمجھا دیا تھا۔

بہتر۔آپ وہاں کب آئیں گے اوور............صفدر نے پوچھا۔

لنچ کے بعد تم تینوں اس فلیٹ میں ہی لنچ کر لینا چارلی کا ملازم تمہاری پوری خدمت کرے گا شناخت کے لئے اسے رانا صندوقی کا نام لینا تمہاری وہاں منتقلی محض احتیاط کی خاطر ہے کیونکہ کسی خفیہ ادارے کا ایک ایجنٹ میرے ہاتھوں مارا گیا ہے اور اس ادارے کے ممبرز ہمیں تلاش کرتے پھر رہے ہوں گے جولیا نیچے جا رہی ہے ہوٹل سے باہر کسی ٹیکسی میں جولیا کے ہمراہ روانہ ہو جاؤ اپنے کمروں میں کوئی چیز مت چھوڑنا، اوور اینڈ آل۔عمران نے کہا اور واچ ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

www.urdurasala.com

اب تم بھی جاؤ وہ دونوں گیٹ کے باہر تمہیں ملیں گے عمران نے جولیا سے مخاطب ہو کر کہا تو جولیا بیرونی دروازہ کھول کر باہر نکل گئی عمران نے اٹھ کر دروازہ بند کیا اور پھر فون کے قریب آ کر اس نے رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے لگا۔

ہیلو۔چاولہ بات کر رہا ہوں............چند لمحوں بعد دوسری طرف سے چاولہ کی آواز سنائی دی۔

رائس ڈیلر بات کر رہا ہوں............عمران نے کہا چاولہ یہاں عمران کا ایجنٹ تھا۔

تمہاری گاڑی میرے ہوٹل کی عقبی سڑک پر کھڑی ہے فوری طور پر گاڑی واپس منگوا لو ورنہ انٹیلی جنس والوں کے ہتھے چڑھ کر تمہاری شناخت کا سبب بن جائے گی کیونکہ ان کا ایک ساتھی میرے ہاتھوں ہلاک ہو چکا ہے............عمران نے کہا تو دوسری طرف سے چاولہ

www.urdurasala.com

کی ہنسی سنائی دی۔

اس میں ہنسنے کی کیا بات ہے باسی چاول.............عمران نے مصنوعی غصے سے کہا۔

سوری سر۔اس گاڑی کی نمبر پلیٹ جعلی ہے اور وہ ایک مرحوم شخص کے نام رجسٹرڈ ہے اس لئے فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے کیا آپ کے لئے دوسری گاڑی بھجوادوں..........چاولہ نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

کتنی دیر میں پہنچے گی یہاں..........عمران نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

دس منٹ میں۔کیا آپ ہوٹل میں ہی ہیں...........چاولہ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

ہاں۔گاڑی ہوٹل سے تقریباً بیس قدم کے فاصلے پر چھوڑ دینا میں

ٹھیک دس منٹ بعد ہوٹل سے نکلوں گا گاڑی کا نمبر ماڈل اور کلر مجھے بتا دو..........عمران نے کہا تو چاولہ نے اسے تفصیل بتا دی۔

کیا یہ بھی کسی مرحوم کی گاڑی ہے..............عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

مرحوم تو نہیں البتہ وہ آدمی بیرون ملک گیا ہوا ہے اور گاڑی میرے گیراج میں موجود ہے اس کی نمبر پلیٹ فرضی ہے چاولہ نے جواب دیا تو عمران نے سلسلہ منقطع کر دیا اور اٹھ کر ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے آ بیٹھا۔

پانچ چھ منٹ بعد وہ اٹھا تو اس کی شکل کافی حد تک تبدیل ہو چکی تھی میک اپ میں مونچھوں کا اضافہ ہو چکا تھا اس نے ڈبل اسٹر کا کوٹ بھی الٹ کر پہن لیا اس طرح کوٹ سرمئی کی بجائے نیوی بلیو دکھائی دے رہا تھا پھر اس نے مزید دو منٹ توقف کیا اور چیونگم کا پیس منہ میں

..........عمران نے پہلے رمیش اور پھر ویٹر سے مخاطب ہو کر کہا۔

شکریہ مجھے کسی چیز کی طلب نہیں..............رمیش نے جلدی سے کہا اور کمرے کا جائزہ لینے لگا۔

ٹھیک ہے تم جا سکتے ہو.........عمران نے ویٹر سے تحکمانہ لہجے میں کہا تو وہ برتن اٹھا کر کمرے سے باہر چلا گیا۔

آپ کے باقی ساتھی کہاں ہیں.........رمیش نے عمران کی طرف دیکھ کر سخت لہجے میں پوچھا۔

آپ کو شاید غلط فہمی ہوئی ہے میں یہاں اکیلا ہوں۔عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

آپ کے ساتھ ایک عورت بھی تھی اور ویٹر سے آپ نے چار افراد کے لئے ناشتہ منگوایا تھا..........رمیش نے غصیلے لہجے میں کہا۔

دیکھیئے۔ہر آدمی کی اپنی طلب ،اپنی بھوک اور اپنا پیٹ ہوتا ہے رمیش

صاحب۔اگر میں پانچ چھ افراد کا ناشتہ اکیلا ہڑپ کر جاتا ہوں تو کسی کو اعتراض کرنے کا حق نہیں ہے اور نہ کوئی مجھے منع کر سکتا ہے بل تو میں نے اپنی جیب سے ادا کرنا ہے اور میں پیمنٹ کر دوں گا میں غریب نہیں ہوں یہ دیکھیئے نوٹوں سے میرا پرس بھرا ہوا ہے ....عمران نے ناگواری سے کہا اور جیب میں ہاتھ ڈالا ہی تھا کہ رمیش نے بجلی کی سی تیزی سے اپنی جیب سے ریوالور نکال کر عمران پر تان لیا عمران نے حیرت سے آنکھیں پھاڑتے ہوئے ہاتھ باہر نکال لیا۔

خبردار۔ہاتھ بلند کر لو۔کوئی غلط حرکت کرنے کی کوشش کی تو سینے میں سوراخ کر دوں گا..........رمیش نے غراتے ہوئے کہا۔

مم۔میں۔میں سمجھا نہیں مسٹر رمیش..........عمران نے خوف سے ہکلاتے ہوئے کہا۔

زیادہ اداکاری کرنے کی ضرورت نہیں ہے مسٹر چندر رمیش نے اسے گھورتے ہوئے طنزیہ لہجے میں کہا۔

کک۔کک۔کیا۔کیا۔مطلب میں یعنی کہ میں بندر ہوں عمران نے بوکھلا کر ہاتھ بلند کرتے ہوئے کہا۔

بکومت۔تمہاری ساتھی مسز گپتا کہاں ہیں جس کے ساتھ تم تھوڑی دیر پہلے واپس یہاں آئے ہو..........رمیش نے غراتے ہوئے پوچھا۔

ڈانٹتے کیوں ہو وہ بے چاری تو پہلے ہی تمہارے ڈر سے واش روم میں گھسی ہوئی ہے..........عمران نے خوفزدہ لہجے میں کہا تو رمیش نے بے اختیار بائیں جانب واش روم کے دروازے کی طرف دیکھا اور یہی اس کی غلطی تھی۔

عمران نے اسے دروازے کی طرف متوجہ پا کر فوراً ایک ہاتھ اس کے

پستول پر مارتے ہوئے دوسرے ہاتھ کا گھونسہ اس کے جبڑے پر مار دیا رمیش کے ہاتھ سے پستول چھوٹ کر فرش پر گرا اور وہ لڑکھڑاتا ہوا پیچھے ہٹا ہی تھا کہ عمران نے اپنی جیب سے پستول نکال کر اس پر تان لیا رمیش نے سنبھل کر اس کی طرف دیکھا اور اس کے چہرے پر خوف کی پرچھائیاں سی رقص کرنے لگیں۔

ہاتھ بلند کرلو مسٹر رمیش ورنہ بے آواز گولی تمہاری کھوپڑی میں سوراخ کردے گی..........عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

تم تم بچ کر نہیں جاسکتے مسٹر..........رمیش نے ہاتھ اٹھاتے ہوئے غصے سے کہا مگر خوف سے اس کی آواز کانپ رہی تھی۔

کوئی بات نہیں۔دوسرے جنم میں یقیناً بچ جاؤں گا تم یہ بتاؤ کہ مسز گپتا اور مجھے کس جرم میں گرفتار کرنے آئے ہو..........عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

تم نے کیپٹن آنند کو ہلاک کیا ہے............رمیش نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

اس کے باوجود تم مرنے کے لئے اکیلے چلے آئے کرنل دیو نے تمہیں ایڈریس بتایا تھا یہاں کا.........عمران نے طنزیہ لہجے میں پوچھا۔

نہیں تم کون ہو.........رمیش نے یک دم چونکتے ہوئے پوچھا۔

چراغ کا جن۔کیا تم سیکرٹ سروس میں نئے شامل ہوئے ہو ....عمران نے آگے بڑھ کر اس کے سینے سے پستول کی نال لگاتے ہوئے کہا۔

نن۔نن۔نہیں کئی سالوں سے ہوں............رمیش نے خوف سے ہکلاتے ہوئے کہا۔

آخری بات۔اس کے بعد ٹریگر دبا دوں گا اگر تم نے جھوٹ بولا تمہارے ساتھ اور کتنے آدمی ہیں..........عمران نے سخت لہجے

میں پوچھا۔

کک۔کوئی نہیں ....رمیش نے بمشکل کہا اس کی آواز حلق میں اٹکنے لگی تھی۔

تم نے اپنے باس کو میری یہاں موجودگی کی اطلاع کیوں نہیں دی ....عمران نے پستول کی نال اس کے سینے سے ہٹا کر پیشانی پر رکھتے ہوئے کہا۔

مم۔مم میں پہلے ہی تصدیق کرنا چاہتا تھا کہ............رمیش نے کپکپاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

تصدیق کے بعد تم کسے رپورٹ دیتے ....عمران کی اس کی بات کاٹتے ہوئے پوچھا۔

میجر راجیش کو............رامیش نے جواب دیا ہی تھا کہ عمران نے پستول کا ٹریگر دبا دیا۔

www.urdurasala.com

جولیا صفدر اور چوہان آرٹسٹ بلڈنگ کے فلیٹ میں پہنچ چکے تھے اور اس وقت وہ کھانا کھا رہے تھے ڈرائینگ روم میں ان کے علاوہ اور کوئی موجود نہیں تھا جب کہ چارلی کا ملازم کچن میں ان کے لئے چائے تیار کر رہا تھا یہ ملازم ایک ادھیڑ عمر نو مسلم تھا ان کے وہاں پہنچنے سے پانچ منٹ پہلے ہی چارلی نے کھانا وہاں پہنچا دیا تھا ملازم کو چارلی نے پہلے ہی مہمانوں کی آمد کے سلسلے میں ہدایات دے دی تھیں چنانچہ جب

عمران کے ساتھی وہاں پہنچے تو وہ میز پر کھانا لگا رہا تھا صفدر کے پوچھنے پر ملازم نے اپنا نام روشن علی بتایا تھا۔

کیا عمران صاحب نے کسی اور جگہ جانا تھا.............. چوہان نے جولیا سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

ہاں اس فلیٹ کے مالک چارلی کے کلب جانے کی وہ بات کر رہا تھا .... جولیا نے جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر ٹشو پیپر سے ہاتھ صاف کرنے لگی وہ سب کھانے سے فارغ ہوئے تو روشن علی اندر آیا اس نے خاموشی سے برتن سمیٹے اور باہر نکل گیا، چند لمحوں بعد وہ چائے لے آیا چائے کے برتن میز پر رکھ کر وہ پھر باہر چلا گیا اور وہ تینوں چائے پیتے ہوئے عمران کا انتظار کرنے لگے تقریباً نصف گھنٹے بعد صفدر کے واچ ٹرانس میٹر سے سگنل کی آواز ابھری تو وہ تینوں چونکے اور صفدر نے ٹرانس میٹر آن کر دیا۔

ہیلو صفدر۔ عمران کالنگ اوور ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ٹرانس میٹر سے حسب توقع عمران کی آواز سنائی دی۔

یس عمران صاحب۔ صفدر اٹنڈنگ یو اوور ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ صفدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

سناؤ۔ یہاں کوئی پرابلم تو نہیں ہوئی اوور ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

نہیں ہم یہاں پہنچے تو کھانا تیار تھا اب ہم آپ کا انتظار کر رہے ہیں اوور ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

کافرستان سیکرٹ سروس کا ایک ممبر میرے کمرے میں پہنچ گیا تھا اسے ختم کرنے کے بعد میں وہاں سے نکلا تھا تم چوہان کے ساتھ گاندھی روڈ پر واقع کیکاؤس ریسٹورنٹ پہنچ جاؤ اور وہاں چائے وغیرہ پیو اوور ۔۔۔۔۔۔۔۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

www.urdurasala.com

جی بہتر۔ ویسے چائے تو ہم پی چکے ہیں اوور ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ صفدر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

میں نے چائے وغیرہ پینے کو کہا ہے برخوردار ۔۔۔۔۔۔۔ چائے پی چکے ہو تو وغیرہ پی لینا۔ ویسے تمہارے لئے خمیرہ گاؤزبان بھی انتہائی مناسب رہے گا بشرطیکہ حکیم جالینوس کے پڑپوتے کا بنا ہوا ہو اوور ۔۔۔۔۔۔۔ عمران نے چہکتے ہوئے لہجے میں کہا۔

میں سمجھ گیا ہوں اس لئے مشورے کی بجائے ہدایات دیجئے اوور ۔۔۔۔۔۔ صفدر نے ہنستے ہوئے کہا تو چوہان بھی مسکرانے لگا کیونکہ واچ ٹرانس میٹر میں عمران کی آواز وہ بھی بخوبی سن رہا تھا۔

ہدایات کی بھی کیا ضرورت ہے وہاں پورا ہدایات نامہ برائے خاوند تمہیں مل جائے گا اوور ۔۔۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

عمران صاحب۔ آپ پٹڑی سے اتر رہے ہیں اوور ۔۔۔۔۔۔ صفدر نے

www.urdurasala.com

منہ بناتے ہوئے کہا۔

عمران صاحب ۔صفدر کی ابھی شادی نہیں ہوئی اور آپ اسے ہدایت نامہ خاوند لیئے بھیج رہے ہیں اوور..........چوہان نے ہنستے ہوئے کہا۔

شادی ضروری نہیں ۔قبلہ بڑے حکیم صاحب کا اعلان پڑھو جو لکھتے ہیں کہ شادی سے پہلے شادی کے بعد بہر حال تم دونوں کو وہاں وزارت خارجہ کے ایک افسر اجیت کمار کا انتظار کرنا ہے اس وقت ڈیڑھ بجا ہے دو سے تین بجے تک لنچ کا وقفہ ہوتا ہے اور فارن منسٹری آفس سے قریب ترین اس ریسٹورنٹ ہونے کے سبب آفس کے اکثر افراد وہاں لنچ کرنے یا وقت گزارنے آتے ہیں اجیت کمار ہیڈ کلرک ہے فارن منسٹری میں اوور............عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

صرف انتظار کرنا ہے یا........اوور.............صفدر نے جلدی سے پوچھا۔

چیک کرنا ہے کہ وہ ریسٹورنٹ میں کس طرح وقت گزارتا ہے اس کی حرکات وسکنات اور اس کے ملنے جلنے والوں کے ساتھ اس کا رویہ کیسا ہے اوور............عمران نے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

یہ سب کچھ کس لئے کرنا ہے.......اوور.............جولیا نے پوچھا۔

تاکہ انہیں معلوم ہو سکے کہ سرسوں کے بیج سے کریلے کیسے اگائے جاتے ہیں اور کدو میں مکھن ملا کر کھانے سے کون سا مرض دور ہوتا ہے ہو سکتا ہے مستقبل میں تمہیں بھی دادی اماں کے ٹوٹکے استعمال کرنے پڑ جائیں اوور............عمران نے جواب دیا تو جولیا کے چہرے پر خفگی کے تاثرات نمودار ہو گئے جب کہ چوہان اور صفدر بے

ساختہ مسکرانے لگے۔

عمران صاحب۔آپ بھی ٹوٹکے استعمال کرتے ہیں اوور۔چوہان نے پوچھا۔

کیوں شرمندہ کرتے ہو فوراً روانہ ہو جاؤ تمہیں ٹیکسی میں وہاں پہنچنے میں دو بج جائیں گے اوور اینڈ آل............عمران نے کہا۔

اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

صفدر نے واچ ٹرانس میٹر آف کیا اور چوہان کو چلنے کا اشارہ کرتے ہوئے اٹھ کر وہ دروازے کی طرف بڑھ گیا چند لمحوں بعد وہ بلڈنگ کے باہر کھڑے ٹیکسی کا انتظار کر رہے تھے ایک منٹ بعد ہی انہیں ٹیکسی مل گئی اور وہ دونوں ٹیکسی میں بیٹھ گئے صفدر نے ڈرائیور کو گاندھی روڈ چلنے کا کہا تو ٹیکسی آگے بڑھ گئی۔

تقریباً پچیس منٹ بعد وہ فاران آفس سے تقریباً پچاس ساٹھ قدم

آگے واقع ایک شاندار ریسٹورنٹ کے پاس پہنچے تو صفدر نے ٹیکسی ریسٹورنٹ سے چند قدم پیچھے رکوالی اور پھر وہ دونوں ٹیکسی سے نیچے اتر آئے صفدر نے کرایہ ادا کیا اور چوہان کے ہمراہ ریسٹورنٹ کے گیٹ کی طرف بڑھنے لگا جس پر کیکاؤس ریسٹورنٹ کا بورڈ آویزاں تھا ریسٹورنٹ کی عمارت کافی بڑی تھی اور اس کے وسیع کمپاؤنڈ میں پارکنگ کا انتظام تھا کیونکہ اہم شاہراہ ہونے کے سبب سڑک کے کنارے گاڑیاں کھڑی کرنے کی اجازت نہیں تھی۔

چوہان اور صفدر ریسٹورنٹ کے ہال میں داخل ہوئے تو کئی میزیں خالی تھیں وہ دونوں ایک خالی میز کی طرف بڑھ گئے ان کے بیٹھتے ہی باوردی ویٹر ان کے قریب پہنچ گیا صفدر نے اسے چائے کا آرڈر دیا اور ویٹر کے جانے کے بعد ہال میں بیٹھے افراد کا جائزہ لینے لگا عمران نے انہیں ہیڈ کلرک اجیت کمار کا حلیہ بتا دیا تھا لیکن اس حلیئے کا ہال

میں کوئی آدمی نظر نہیں آ رہا تھا جس کا مطلب تھا کہ اجیت کمار ابھی نہیں آیا تھا جلد ہی ویٹر چائے لے آیا دو بج چکے تھے لوگ ریسٹورنٹ میں آ جا رہے تھے تقریباً بیس منٹ بعد انہیں اپنا مطلوبہ شخص ہال میں داخل ہوتا دکھائی دیا وہ سرخ بالوں والا ادھیڑ عمر مگر صحت مند آدمی تھا اس کی آنکھوں پر نظر کا چشمہ تھا اور ہاتھ میں چھوٹا سا ہینڈ بیگ صفدر اور چوہان اسے دیکھتے ہی پہچان گئے کہ وہی فارن آفس کا ہیڈ کلرک اجیت کمار ہے۔

اجیت کمار نے ہال میں داخل ہو کر ادھر اُدھر دیکھا اور پھر آگے بڑھنے لگا وہ صفدر اور چوہان کے بائیں جانب تیسری میز کے قریب آیا جہاں پہلے سے ایک شخص بیٹھا ہوا تھا وہ آدمی اجیت کمار کا تقریباً ہم عمر ہی تھا اور اس کے جسم پر اس طرح کی یونیفارم تھی جیسے وہ سیکورٹی آفیسر ہو۔ اس کے کندھوں پر دو سٹار تھے اور شرٹ پر نام کا بیج دکھائی دے رہا تھا

چونکہ صفدر اور چوہان کی میز اور ان کے درمیان صرف ایک میز حائل تھی اس لئے صفدر نے باآسانی سیکورٹی آفیسر کا نام پڑھ لیا۔

ہیلو۔کیا کچھ منگوایا ہے............اجیت کمار نے سیکورٹی آفیسر سے مسکراتے ہوئے پوچھا اور دائیں جانب بیٹھ گیا۔

نہیں۔آپ کا انتظار کر رہا تھا آج آپ پانچ منٹ لیٹ آئے ہیں.............سیکورٹی آفیسر نے کہا جس کا نام کپور تھا اور پھر اس نے اشارے سے ویٹر کو بلایا اور اسے کھانے کا آرڈر دینے لگا۔

چوہان اور صفدر اجیت کمار کی طرف کن انکھیوں سے دیکھتے ہوئے آپس میں ادھر اُدھر کی باتیں کرنے لگے اجیت کمار کا سیکورٹی آفیسر کپور سے رویہ بے تکلفانہ تھا اور یقیناً وہ روزانہ وہاں اکٹھے لنچ کرتے تھے۔

کپور اور اجیت کمار کھانے کے دوران باتیں کرتے رہے جو زیادہ تر

گھریلو مسائل پر مبنی تھیں صفدر اور چوہان کو وہاں بیٹھنے کے لئے ایک مرتبہ پھر چائے منگوانا پڑی کیونکہ وہ دونوں اطمینان سے کھانا کھا رہے تھے کھانے کے بعد وہ چائے پینے لگے صفدر کی زیادہ تر توجہ اجیت کمار پر تھی تقریباً پچیس منٹ بعد اجیت کمار اور اس کا ساتھی اٹھے اور کاؤنٹر پر بل ادا کرنے گئے تو صفدر اور چوہان بھی اٹھ گئے انہوں نے پہلے ہی ویٹر سے بل طلب کر کے ادائیگی کر دی تھی۔

چنانچہ ان دونوں کے باہر جانے سے چند لمحے پہلے ہی صفدر اور چوہان ریسٹورنٹ کے ہال سے باہر نکل آئے ریسٹورنٹ سے باہر آ کر وہ فٹ پاتھ پر اس طرح کھڑے ہو گئے جیسے ٹیکسی کا انتظار کر رہے ہوں چند لمحوں بعد اجیت کمار اور کپور ایک موٹر سائیکل پر ریسٹورنٹ سے باہر آئے اور فارن منسٹری آفس کی طرف مڑ گئے موٹر سائیکل اجیت کمار چلا رہا تھا صفدر نے موٹر سائیکل کا نمبر نوٹ کر لیا یہاں سے منسٹری

آفس کا گیٹ دکھائی دے رہا تھا چند لمحوں بعد ان کی موٹر سائیکل گیٹ سے اندر داخل ہو گئی۔

ہاں اب کیا کرنا ہے............... چوہان نے گہرا سانس لیتے ہوئے صفدر سے پوچھا۔

عمران صاحب کو رپورٹ دیں گے اور آئندہ کے لئے ہدایات لیں گے لیکن یہ جگہ کال کرنے کے لئے مناسب نہیں ہے تھوڑی دور چلتے ہیں آگے کوئی مناسب جگہ مل جائے گی۔

صفدر نے منسٹری آفس کی مخالف سمت میں دیکھتے ہوئے آہستہ سے کہا اور پھر وہ دونوں فٹ پاتھ پر اسی سمت میں بڑھنے لگے ابھی انہوں نے بیس پچیس قدم کا ہی فاصلہ طے کیا تھا کہ عقب سے ایک ٹیکسی ان کے قریب آ کر رک گئی صفدر اور چوہان بھی رک گئے۔

چلیں گے صاحب............ ٹیکسی ڈرائیور نے ان کی طرف

www.urdurasala.com

دیکھتے ہوئے کہا۔

نہیں۔شکریہ..............صفدر نے چونکتے ہوئے جواب دیا کیونکہ ڈرائیور صاف ستھرے اور قیمتی لباس میں تھا ٹھیک اسی لمحے سامنے سے آتی ہوئی ایک سیاہ رنگ کی کار ٹیکسی کے سامنے آکر رکی اور اس سے پہلے کہ صفدر اور چوہان سنبھلتے کار سے دو افراد نے اتر کر ان دونوں پر پستول تان لئے وہ دونوں مسلح افراد تیزی سے ان کے قریب آئے اور اس کے ساتھ ہی اس کار کا ڈرائیور بھی ہاتھ میں پستول لئے باہر آگیا یہ چویشن دیکھ کر صفدر اپنی کلائی کھجانے لگا۔

خبردار۔تم دونوں ہاتھ بلند کرلو..............ڈرائیور نے آگے بڑھتے ہوئے صفدر اور چوہان سے تحکمانہ لہجے میں کہا تو صفدر اور چوہان نے ہاتھ اٹھا دیئے اسی لمحے ٹیکسی ڈرائیور بھی ٹیکسی سے باہر نکل آیا اس کے ہاتھ میں بھی پستول چمک رہا تھا۔

کیا بات ہے آپ لوگ کون ہیں..........صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کار ڈرائیور سے پوچھا۔

سپیشل پولیس۔..........تم دونوں کون ہو اپنی شناخت کراؤ ....کار ڈرائیور نے صفدر کو غور سے دیکھتے ہوئے سخت لہجے میں کہا۔

ہم شریف شہری ہیں ہم یہاں ایک دوست سے ملنے آئے تھے لیکن وہ نہیں آیا شناخت کے لئے تمہیں میرے گھر چلنا پڑے گا شناختی کارڈ بھی دیکھ لینا اور پڑوسیوں سے بھی معلوم کرلینا صفدر نے اطمینان سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

تم بتاؤ پورن لال۔یہ ریسٹورنٹ میں کیا کرتے رہے ہیں کار ڈرائیور نے ٹیکسی ڈرائیور سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

انہوں نے نصف گھنٹہ میں دو مرتبہ چائے پی اور آرام سے بیٹھے رہے

لیکن ان کی توجہ ایک میز پر بیٹھے دفتر خارجہ کے ہیڈ کلرک اور سیکورٹی سارجنٹ کپور کی طرف رہی جونہی وہ دونوں اٹھ کر بل ادا کرنے کے لئے کاؤنٹر پر پہنچے یہ اٹھ کر ان سے پہلے ہی باہر نکل آئے وہ دونوں موٹر سائیکل پر اپنے آفس کی طرف بڑھ گئے تو یہ دونوں باہر کھڑے انہیں دیکھتے رہے پھر یہ پیدل ہی اس طرف چل پڑے میں نے ان کے قریب سے گزرتے ہوئے محسوس کیا کہ یہ میک اپ میں ہیں اس لئے میں نے باس کو اطلاع دے دی.......... ٹیکسی ڈرائیور نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا تو صفدر اور چوہان کو حیرت ہوئی کہ ٹیکسی ڈرائیور ریسٹورنٹ میں ان کی نگرانی کرتا رہا اور وہ بے خبر رہے۔

تمہارا اندازہ درست ہے پورن لال۔ مجھے بھی یہ میک اپ میں لگتے ہیں..........کار ڈرائیور نے غور سے صفدر اور چوہان کے چہروں کا جائزہ لیتے ہوئے کہا وہ چاروں صفدر اور چوہان کو گھیرے میں لئے

کھڑے تھے۔

تو ٹھیک ہے ماہوترہ انہیں ہیڈ کوارٹر لے چلو۔ وہیں ان سے پوچھ گچھ کرنا............پورن لال نے مسکراتے ہوئے کہا۔

چلو گاڑی میں بیٹھو بھاگنے کی کوشش کی تو مارے جاؤ گے کار ڈرائیور ماہوترہ نے صفدر اور چوہان سے تحکمانہ لہجے میں کہا اور سامنے سے ایک طرف ہٹ گیا۔

تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے پورن لال تم نے غلط بیانی کی ہے صفدر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

شٹ اپ۔ خاموشی سے گاڑی میں بیٹھ جاؤ............ماہوترہ نے غصیلے لہجے میں کہا اور پھر اس نے اپنے ساتھیوں کو اشارہ کیا تو انہوں نے آگے بڑھ کر صفدر اور چوہان کی پشت سے پستول لگائے اور انہیں اپنی گاڑی کی طرف دھکیلا۔

صفدر اور چوہان آگے بڑھنے لگے وہ چاہتے تو ہنگامہ کر کے فرار ہو سکتے تھے لیکن اندیشہ تھا کہ فارن آفس کے باہر کھڑی پولیس موبائل فوراً خفیہ پولیس والوں کی مدد کو آجائے گی اور وہ پھر پکڑے جائیں گے چنانچہ فی الحال صبر کرنا ضروری تھا ماہوترہ نے کار کے پاس پہنچ کر پچھلا دروازہ کھولا اور ایک طرف ہٹ کر چوہان اور صفدر کو کار میں بیٹھنے کا اشارہ کیا صفدر اور چوہان کار میں بیٹھے تو ماہوترہ کے دونوں ساتھی ان کے دائیں بائیں بیٹھ گئے انہوں نے پستول صفدر اور چوہان کے پہلو سے لگائے اور ماہوترہ نے دروازہ بند کر کے پستول جیب میں رکھا اور ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا جب کہ پورن لال اپنی جگہ کھڑا انہیں دیکھ رہا تھا ماہوترہ نے کار کو تھوڑا سا بیک کیا اور پھر آگے بڑھانے لگا۔

تم ہمیں کہاں لے جا رہے ہو آخر ہم پر تمہیں کیا شبہ ہوا ہے ....صفدر نے ماہوترہ کی طرف دیکھتے ہوئے غصے سے پوچھا۔

میک اپ سے شکل بدلنے والے اکثر غیر ملکی ثابت ہوتے ہیں اور تمہاری اصلیت جاننے کے لئے ہم تمہیں اپنے ہیڈکوارٹر لے جا رہے ہیں..............ماہوترہ نے اطمینان سے جواب دیا اور پھر ایک چوراہے سے بائیں جانب مڑ گیا۔

اوہ۔ کیا تمہارا ہیڈکوارٹر جنگ روڈ پر ہے..............صفدر نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

نہیں لیکن تم اپنی چونچ بند رکھو..............ماہوترہ نے سامنے لگے آئینے میں اس پر نظر ڈالتے ہوئے سخت لہجے میں کہا تو صفدر دوبارہ کچھ نہ بولا وہ سوچ رہا تھا کہ اگر ماہوترہ اور اسکے ساتھی سیکرٹ سروس کے ممبرز ہیں تو ان کے ہیڈکوارٹر پہنچنے کے بعد وہ دونوں بالکل بے بس ہو کر رہ جائیں گے اس لئے راستے میں ہی ان سے نجات پانا ضروری ہے چوہان خاموش بیٹھا ہوا تھا لیکن وہ بھی یہی بات سوچ رہا تھا اور

اپنے پہلو میں بیٹھے مسلح شخص کا کن انکھیوں سے جائزہ لے رہا تھا تا کہ اس کی غفلت سے فائدہ اٹھایا جا سکے لیکن ان دونوں افراد کی نگاہیں صفدر اور چوہان کے ہاتھوں پر مرکوز تھیں گویا انہیں بھی ان سے کسی غلط حرکت کی توقع تھی۔

کچھ دیر بعد ان کی کار جنگ روڈ سے ایک چھوٹی سی سڑک پر مڑی ہی تھی کہ ماہوترہ نے بوکھلا کر یک دم بریک لگائی اور ان کی گاڑی آگے کھڑی کار کی ڈگی سے صرف دو فٹ کے فاصلے پر رکتی چلی گئی اس کے ساتھ ہی ماہوترہ کے منہ سے غلیظ سی گالی نکل گئی جب کہ یک دم جھٹکا لگنے سے عقبی سیٹ پر بیٹھے ماہوترہ کے ساتھی بے اختیار اگلی نشستوں سے ٹکرا گئے لیکن اس سے پہلے کہ وہ دونوں سنبھلتے چوہان اور صفدر نے بیک وقت ان کے پستولوں پر ہاتھ ڈالتے ہوئے جھٹکے سے چھینے اور صفدر نے اپنے پہلو میں بیٹھے آدمی کے جبڑے پر زوردار مکا مار دیا وہ

آدمی کھڑکی سے جا ٹکرایا جب کہ چوہان نے اپنے قریب بیٹھے ہوئے شخص کی ناک پر ہاتھ جمایا اور وہ ناک پکڑ کر کراہنے لگا۔

ماہوترہ نے تیزی سے آئینے میں ان کی طرف دیکھا اور پھر پھرتی سے اپنا پستول نکالا ہی تھا کہ صفدر نے پستول اس کی گردن پر رکھ دیا اور ماہوترہ یک دم اپنی جگہ ساکت ہو کر رہ گیا ٹھیک اسی لمحے آگے کھڑی کار سے ایک آدمی اترا اور تیزی سے ماہوترہ کے قریب آ گیا اس کے ہاتھ میں مشین پسٹل دیکھ کر چوہان اور صفدر نے فوراً ہی ماہوترہ کے ساتھیوں کی کنپٹی سے پستول لگا دیئے کیونکہ آنے والے شخص کے مشین پسٹل کا رخ ماہوترہ کی طرف ہی تھا۔

پستول پھینک دو مسٹر............ اس آدمی نے ماہوترہ سے سرد لہجے میں کہا صفدر کی توقع کے مطابق وہ عمران ہی تھا۔

تم کون ہو............ ماہوترہ نے پستول اپنے پیروں میں گراتے

ہوئے پوچھا۔

گرگٹ ....عمران نے دوسرا ہاتھ جیب میں ڈالتے ہوئے کہا اور پستول نکال لیا۔

کیا۔ کیا تم ان دونوں کے ساتھی ہو..............ملہوترہ نے خوفزدہ لہجے میں پوچھا جب کہ اس کے ساتھی اپنی جگہ ساکت بیٹھے ہوئے تھے۔

ہاں۔ ساتھی ہوں ان دونوں کا............عمران نے کہا اور اطمینان سے سائیلنسر لگے پستول کا ٹریگر دبا دیا اور ملہوترہ کوئی آواز نکالے بغیر پیشانی میں سوراخ لئے سیٹ سے لڑھک گیا عمران نے پستول کا رخ صفدر کے برابر میں بیٹھے ہوئے آدمی کی طرف کر دیا۔ اور اس آدمی کے چہرے پر ہوائیاں اڑنے لگیں۔

چلو تم دونوں اگلی گاڑی میں بیٹھو اور تم دونوں بھی ہاتھ اٹھا کر باہر آ جاؤ

ورنہ ملہوترہ کے پیچھے دوسرا جنم لینے کے لئے بھیج دوں گا..............عمران نے پہلے صفدر اور چوہان اور پھر ملہوترہ کے ساتھیوں کو دھمکی آمیز لہجے میں کہا تو صفدر کے قریب بیٹھا ہوا شخص خوفزدہ ہو گیا اور دروازہ کھول کر باہر آتے ہی اس نے ہاتھ بلند کر لئے صفدر اور چوہان بھی اسی جانب سے باہر آئے اور اسی لمحے ملہوترہ کے دوسرے ساتھی نے یک دم دروازہ کھول کر باہر چھلانگ لگا دی لیکن وہ موت کے پنجے سے نہ بچ سکا عمران نے یک دم پستول اس کی طرف کر کے فائر کر دیا اور بے آواز گولی نے اس کے سر میں سوراخ کر دیا اور وہ اپنی جگہ سے اٹھے بغیر جہنم کی طرف روانہ ہو گیا۔

اس کا ساتھی ہاتھ بلند کئے کھڑا تھا اور موت کے خوف سے اس کا چہرہ سیاہ پڑتا جا رہا تھا صفدر اور چوہان آگے کھڑی عمران کی کار کی طرف بڑھ ہی رہے تھے کہ عمران نے ملہوترہ کے آخری ساتھی پر بھی فائر

کھول دیا اور اس کی کنپٹی میں سوراخ ہو گیا اس کا جسم لہرایا اور وہ کٹے ہوئے شہتیر کی مانند سڑک پر گر گیا تب عمران نے پستول جیب میں ڈالا اور اطمینان سے اپنی کار کی طرف بڑھ گیا۔

چوہان اور صفدر عقبی نشست پر بیٹھے عمران کی طرف دیکھ رہے تھے صفدر نے اب واچ ٹرانس میٹر آف کر دیا تھا جو اس نے ملہوترہ اور اس کے ساتھیوں کے گھیرے میں آنے سے پہلے اپنی کلائی کھجاتے ہوئے واچ ٹرانس میٹر کا ونڈ بٹن باہر کھینچ کر آن کر دیا تھا تا کہ عمران ان کی آوازیں سن کر ان کی پوزیشن سے آگاہ ہو جائے عمران نے ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی اور پھر انجن سٹارٹ کر کے کار آگے بڑھا دی کچھ دور جا کر اس نے کار دائیں جانب کی سڑک پر موڑی اور رفتار میں اضافہ کرنے لگا۔

ہاں تو اب شروع ہو جاؤ.......... عمران نے سامنے دیکھتے ہوئے

سپاٹ لہجے میں کہا تو صفدر تفصیل بتانے لگا گفتگو کے دوران عمران نے ایک چوراہے سے کار ڈیفنس کی طرف جانے والی سڑک پر موڑ دی۔

اس کا مطلب ہے کہ تم سے میک اپ کرنے میں کوئی کوتاہی ہوئی ہے بہر حال اب ٹھکانے پر پہنچ کر میک اپ تبدیل کر لینا ہیڈ کلرک کی ریسٹورنٹ میں مصروفیت اور بول چال کا انداز ذہن میں محفوظ کر لیا ہے تم نے............. عمران نے پوچھا۔

جی ہاں۔ کیا مجھے اس کی کاپی کرنی ہے......... صفدر نے چونکتے ہوئے پوچھا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

کافرستان سیکرٹ سروس کے ہیڈ کوارٹر میں بھونچال سا آ گیا تھا ایک ہی دن میں صرف چار گھنٹوں کے اندر کافرستان سیکرٹ سروس کے پانچ ارکان مارے گئے تھے اور یہ کوئی معمولی بات نہیں تھی کرنل دیو فون پر میجر راجیش کو لتاڑ رہا تھا میجر راجیش نے اسے ماہوترہ اور اس کے دو ساتھیوں کی ہلاکت کی خبر دی تھی۔

آخر تمہارے ماتحتوں سے ایسی حماقت کیسے ہوئی کہ دونوں مشتبہ افراد کو باندھے بغیر گاڑی میں بٹھا کر چل دیئے .... کرنل دیو نے غضبناک لہجے میں کہا اس وقت وہ اپنے آفس میں تنہا بیٹھا تھا۔

چیف ۔ غالباً ان کے پاس باندھنے کے لئے کوئی رسی نہیں ہوگی .... دوسری طرف سے میجر راجیش نے کہا۔

جب کیپٹن پورن لال نے تمہیں اطلاع دیتے ہوئے بتا دیا تھا کہ دونوں افراد میک اپ میں ہیں تو تمہیں سمجھ لینا چاہیے تھا کہ یقیناً وہ کسی ترقی یافتہ ملک کے ایجنٹ یا کسی انٹرنیشنل مجرم تنظیم کے ایجنٹ ہیں اور تم ماہوترہ کو ہدایت کر دیتے کہ ان خطرناک افراد کو باندھ کر یا بے ہوش کر کے ہیڈ کوارٹر لایا جائے .... کرنل دیو نے غراتے ہوئے کہا۔

سر میں نے ماہوترہ سے کہا تھا کہ انہیں بے ہوش کر کے لایا جائے لیکن پورن لال نے بتایا کہ اس نے دونوں مشتبہ افراد کو بے ہوش کئے بغیر عقبی سیٹ پر بٹھایا تھا اور ان کے دائیں بائیں ماہوترہ کے آدمی پستول لئے بیٹھے تھے بہرحال آپ مطمئن رہیں قاتلوں کی گرفتاری کے لئے

پورے شہر کی ناکہ بندی کر دی گئی ہے............میجر راجیش نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

رمیش کے قاتل کا کیا بنا..........کرنل دیو نے سر جھٹک کر غصے سے پوچھا۔

وہ گاڑی تو مل گئی ہے۔جس میں فرضی کرنل گپتا کی بیگم اور اس کا سیکرٹری ڈیفنس منسٹری گئے تھے ان دونوں کا مزید کوئی سراغ نہیں ملا گاڑی اسی ہوٹل کی عقبی سڑک سے ملی ہے جس میں مسز گپتا اور اس کا سیکرٹری تھے لیکن اس کی نمبر پلیٹ جعلی ہے اور اس کا مالک بھی انتقال کر چکا ہے ....راجیش نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

ہونہہ۔ ہیڈ کلرک اور سیکورٹی سارجنٹ کے بارے میں تم نے کوئی اندازہ لگایا ہے کہ دونوں مشتبہ افراد ان میں کیوں دلچسپی لے رہے تھے ....کرنل دیو نے پوچھا۔

چیف پورن لال کی رپورٹ ملتے ہی میں نے ان دونوں کی نگرانی کا انتظام کر دیا تھا پانچ بجے وہ آفس سے چھٹی لے کر گھروں کو روانہ ہوں گے تو میرے ماتحت ان کے تعاقب میں جائیں گے پھر پتہ چلے گا کہ کیا صورت حال ہے ویسے مجھے یہ ڈسک والے معاملے سے الگ کوئی چکر معلوم ہوتا ہے.........راجیش نے جواب دیا۔

یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ ملہوترہ کے قاتلوں کا تعلق بھی رمیش اور آنند کے قاتلوں سے ہو............کرنل دیو نے پر سوچ لہجے میں کہا۔

ممکن تو نہیں ہے چیف کیونکہ کرنل شیکھر سے معلوم ہوا ہے کہ مسز گپتا کا شوہر ٹانگوں سے معذور ریٹائرڈ کرنل ہے اور وہ کسی کاروبار میں کرنل شیکھر کو پارٹنر بنانا چاہتا ہے مسز گپتا نے اسے بتایا تھا کہ وہ کرنل گپتا کی تیسری بیوی ہے مسز گپتا نے کرنل شیکھر کو لنچ پر اپنے گھر مدعو کیا تھا اور وہ اسے ساتھ ہی لے جانا چاہتی تھی لیکن ڈی جی صاحب نے

فون کر کے اسے اپنے آفس میں طلب کر لیا تھا میں نے اس امکان پر بھی غور کیا تھا کہ اگر وہ اس گروپ یا تنظیم کے ممبرز تھے جنہوں نے کمپیوٹر ڈسک چوری کی تھی اور اب وہ اگر ڈسک کی کوڈ بک حاصل کرنا چاہتے تھے تو انہیں سیکشن آفیسر کرنل شیکھر سے رابطہ قائم کرنے کی بجائے ریکارڈ برانچ کے کسی افسر سے رجوع کرنا چاہیے تھا............راجیش نے وضاحت سے بات کرتے ہوئے کہا۔

تم نے کرنل شیکھر سے معلوم کیا ہے کہ مسز گپتا اور اس کے سیکرٹری نے اس کی قدیم زبانوں میں مہارت پر بھی کوئی بات کی تھی یا نہیں۔ شاید تمہیں معلوم نہیں کہ کرنل شیکھر کچھ عرصہ پہلے ڈیفنس سے متعلق اہم فائلوں کے مندرجات کو خفیہ کوڈ میں منتقل کرتے رہے ہیں اور انہیں کوڈ بنانے میں بے حد مہارت حاصل ہے............کرنل دیو نے کہا۔

نو سر۔ لیکن میں ابھی اس سے دوبارہ پوچھ گچھ کرتا ہوں راجیش کی چونکتی ہوئی آواز سنائی دی۔

ٹھیک ہے دس منٹ کے اندر اندر مجھے رپورٹ دو۔ میں انتظار کر رہا ہوں............کرنل دیو نے سخت لہجے میں کہا اور رسیور رکھ کر ایک سگریٹ سلگانے لگا اس کی پیشانی پر فکر کی لکیریں پھیلی ہوئی تھیں اور ذہن میں بار بار سوال اٹھ رہا تھا کہ وزارت خارجہ کے ہیڈ کلرک اور سیکورٹی ایجنٹ کا معاملہ کس خانے میں فٹ کیا جائے یہی سوچتے ہوئے سگریٹ ختم ہو گیا مزید چند منٹ بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو کرنل دیو نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

یس۔ کرنل دیو آنند............کرنل دیو نے رسیور اٹھا کر کان سے لگاتے ہوئے کہا۔

راجیش بات کر رہا ہوں چیف۔ آپ کا اندازہ درست ثابت ہوا ہے میں

نے کرنل شیکھر سے بات کی ہے اس کا بیان ہے کہ مسٹر گپتا نے اس کی قدیم زبانوں پر مہارت کی تعریف کی تھی اور اس نے کرنل سے چوری ہونے والی کمپیوٹر ڈسک کے بارے میں بھی چند سوال کئے تھے لیکن کرنل شیکھر نے اسے بتایا کہ اس ڈسک کا کوڈ اس نے نہیں بتایا............دوسری طرف سے راجیش نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا تو کرنل دیو کی آنکھیں کسی خیال کے تحت چمکنے لگیں۔

کیا کرنل شیکھر کو معلوم ہے کہ کوڈ بک کہاں ہے یا کس نے ڈسک کو کوڈ میں کنورٹ کیا تھا............کرنل دیو نے تیزی سے پوچھا۔

نو سر۔اس نے لاعلمی کا اظہار کیا ہے.........راجیش نے جواب دیا۔

وہ جھوٹ بول رہا ہے سیکشن آفیسر جیسی پوسٹ کا مالک ہو اور اس بات کا علم نہ ہو اور جو شخص پہلے اہم فائلوں کو کوڈ میں منتقل کرتا رہا ہے اسے

لازماً معلوم ہوتا ہے کہ اس مرتبہ کس نے یہ کام کیا ہے ....کرنل دیو نے غصیلے لہجے میں کہا۔

یس سر۔کرنل شیکھر کو علم ہونا تو چاہیے............راجیش نے کہا۔

اس پر تشدد کر کے اگلواؤ مجھے لگتا ہے کہ اس نے مسز گپتا کو بتایا ہوگا کہ کوڈ بک وزارت خارجہ کے ریکارڈ روم میں ہے اور غالباً اسی وجہ سے مجرم وہاں کے ہیڈ کلرک اور سیکورٹی سارجنٹ میں دلچسپی لے رہے ہیں............کرنل دیو نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

رائٹ سر۔میں ابھی اس نابکار کی کھال ادھیڑتا ہوں۔راجیش نے مودبانہ لہجے میں کہا تو کرنل دیو نے رسیور رکھ دیا۔

چارلی تمیں پینتیس برس کا نوجوان تھا۔ چند برس پہلے وہ کافرستان کے ایک مشہور سرکس میں جوکر کے طور پر کام کرتا تھا اور چارلی چپلن کی کاپی کرنے کے باعث اسے کافی شہرت حاصل ہوئی تھی اس کا تعلق لکھنو کے ایک بھانڈ گھرانے سے تھا وہیں سے وہ ایک سرکس کمپنی میں ملازم ہوا اور جب سرکس دارالحکومت میں شو کرنے آئی تو اس کی اداکاری کے جوہر دیکھ کر ایک بڑی سرکس کمپنی نے اسے بھاری تنخواہ پر ملازم رکھ لیا اس کا اصل نام بانکا تھا مگر سرکس میں چارلی کے نام سے مشہور ہوا تو لوگ اس کے اصل نام کو بھول گئے۔

پھر سرکس کمپنی کے مالک کی بیٹی سے اس نے شادی کر لی مگر کچھ عرصہ

بعد اس لڑکی نے چارلی سے خفیہ اور محض دولت کی خاطر ایک مارواڑی سیٹھ سے شادی کر لی چارلی نے غصے میں آ کر بیوی کو مارا پیٹا اور اس کا بازو توڑ ڈالا اور اس جرم میں اسے چند ماہ سزا ہو گئی اور جب سزا کاٹ کر وہ جیل سے باہر آیا تو سرکس کے مالک اور اس کے سسر نے اسے قبول کرنے کی بجائے دھتکار دیا تب اس نے ایک چھوٹا سا چائے کا ہوٹل بنایا اور اس ہوٹل کی آڑ میں منشیات بیچنے لگا۔

عمران سے اس کی ملاقات ایسے وقت میں ہوئی جب عمران ایک مشن کے دوران مقامی ایجنٹوں سے بچنے کے لئے چارلی کے ہوٹل پہنچا اور چارلی کے کمرے میں چھپ گیا اسے تلاش کرنے والے ناکام ہو کر واپس چلے گئے تو عمران نے چارلی کو اسلحہ کے زور پر مجبور کیا کہ وہ اسے اپنی گاڑی میں چھپا کر شہر سے باہر چھوڑ آئے اس سفر کے دوران چارلی نے عمران کے استفسار پر اپنے متعلق بتایا تو عمران نے اپنے

مقصد کے لئے اس سے دوستی کر لی اور عمران نے چارلی کو بھاری رقم فراہم کر کے کلب بنانے کا مشورہ دیا۔

چارلی کو اس نے اپنا نام رانا تہور علی صندوقی بتایا تھا اور خود کو پاکیشیا کا ایک دولت مند ظاہر کیا تھا اسکے بعد بھی عمران نے دو تین مرتبہ چارلی کو رقم دی جس سے کلب کی عمارت مکمل ہو گئی اور اسی احسان کے سبب چارلی آج تک عمران کا احسان مند تھا۔

اس وقت عمران اس کے فلیٹ میں بیٹھا صفدر اور چوہان سے باتیں کر رہا تھا شام ہونے والی تھی چارلی سے ملاقات کے دوران ہی اسے واچ ٹرانس میٹر پر صفدر کی طرف سے سگنل موصول ہوا تھا اور وہ فوراً انہیں کافرستان سیکرٹ سروس سے نجات دلانے کے لئے چارلی کے فلیٹ سے روانہ ہوا اور کافرستان سیکرٹ سروس کے ہیڈ کوارٹر کو جانے والی سڑک پر جا پہنچا تھا وہاں سے وہ واپس اپنے ٹھکانے پر پہنچے اور

انہوں نے فوراً ہی میک اپ تبدیل کر لئے چند منٹ پہلے عمران نے فون پر چارلی سے بات کی تھی اور اب اسے چارلی کی کال کا انتظار تھا چارلی کا ملازم چائے لے آیا تو وہ لوگ چائے پینے لگے چند لمحوں بعد عمران کے سامنے رکھے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

ہیلو.............عمران نے مختصراً کہا۔

چارلی بول رہا ہوں رانا صاحب.........دوسری طرف سے چارلی کی آواز سنائی دی۔

معلوم ہے یار۔ آگے بات کرو۔..............عمران نے ناگوار لہجے میں کہا۔

کافرستان سیکرٹ سروس اور ملٹری انٹیلی جنس کے علاوہ پولیس بھی شہر بھر میں کافرستان سیکرٹ سروس کے ممبران کو قتل کرنے والوں کو تلاش

کررہی ہے میرے کلب کے ایک ممبر سے میری بات ہوئی ہے جو ایف بی آئی میں انسپکٹر ہے اس سے پتہ چلا ہے کہ کافرستان سیکرٹ سروس کا ڈپٹی چیف میجر راجیش بہت غصے میں ہے اور وہ ایک ایک ہوٹل کی تلاشی لے رہا تھا ہر گلی اور ہر چوراہے پر پولیس نے ناکے لگا رکھے ہیں اور گاڑیوں کو روک کر چیک کیا جا رہا ہے چند منٹ پہلے میرے ایک آدمی نے کلب میں بیٹھے دو افراد کی بات چیت سنی ہے مگر یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ ان کا تعلق کس ایجنسی سے ہے ان کی گفتگو میں ڈیفنس منسٹری کے کرنل شیکھر اور وزارت خارجہ کے ہیڈ کلرک اور سارجنٹ کا ذکر ہوا ہے اور کرنل شیکھر کو کافرستان سیکرٹ سروس کے افراد گرفتار کر چکے ہیں اور باقی دونوں افراد کی نگرانی کی جا رہی ہے

.........چارلی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

خیر۔ میں آج رات اپنے ساتھیوں کو آفیسرز کلب کے پہلے گراؤنڈ

میں سرکس شو دکھانا چاہتا ہوں کیا عام آدمی کو بھی وہاں جانے کی اجازت ہے.........عمران نے گہرا سانس لیتے ہوئے کہا۔

نہیں جناب۔

صرف گورنمنٹ سرونٹس اور ان کے فیملی ممبرز کے لئے اجازت ہے وہاں چیکنگ کا سخت انتظام ہے سرکاری ملازم کو اپنی شناخت کرانا پڑتی ہے کہ وہ کس محکمے میں کام کرتا ہے اگر اس کے ہمراہ اسکے بچے ہوں تو ان کی عمر کے مطابق شناختی کارڈ یا رجسٹریشن فارم دکھانا پڑتا ہے البتہ پانچ سال کے بچوں کے لئے شناخت ضروری نہیں ویسے رات کو اتنا رش نہیں ہوتا آخری شو پر شہر سے وہی لوگ آتے ہیں جن کے پاس اپنی سواری ہو کیونکہ واپسی پر ٹیکسی یا رکشہ کی پرابلم ہو جاتی ہے

.........چارلی نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

اس کا مطلب ہے کہ تمہارے مہمان سرکس دیکھنے سے محروم رہیں گے

............عمران نے قدرے سخت لہجے میں کہا۔

میں کوشش کرتا ہوں جناب۔ کوئی نہ کوئی راستہ نکال ہی لوں گا ....چارلی نے کہا۔

ٹھیک ہے اگر تم راستہ نہ نکال سکے تو میں سرنگ نکال لوں گا ....عمران نے دھمکی آمیز لہجے میں کہا۔

سرنگ۔ اس میں تو کافی لیبر اور ٹائم لگے گا رانا صاحب چارلی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو عمران کے ساتھ ساتھ صفدر جولیا اور چوہان بھی بے ساختہ مسکرانے لگے۔

تم شاید رانا تہور علی صندوقی کی طاقت سے واقف نہیں ہو میں بتاتا ہوں کان ادھر لاؤ..........عمران نے کہا۔

اوہ..........یہاں اور کوئی سننے والے نہیں ہے جناب۔ آپ بے فکر ہو کر بتائیں..........چارلی کی چونکتی ہوئی آواز سنائی دی تو عمران

اسے تفصیل بتانے لگا چوہان، صفدر اور جولیا نے اس کی بات سن کر حیرت سے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔

ٹھیک ہے جناب۔ میں ابھی انتظام کرتا ہوں آپ کا پروگرام بہترین ہے..........دوسری طرف سے چارلی نے مودبانہ لہجے میں کہا تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔

عمران صاحب آخر آپ پر سرکس دیکھنے کا اس قدر بھوت کیوں سوار ہے..........صفدر نے عمران کو گھورتے ہوئے پوچھا۔

اس لئے کہ میں یہاں بھوتوں اور چڑیلوں کو تسخیر کر کے اپنا غلام بنانے آیا ہوں تاکہ جولیا کو ماورائی ناول نہ پڑھنے پڑیں اور وہ میرے بھوتوں کو ہی دیکھ کر خوش ہو جایا کرے..........عمران نے جولیا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو وہ غصے سے اسے گھورنے لگی۔

تو گویا آپ یہاں بھوتوں کو اپنا غلام بنانے کے لئے آئے ہیں

............چوہان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

ہاں۔ایسے بھوت جو جولیا کو میرے حق میں قائل کر سکیں۔بہر حال تم لوگوں کو سرکس شو دیکھنا ہے تو میرے ساتھ چلو ورنہ یہاں پڑے پڑے بور ہوتے رہو گے.........عمران نے سر ہلا کر انہیں پیش کش کرتے ہوئے کہا۔

کیوں وقت ضائع کر رہے ہو فضولیات میں مشن کے بارے میں سوچو............جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

کیا فائدہ۔مشن کی بجائے شادی کے بارے میں سوچوں تو اچھے نتائج نکلیں گے..............عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

کیسے نتائج............چوہان نے بے اختیار پوچھا۔

وہی جو شادی کے بعد نکلتے ہیں یعنی دس بچے خوشحال زمانہ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو چوہان بھی مسکرانے لگا۔

آپ کے دس بچے پیدا ہونے سے زمانہ کیسے خوشحال ہوگا صفدر نے اسے گھورتے ہوئے پوچھا۔

اس طرح کہ میرے دس بچے بڑے ہو کر زیادہ سے زیادہ دولت کمائیں گے تو دنیا ترقی کرے گی اور ملک میں خوشحالی آئے گی جیسے گڑ پر مکھی اب تمہاری مرضی کہ گڑ کھاؤ یا مکھی..............عمران نے کہا تو صفدر اس کے جواب پر جھلا کر رہ گیا اور پھر اسی لمحے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

میں نے معلوم کر لیا ہے رانا صاحب۔آج رات سرکس شو میں بڑے بڑے افسران اور ان کی بیگمات آ رہی ہیں دوسری طرف سے چارلی نے کہا اور پھر اس نے شو میں آنے والے افسران کی فہرست بتائی تو عمران ایک نام پر چونک پڑا۔

اوہ۔یہ تو غیر ملکی ہے کیا ایکریمین ہے..............عمران نے تیزی

سے پوچھا۔

نہیں جناب۔ یہ اسرائیلی ہے لیکن چند سال پہلے کافرستان کی درخواست پر اسرائیل نے شدت پسندوں کو کچلنے کے لئے اپنی فوج کا ایک دستہ یہاں بھیجا تھا جس کی کمان میجر ولسن نے کی تھی اس کی کامیاب کارروائیوں سے خوش ہو کر یہاں کی حکومت نے اسے ایوارڈ اور یہاں کی شہریت سے نوازا تھا اس واقعہ کے ایک سال بعد میجر ولسن فوج سے ریٹائرڈ ہو گیا تو وہ یہاں چلا آیا اور اس کی خواہش پر حکومت نے اسے پہلے ڈیفنس منسٹری میں جاب دے دی پھر کچھ عرصہ بعد اسے وزارت خارجہ میں ٹرانسفر کر دیا گزشتہ تین برس سے ولسن وہاں ریکارڈ انچارج کے طور پر کام کر رہا ہے........ چارلی نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا تو عمران نے میجر ولسن کے بارے میں چند مزید سوالات کئے اور پھر چارلی کو ہدایات دینے لگا۔

سرکس کی رونقیں عروج پر تھیں آفیسرز کلب کے سامنے واقع وسیع و عریض پلے گراؤنڈ میں سرکس کے شامیانوں کے چاروں طرف مسلح فوجی گارڈ پہرہ دے رہے تھے جن کی تعداد پچاس کے قریب تھی اور وہ جدید ترین خودکار ہتھیاروں سے لیس تھے سرکس کے اندر چاروں اطراف میں مزین کرسیاں ترتیب سے رکھی گئی تھیں جن پر بڑے بڑے سرکاری افسران اپنی بیگمات کے ساتھ بیٹھے سرکس شو سے لطف اندوز ہو رہے تھے کئی میزیں خالی بھی تھیں کیونکہ یہ شو صرف اعلیٰ

افسران کے لئے پیش کیا جا رہا تھا اور نہ عام شو میں تو ایک کرسی بھی خالی نہیں رہتی تھی اس وقت سرکس کا جو آئٹم پیش کیا جا رہا تھا وہ انتہائی دلچسپ تھا سب تماشائیوں کی نگاہیں ایک بازی گر پر مرکوز تھیں جو اپنے فن کا مظاہرہ کر رہا تھا سب لوگوں کی طرح ایک کرسی پر بیٹھے میجر ولسن اور اس کی بیوی مارتھا بھی بڑی دلچسپی سے بازی گر کی طرف دیکھ رہے تھے۔

بازی گر اس وقت پنڈال میں کافی بلندی پر تنے ہوئے رسے پر چل رہا تھا اور خود کو متوازن رکھنے کے لئے دونوں ہاتھ پھیلائے بار بار دائیں بائیں جھک رہا تھا چند قدم چلنے کے بعد بازی گر نے اچانک رسے پر کھڑے کھڑے فضا میں قلابازی کھائی اور دیکھنے والوں میں سے اکثر کی چیخیں نکل گئیں کہ اب بازی گر یقیناً زمین پر آ گرے گا اور اس کے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں گے کیونکہ اول تو ایک انچ

موٹے رسے پر چلنا ہی موت کو دعوت دینے کے مترادف تھا اس لئے بازی گر کی موت یقینی تھی اور بعض تماشائیوں نے گھبرا کر آنکھیں بھی بند کر لیں کہ انہیں نوجوان بازی گر کے مرنے کا نظارہ نہ دیکھنا پڑے لیکن اگلے ہی لمحے پنڈال میں حیرت زدہ چیخیں سن کر ان لوگوں نے آنکھیں کھولیں تو بازی گر رسے پر کھڑا مسکراتے ہوئے تماشائیوں کی طرف دیکھ رہا تھا اسے زندہ سلامت پا کر تماشائیوں نے اس زور سے تالیاں بجائیں اور میزوں پر ہاتھ مارے کہ میوزک کی تیز آواز بھی ان کے شور میں گم ہو گئی داد و تحسین کی آوازوں اور نعروں سے ایسا شور مچا کہ لوگوں کی قوت سماعت متاثر ہونے لگی۔

ہال میں نصب سپیکر پر تماشائیوں سے خاموش رہنے کی اپیل کی گئی لیکن جوش و مسرت میں تماشائی کمپیئر کی اپیل پر توجہ دینے کی بجائے مسلسل میزیں برتن چمچے اور تالیاں پیٹ رہے تھے اسی لمحے اس

خوبصورت اور نو جوان بازی گر نے ایک مرتبہ پھر اپنی جان داؤ پر لگا دی اور اس کی حرکت سے سرکس کے پنڈال میں دوسری باریک دم خاموشی پھیل گئی کہ جیسے سب لوگوں کی روحیں ان کے جسموں کا ساتھ چھوڑ گئی ہوں تماشائیوں کی آنکھیں حیرت کی شدت سے پھٹنے لگیں اور ان کے سانس سینے میں رکنے لگے تھے بازی گر دونوں ہاتھ رسے پر ٹکائے اور پاؤں آسمان کی طرف بلند کر کے محض ہاتھوں کے بل رسے پر چلنے لگا دو تین فٹ چلنے کے بعد اس نے اپنا سر رسے پر رکھا اور ہاتھ رسے سے ہٹا لئے رسے پر سر کے بل کھڑے ہو کر اس نے دونوں سینے پر باندھ لیے

ایک انچ چوڑے رسے پر سر کے بل کسی سہارے کے بغیر کھڑے ہونا بازی گر کا اعلیٰ ترین مظاہرہ تھا تماشائیوں کے جسموں میں خوفناک سنسناہٹ ہو رہی تھی اور رگوں میں جیسے خون منجمد ہوتا جا رہا تھا وہ

حیرت کی شدت سے بازی گر کے جسم کو دیکھ رہے تھے جو رسے پر سر کے بل کھڑا تھا۔

میجر ولسن اور اس کی بیوی مارتھا بھی سانس روکے بازی گر کے خطرناک اور جان لیوا فن کا مظاہرہ دیکھ رہے تھے چند لمحوں بعد بازی گر نے اچانک ٹانگیں واپس رسے کی طرف جھکاتے ہوئے ہاتھوں سے رسے پر گرفت مضبوط کی اور پھر رسے پر دونوں پیر جماتے ہوئے سیدھا کھڑے ہو کر ہاتھ لہرائے تو تماشائیوں کے شور اور تالیوں سے ایک مرتبہ پھر پنڈال گونج اٹھا۔

بازی گر نے جھک کر تماشائیوں کا ہاتھ کے اشارے سے شکریہ ادا کیا اور رسے سے زمین پر چھلانگ لگائی لیکن درمیان میں ہی اس نے قلا بازی کھائی اور پاؤں کے بل زمین پر آ کھڑا ہوا اس پر بھی تماشائیوں نے تالیاں بجائیں اس کے ساتھ ہی سپاٹ لائٹس آف کر دی گئیں

جو بازی گر کو گھیرے ہوئے تھیں ادھیڑ عمر میجر ولسن اور اس کی بیگم مارتھا کی نگاہیں بازی گر پر مرکوز تھیں بازی گر چلتا ہوا ان کی میز کے سامنے سے گزرنے لگا تو میجر ولسن نے اسے ہاتھ کے اشارے سے بلایا تو بازی گر ان کی طرف مڑا اور ان کی میز کے قریب آ گیا۔

نوجوان تم سے مل کر مجھے بے حد خوشی ہو رہی ہے.........میجر ولسن نے بازی گر سے ہاتھ ملاتے ہوئے کہا تو بازی گر نے شکریہ ادا کیا۔

تم نے تو کمال کر دیا ہے نوجوان۔..........مارتھا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

شرمندہ مت کیجئے آپ سے زیادہ جوان نہیں ہوں مس بازی گر نے شرماتے ہوئے کہا۔

مس نہیں۔ مسز ولسن میرا نام مارتھا ہے..........مارتھا نے ہنستے ہوئے کہا۔

اوہ اچھا۔ آپ ولسن صاحب کی بیگم ہیں کیا صاحب خود نہیں آئے ....بازی گر نے سر ہلاتے ہوئے پوچھا۔

یہ ہیں میجر ولسن۔ میرے شوہر..........مارتھا نے ولسن کی طرف اشارہ کرتے ہوئے تیزی سے کہا تو بازی گر نے ایک مرتبہ پھر میجر ولسن کا ہاتھ پکڑ لیا۔

سر۔ آپ سے مل کر مجھے خوشی ہو رہی ہے میں کتنا خوش قسمت ہوں ....بازی گر نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

تھینک یو مسٹر۔ ہم نے اب تک بے شمار بازی گروں کے کمالات دیکھے ہیں لیکن تم نے جس جان لیوا آرٹ کا مظاہرہ کیا ہے ایسا آرٹ اس سے پہلے ہم نے کہیں نہیں دیکھا..........میجر ولسن نے بازی گر سے مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔

تم نے تو میرے دل کی دھڑکنیں بند کر دی تھیں..........مارتھا

نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اوہ۔ سوری میڈیم۔ مجھے معلوم ہوتا تو میں کسی ڈاکٹر کو بھی ساتھ لے آتا............ بازی گر نے کہا۔

بہت خوب۔ اچھا مذاق کر لیتے ہو۔ بیٹھو کیا نام ہے تمہارا۔ میجر ولسن نے ہنستے ہوئے کہا۔

جوکر بی اے۔ سرکس میں مجھے صرف بازی گر کہا جاتا ہے۔ بازی گر نے ان کے سامنے والی کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

مسٹر جوکر تم نے بی اے کر رکھا ہے............ مارتھا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

رکھا نہیں۔ کیا ہوا ہے جس کا مجھے بے حد افسوس ہے............ جوکر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

اوہ۔ افسوس کیوں یہ تو خوشی کی بات ہے کہ تم نے بی اے کی ڈگری

لے رکھی ہے............ میجر ولسن نے چونکتے ہوئے کہا۔

لیکن پچھلے جنم میں مجھے ایم اے کی ڈگری ملی تھی سر............ جوکر نے تیزی سے کہا تو مارتھا نے حیرت سے ولسن کی طرف دیکھا۔

یہاں کے لوگوں کا عقیدہ ہے کہ مرنے کے بعد انسان دوبارہ جنم لیتا ہے............ ولسن نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اوہ تو کیا تمہیں اپنے پچھلے جنم کی باتیں یاد ہیں............ مارتھا نے حیرت سے آنکھیں پھاڑتے ہوئے پوچھا۔

بالکل مسز ولسن۔ یہ میرا تیسرا جنم ہے پہلے جنم میں میرا باپ اس ملک کا بادشاہ تھا............ جوکر نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

حیرت انگیز۔ میری بیگم تمہارے کمالات سے بے حد متاثر ہوئی ہے رسے پر چلنا اس کا پسندیدہ آئٹم ہے اب تم نے اپنے دوسرے اور تیسرے جنم کا ذکر کر کے ہمیں اور بھی حیران کر دیا ہے............ میجر

www.urdurasala.com

ولسن نے جوکر کی طرف تعریفی نگاہوں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

یہ میری خوش قسمتی ہے جناب کہ آپ جیسے تجربہ کار افسر اور آپ کی خوبصورت اور نوجوان بیگم نے میری محنت کو سراہا اور تعریف کی اب میں اطمینان سے چوتھا جنم لے سکوں گا.......... جوکر نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

اوہ۔ تم چوتھی مرتبہ پیدا ہونا چاہتے ہو.......... میجر ولسن نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

یس سر۔ مجبوری ہے.......... جوکر نے کہا تو اس کی آواز بھرا گئی اور آنکھوں سے آنسوؤں کے قطرے بہنے لگے۔

اوہ تم رونے لگے ہو مسٹر جوکر مجھے بتاؤ کیا مجبوری ہے مارتھا نے کہا ولسن بھی سٹپٹا گیا تھا اور حیرت سے آنکھیں پھاڑے جوکر کو دیکھ رہا تھا۔

میڈیم۔ اپنی مجبوری کا قصہ سنا کر آپ کو پریشان نہیں کرنا چاہتا میں

ابھی باہر نکلتے ہی کسی گارڈ کی رائفل چھین کر اپنی کنپٹی پر فائر کر دوں گا اور مر جاؤں گا.......... جوکر نے کہا۔

ہرگز نہیں۔ ہم تمہیں نہیں مرنے دیں گے تم جیسے فنکار صدیوں میں پیدا ہوتے ہیں کیوں مارتھا.......... میجر ولسن نے تیزی سے کہا۔

بالکل۔ ہم تم جیسے عظیم آرٹسٹ کو خودکشی نہیں کرنے دیں گے .... مارتھا نے بھی میجر ولسن کی تائید کرتے ہوئے کہا۔

لیکن میں مرنے کا فیصلہ کر چکا ہوں.......... جوکر نے دکھ بھری آواز میں کہا۔

میجر۔ اسے گھر لے چلتے ہیں تاکہ یہ اپنے ارادے پر عمل نہ کر سکے .... مارتھا نے کہا۔

تم نے ٹھیک کہا ہے مارتھا ہاں ہم اس کی مجبوری کا قصہ بھی سنیں گے اور اس کے پچھلے جنموں کی داستان بھی اس ملک میں مجھے یہ پہلا آدمی

ملا ہے جو اپنے گزشتہ جنم کی باتیں بتا سکتا ہے میجر ولسن نے کہا۔
نہیں سر۔ آپ کے خلوص کا بے حد شکریہ۔ آپ میرے لئے زحمت نہ اٹھائیں .... جوکر نے غمزدہ لہجے میں کہا۔
اوہ۔ مسٹر جوکر پلیز ہمیں کوئی زحمت نہیں ہوگی ہم تمہارا دکھ شیئر کر کے خوشی محسوس کریں گے .... مارتھا نے کہا۔
اوہ لیکن آپ کے بچے مجھے دیکھ کر ضرور ڈسٹرب ہوں گے .... جوکر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔
اطمینان رکھو۔ ہمارے بچے نہیں ہیں اور میجر صاحب دوسرے آفیسر ان کی طرح زیادہ ملازم رکھنا بھی پسند نہیں کرتے صرف ایک باورچی اور ایک گارڈ ہے تم وہاں بہت سکون محسوس کرو گے مارتھا نے کہا۔
خیر۔ آپ بضد ہیں تو چلیئے اب یہاں مزید ٹھہرنا مناسب نہیں ایسا نہ ہو کہ آپ کی طرح کوئی اور قدردان خاتون مجھے ڈنر کی دعوت دے کر

ساتھ لے جائے دیکھئے کتنی خواتین مجھے پرشوق نگاہوں سے دیکھ رہی ہیں لیکن آپ لوگوں کی وجہ سے میرے قریب آنے سے ہچکچا رہی ہیں .... جوکر نے مارتھا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو مارتھا نے ادھر ادھر دیکھا جوکر کی بات درست تھی کئی نوجوان اور خوبصورت عورتیں ان کی طرف دیکھ رہی تھیں۔
چلیئے میجر صاحب۔ جلدی چلیئے .... مارتھا نے تیزی سے اٹھتے ہوئے میجر ولسن سے کہا تو وہ بھی اٹھ گیا اور جوکر نے بھی کرسی چھوڑ دی اور پھر وہ تینوں سرکس کے گیٹ سے نکل کر پارکنگ کی طرف بڑھنے لگے وہاں پہنچ کر ولسن نے اپنی سرکاری کار کی ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی جب کہ مارتھا نے فرنٹ سیٹ پر بیٹھتے ہوئے جوکر کو پیچھے پیچھے کا اشارہ کیا اور وہ عقبی نشست پر بیٹھ گیا میجر ولسن نے انجن سٹارٹ کیا اور کار پارکنگ سے نکال کر ایک طرف دوڑانے لگا چند منٹ بعد اس

نے ڈیفنس کی ایک سٹریٹ پر واقع اپنے شاندار بنگلے کے گیٹ پر کار روکی ہی تھی کہ وہاں کھڑے مسلح گارڈ نے تیزی سے گیٹ کھول دیا اور میجر ولسن نے اندر آ کر برآمدے کے سامنے کار روک دی چند لمحوں کے بعد وہ تینوں شاندار انداز میں سجے ہوئے ڈرائینگ روم میں موجود تھے اور مارتھا انٹرکام پر باورچی کو کھانا لگانے کی ہدایت کر رہی تھی وہ فارغ ہو کر جوکر کی طرف متوجہ ہوئی جو سامنے والے صوفے پر ان دونوں کے سامنے بیٹھا تھا۔

مسٹر جوکر۔اب بتاؤ تم چوتھے جنم کے لئے کیوں مرنا چاہتے ہو ....میجر ولسن نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

جب میں آپ کو اپنی داستان غم سناؤں گا تو آپ خود ہی جان لیں گے سر............جوکر نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

تو شروع ہو جاؤ..............مارتھا نے بے تابی سے کہا۔

نہیں پہلے آپ کھانا کھا لیں کھانے سے پہلے اگر میں نے اپنی داستان غم سنا دی تو پریشانی سے آپ کی بھوک اڑ جائے گی جوکر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

او کے۔پھر میں صبح ہی سنوں گا کیونکہ مجھے صبح آٹھ بجے ڈیوٹی پر جانا ہے..........میجر ولسن نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر چند لمحوں بعد ان تینوں نے کھانا کھایا اور کھانے کے بعد میجر ولسن معذرت کر کے سونے کے لئے اپنے بیڈروم میں چلا گیا اب ڈرائینگ روم میں صرف مارتھا اور جوکر تھے مارتھا نوجوان اور خوبصورت تھی اور وہ مخمور نگاہوں سے اسے دیکھ رہی تھی جیسے اس سے کچھ کہنا چاہ رہی ہو جب کہ جوکر سر جھکائے بیٹھا تھا چند لمحوں بعد وہ اٹھی اور جوکر کے ساتھ صوفے پر آ بیٹھی تب جوکر نے مسکراتے ہوئے اس کی طرف دیکھا اور جیب سے پرفیوم کی شیشی نکال لی۔

بیگم صاحبہ۔ یہ پرفیوم میں نے پچھلے جنم میں خریدا تھا اور مرنے سے پہلے ایک درخت کے تنے میں چھپا دیا تھا آج صبح صبح مجھے یاد آیا تو میں نے اسے وہاں سے نکال لیا دیکھئے سو سال پہلے کس قدر پیاری خوشبو ہوا کرتی تھی.............جوکر نے پرفیوم کی شیشی مارتھا کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

مجھے تمہاری خوشبو زیادہ پسند ہے ڈیئر.............مارتھا نے پرفیوم لیتے ہوئے جوکر کی طرف مخمور نگاہوں سے دیکھتے ہوئے کہا اور اپنے ہاتھ کی پشت پر پرفیوم کی پھوار ڈال کر سونگھنا ہی چاہتی تھی کہ جوکر نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔

ٹھہریئے۔ اس طرح پتہ نہیں چلے گا لائیے میں خود چیک کراتا ہوں صبح میجر صاحب آپ کے ساتھ ناشتہ کرتے ہیں یا آپ دیر سے کرتی ہیں.............جوکر نے مارتھا کے ہاتھ سے پرفیوم کی شیشی لیتے

ہوئے کہا۔

نہیں۔ میں دس بجے اٹھتی ہوں وہ صبح آٹھ بجے آفس چلے جاتے ہیں.............مارتھا نے جواب دیا تو جوکر نے اثبات میں سر ہلایا اور پرفیوم کی شیشی اس کے نتھنوں کی طرف کر کے سپرے کر دی اور پھر شیشی جیب میں رکھ لی۔

اوہ۔ یہ تو بہت تیز پرفیوم ہے.............مارتھا نے تیزی سے کہا۔

جی ہاں زمانے کی رفتار کے ساتھ ساتھ اس کی رفتار بھی تیز ہو گئی ہے میں ذرا واش روم تک جاؤں گا.............جوکر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اوہ جلدی آنا تمہاری شخصیت نے تو مجھ پر نشہ سا طاری کر دیا ہے ڈیئر۔.............مارتھا نے مخمور لہجے میں کہا تو جوکر واش روم کی طرف بڑھ گیا اسی لمحے مارتھا کی آنکھیں بند ہونے لگیں اور چند لمحوں بعد وہ لڑ

کھڑائی اور صوفے سے نیچے قالین پر گری چلی گئی۔

ہیڈ کوارٹر میں داخل ہو کر میجر ولسن نے پارکنگ میں کار روکی اور نیچے اتر کر اپنے آفس کی طرف بڑھ گیا چند لمحوں بعد وہ ریکارڈ روم میں داخل ہوا تو اندر بیٹھے اس کے اسسٹنٹ مکیش نے کرسی سے اٹھ کر اسے سلام کیا تو میجر ولسن سر کے اشارے سے جواب دیتا ہوا آگے بڑھا اور اپنی میز کے پیچھے ریوالونگ چیئر پر بیٹھ گیا مکیش کی میز دروازے کے قریب تھی وہ ایک رجسٹر اٹھا کر ولسن کی طرف بڑھا ہی تھا

کہ اس کی میز پر رکھے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو مکیش نے پلٹ کر میز کے قریب آ کر رسیور اٹھا لیا۔

ہیلو۔ مکیش بول رہا ہوں......... مکیش نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

کیا میجر ولسن موجود ہے............ دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

یس سر۔ ابھی ابھی آئے ہیں۔.......... مکیش نے ڈائریکٹر جنرل کی آواز پہچان کر مودبانہ لہجے میں کہا۔

انہیں میرے پاس بھیج دو........... ڈائریکٹر جنرل نے تحکمانہ لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو مکیش نے بھی رسیور رکھ دیا۔

کون تھا.......... میجر ولسن نے مکیش کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

ڈائریکٹر جنرل صاحب تھے۔ وہ پانچ منٹ پہلے بھی آپ کا پوچھ چکے ہیں............ مکیش نے جواب دیا۔

www.urdurasala.com

کیا کوئی خاص کام ہے.......... میجر ولسن نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

یہ تو ڈائریکٹر جنرل صاحب نے نہیں بتایا ہو سکتا ہے میٹنگ کے بارے میں بات کرنا چاہتے ہوں جو آج شام کو ہونی ہے مکیش نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

او وہ مجھے تو ابھی ڈیفنس سیکرٹری کے پاس جانا ہے ایک اہم فائل پہنچانے کے لئے وہاں دس بجے میٹنگ ہو رہی ہے اس میٹنگ میں پرائم منسٹر صاحب کو بریفنگ دی جائے گی.......... میجر ولسن نے تیزی سے کہا۔

سر۔ ہو سکتا ہے ڈائریکٹر جنرل صاحب نے اسی سلسلے میں آپ کو طلب کیا ہو.......... مکیش نے امکان ظاہر کرتے ہوئے کہا۔

خیر۔ تم ٹرپل ون فائل کی کوڈ بک نکال کر رکھو جو گزشتہ دنوں ڈیفنس

سیکرٹری صاحب کی طرف سے ہمارے پاس بھجوائی گئی تھی۔ میجر ولسن نے گہرا سانس لیتے ہوئے کہا۔

او وہ ٹرپل ون۔ اس کی ڈسک تو ڈیفنس منسٹری کے ریکارڈ روم سے چوری ہو چکی ہے.......... مکیش نے چونکتے ہوئے کہا۔

ہاں لیکن کوڈ بک کے بغیر وہ ڈسک مجرموں کے لئے بے کار ہے اور مجرم کوڈ بک حاصل کرنے کی کوششوں میں مصروف ہیں ڈیفنس منسٹر کو اندیشہ ہے کہ مجرم ہمارے آفس پر حملہ کر کے کوڈ بک لے جائیں گے اس لئے وہ کوڈ بک اب پرائم منسٹر سیکرٹریٹ میں محفوظ کی جائے گی میں ڈائریکٹر جنرل صاحب کی بات سننے کے بعد وہ کوڈ بک اب پرائم منسٹر سیکرٹریٹ میں محفوظ کی جائے گی میں ڈائریکٹر جنرل صاحب کی بات سننے کے بعد وہ کوڈ بیک پہنچانے جاؤں گا.......... میجر ولسن نے جواب دیا اور اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھ گیا لیکن پھر پلٹ کر

کمرے کے ایک کونے میں واقع واش روم کی طرف بڑھ گیا۔

ملکیش نے کمپیوٹر پر مطلوبہ کوڈ بک فائل کا سیریل نمبر معلوم کیا اور کمپیوٹر پر ہی اس کے حصول کا اندراج کرنے لگا اتنے میں میجر ولسن واش روم سے نکل کر واپس آیا اور کمرے سے نکل کر راہداری کے آخری حصے کی طرف بڑھنے لگا جہاں ایک دروازے کے باہر مسلح گارڈ کھڑا تھا میجر ولسن اس کے قریب پہنچا تو گارڈ نے ہاتھ اٹھا کر میجر ولسن کمرے میں داخل ہوا تو کمرے میں ادھیڑ عمر ڈائریکٹر جنرل آفس ٹیبل کے پیچھے ریوالونگ چیئر پر بیٹھا اس کی طرف دیکھا رہا تھا میجر ولسن نے اسے سلام کیا۔

بیٹھو میجر ولسن.............ڈائریکٹر جنرل نے سلام کا جواب دے کر کرسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

لیس سر۔آپ نے مجھے یاد فرمایا تھا.............میجر ولسن نے کرسی پر

بیٹھتے ہوئے مودبانہ لہجے میں کہا۔

سنا ہے کہ تم گزشتہ رات آفیسرز کلب میں سرکس شو دیکھنے گئے تھے ....ڈائریکٹر جنرل نے سرسری انداز میں کہا۔

لیس سر۔میری بیگم کی خواہش تھی ورنہ مجھے اتنا شوق نہیں تھا..........میجر ولسن نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

سرکس سے واپسی پر آپ کے ساتھ کون تھا...........ڈائریکٹر جنرل نے پوچھا تو میجر ولسن بے اختیار چونک پڑا۔

وہ جوکر تھا سرکس کا باکمال بازی گر۔اس نے ایسے خوفناک اور سنسنی خیز کرتب دکھائے جو میں نے آج تک کہیں نہیں دیکھے میری بیگم اس بازی گر سے اتنی متاثر ہوئی کہ اسے ڈنر کی دعوت دے بیٹھی بازی گر نے بہت انکار کیا لیکن میری بیگم کی ضد پر میں نے بازی گر کو کسی نہ کسی طرح آمادہ کر لیا..............میجر ولسن نے جواب دیتے ہوئے

www.urdurasala.com

کہا۔

اوہ۔ گویا آپ نے خود اسے گھر پر مدعو کیا تھا............ ڈائریکٹر جنرل نے چونکتے ہوئے کہا۔

یس سر۔ دراصل ہم جب سے یہاں آئے ہیں آپ کے ایک مذہبی عقیدے کے بارے میں سن رہے ہیں کہ مرنے کے بعد انسان دوسرا جنم لیتا ہے بازی گرنے اپنا نام جوکر بتایا اور کہا کہ پچھلے جنم میں وہ پرنس تھا اور اس کا باپ کافرستان کا بادشاہ تھا جوکر کے بیان کے مطابق یہ اسکا تیسرا جنم ہے یہ سن کر ہمیں اس سے دلچسپی ہوگئی کہ اسے اپنے پچھلے جنموں کے حالات یاد ہیں یہی کچھ سننے کے لئے ہم اسے اپنے گھر لے گئے تھے لیکن رات زیادہ ہوچکی تھی اس لئے طے پایا کہ اس کی گزشتہ زندگی کی داستان صبح سنیں گے چنانچہ ہم سو گئے لیکن صبح دیر سے آنکھ کھلی مجھے آفس آنے کی جلدی تھی اس لئے میں نے اپنی

بیگم کو ہدایت کی کہ وہ جوکر کے پچھلے جنموں کی باتیں سن لے اور ریکارڈ کر لے میں رات کو سن لوں گا یقیناً اس وقت مار تھا اس کی داستان سن رہی ہوگی............ میجر ولسن نے مسلسل بات کرتے ہوئے کہا تو ڈائریکٹر جنرل کے چہرے پر حیرت کے تاثرات نمودار ہوگئے۔

سر۔ کیا آپ کا یہ پہلا جنم ہے یا دوسرا............ میجر ولسن نے پوچھا۔

معلوم نہیں۔ میں نے آپ کو اس لئے بلایا ہے کہ کافرستانی سیکرٹ سروس گمشدہ کمپیوٹر ڈسک کی بازیابی کے لئے کوشش کر رہی ہے اور وہ ڈسک چونکہ کوڈ ورڈز میں ہے جسے کوڈ بک کے بغیر سمجھا نہیں جا سکتا اس لئے مجرم یقیناً کوڈ بک حاصل کرنا چاہتے ہیں اور انہوں نے کافرستانی سیکرٹ سروس کے پانچ ارکان کو بھی ہلاک کر دیا ہے اس سلسلے میں کافرستانی سیکرٹ سروس ہمارے آفس اور ڈیفنس منسٹری

www.urdurasala.com

کے ہیڈ کوارٹر کی نگرانی کر رہی ہے اور اہم افسران پر نگاہ رکھے ہوئے ہے...............ڈائریکٹر جنرل نے سخت لہجے میں کہا۔

اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ میری بھی نگرانی کی جا رہی ہے سر ....میجر ولسن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

ہاں مسٹر ولسن۔ گزشتہ رات کلب سے واپسی پر کافرستانی سیکرٹ سروس نے اس بازی گر کو آپ کی گاڑی میں آپ کے ساتھ جاتے دیکھا تھا تھوڑی دیر پہلے کافرستانی سیکرٹ سروس کے چیف کرنل دیو آنند نے فون کر کے یہ بات بتائی اور اس نے مجھ سے وضاحت طلب کی اگرچہ آپ ہمارے دوست ملک کے معزز شہری ہیں اور آپ کی حریت پسندوں کے خلاف مہم میں شاندار کارکردگی پر ہماری حکومت نے آپ کو کافرستان کی شہریت اور بہادری کے میڈل سے نوازنے کے علاوہ سرکاری سروس بھی دی ہے لیکن موجودہ خطرناک

حالات میں آپ جیسے اہم آفیسر کا ایک اجنبی شخص کو اپنے گھر لے جانا آپ کی زندگی کے لئے خطرناک بھی ہو سکتا ہے کیا آپ نے اس بازی گر سے اس کے بارے میں تمام کوائف معلوم کیے ہیں ....ڈائریکٹر جنرل نے پوچھا۔

اتنا وقت نہیں ملا سر۔ اب گھر جاؤں گا تو معلوم کروں گا میجر ولسن نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

نہیں۔ ضرورت محسوس ہوئی تو کافرستانی سیکرٹ سروس یہ کام خود کر لے گی البتہ آپ فون کر کے اپنی بیگم کو ہدایت کر دیں کہ وہ اس بازی گر کو گھر سے رخصت کر دے بے شک آپ کی وفاداری اور خدمات کا ہمیں اعتراف ہے لیکن ہم نہیں چاہتے کہ آپ کی وجہ سے کوئی مجرم فائدہ اٹھائے اور آپ کو پریشانی کا سامنا کرنا پڑے.........
ڈائریکٹر جنرل نے سخت لہجے میں کہا۔

بہتر جناب۔ میں ابھی فون کرتا ہوں.......... میجر ولسن نے اٹھتے ہوئے کہا اور سلام کر کے کمرے سے باہر نکل آیا باہر آ کر وہ اپنے آفس کی طرف بڑھنے لگا اپنے کمرے میں پہنچ کر اس نے اپنے اسسٹنٹ مکیش کی طرف دیکھا۔

کیا ہوا سر.......... مکیش نے احتراماً اٹھتے ہوئے پوچھا۔

ڈائریکٹر جنرل صاحب نے شام کی میٹنگ کے بارے میں ہدایات دی ہیں اور حکم دیا ہے کہ میں سیکرٹری ڈیفنس کو کوڈ بک پہنچا کر ان کے سائن ضرور لوں کہاں ہے وہ کوڈ بک.......... میجر ولسن نے مسکراتے ہوئے کہا اور اپنی میز کی طرف بڑھ گیا تو مکیش نے دراز سے ایک پلاسٹک بیگ نکالا جس میں کوڈ بک ڈسک تھی اس نے کوڈ بک میجر ولسن کے پاس آ کر اس کے سامنے رکھ دی۔

سر۔ میں نے ریکارڈ میں اسے ڈیفنس سیکرٹری کے نام جاری کیا ہے

.... مکیش نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

گڈ۔ یہ تم نے اچھا کیا.......... میجر ولسن نے کوڈ بک کے کور پر لکھا فائل نمبر پڑھتے ہوئے کہا اور کوڈ بک کو اٹھا کر کوٹ کی جیب میں رکھا اور پھر وہ اٹھ کر کمرے سے باہر نکل گیا۔

راجیش اس وقت میجر ولسن کے ڈرائینگ روم میں بیٹھا فون کا رسیور اٹھائے نمبر پریس کر رہا تھا دوسرے صوفے کے قریب قالین پر میجر

وِلسن کی بیگم مارتھا بے ہوش پڑی تھی بائیں جانب میجر ولسن کا ملازم کھڑا تھا اس کا چہرہ خوف سے زرد ہو رہا تھا۔

ہیلو۔ کرنل دیو بول رہا ہوں.......... چند لمحوں بعد دوسری طرف سے اس کے چیف کی آواز سنائی دی۔

راجیش بول رہا ہوں چیف۔ کیا آپ نے فارن منسٹری کے ڈائریکٹر جنرل سے بات کی تھی.......... راجیش نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

ہاں۔ اس نے میجر ولسن کو طلب کر کے پوچھ گچھ کی ہے اور ابھی ابھی مجھے فون پر بتایا ہے کہ گزشتہ رات وہ سرکس کے بازی گر کے فن سے متاثر ہو کر اسے ڈنر پر اپنے گھر لے گیا تھا اور بازی گر ابھی تک اس کے گھر میں ہی ہے.......... کرنل دیو نے کہا۔

آپ کا مطلب ہے کہ میجر ولسن اس وقت اپنے آفس میں ہے .... راجیش نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

ہاں مگر اس میں حیرت کی کیا بات ہے کیا میں نے غلط کہا ہے .... کرنل دیو نے ناگوار لہجے میں کہا۔

نو سر۔ آپ نے نہیں ڈائریکٹر جنرل صاحب نے آپ سے غلط بیانی کی ہے.......... راجیش نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

کیا مطلب۔ کیسی غلط بیانی.......... کرنل دیو نے تیزی سے پوچھا۔

چیف۔ میں اس وقت میجر ولسن کے ڈرائینگ روم میں ہوں اور فرش پر اس کی بیوی مارتھا بے ہوش پڑی ہے جب کہ میجر ولسن اپنے بیڈ روم میں بے ہوش پڑا ہے اور بازی گر غائب ہے.......... راجیش نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

اوہ۔ لیکن میجر ولسن آفس میں کیسے پہنچ گیا جلدی سے تفصیل بتاؤ.......... دوسری طرف سے کرنل دیو نے چیختے ہوئے کہا۔

یہ تو میں اب وہاں جا کر خود چیک کروں گا سر.......... راجیش نے

خاص انداز میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

ٹھیک ہے فوراً جا کر اس ولسن کو قابو کرو میں ڈائریکٹر جنرل کو فون کرتا ہوں............کرنل دیو نے غضبناک لہجے میں کہا۔

نہیں سر۔ گڑ بڑ ہو جائے گی میں خود ڈائریکٹر جنرل صاحب سے بات کراؤں گا آپ کے بات کرنے پر ہو سکتا ہے وہ جعلی ولسن ڈائریکٹر جنرل صاحب کو فریب دے کر نکل جائے آپ یہ مجھ پر چھوڑ دیں اسے قابو کرنے کے بعد ہی میں ان میاں بیوی سے آ کر پوچھوں گا فی الحال میں یہاں پورن لال کو چھوڑے جا رہا ہوں............راجیش نے جلدی سے کہا۔

او کے۔ وہاں سے مجھے فوراً رپورٹ کرنا............کرنل دیو کی مضطربانہ آواز سنائی دی تو راجیش نے رسیور رکھ دیا اسی لمحے اس کا ماتحت کمرے میں داخل ہوا راجیش صوفے سے اٹھا اور میز سے اپنا

موبائل فون اٹھا کر جیب میں رکھ لیا۔

مسئلہ حل ہو گیا ہے پورن لال۔ میں میجر ولسن کے آفس جا رہا ہوں میرے آنے تک تم میجر ولسن اور مارتھا کو ہوش میں لا کر ان کی بے ہوشی کا سبب معلوم کرو باقی پوچھ گچھ میں خود آ کر کروں گا باورچی تمہاری حراست میں رہے گا ویسے یہ بے گناہ معلوم ہوتا ہے............راجیش نے تیزی سے پورن لال کو ہدایات دیتے ہوئے کہا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا چند لمحوں بعد اس کی کار فل رفتار سے وزارت خارجہ کے ہیڈ کوارٹر کی طرف دوڑ رہی تھی اور وہ موبائل فون پر کسی کو کال کر رہا تھا۔

ہیلو۔ راہول سپیکنگ............رابطہ قائم ہونے پر آواز سنائی دی

راجیش بول رہا ہوں راہول............راجیش نے سخت لہجے میں کہا۔

یس باس حکم فرمایئے..........دوسری طرف سے راہول نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

فوراً یہودی میجر ولسن کے بنگلے پر پہنچو اور وہاں پورن لال کی مدد کرو...........راجیش نے کہا اور چند ہدایات دے کر فون آف کر دیا

پانچ منٹ بعد وہ وزارت خارجہ کے ہیڈ کوارٹر میں ڈائریکٹر جنرل کے کمرے میں داخل ہو رہا تھا کمرے میں داخل ہو کر اس نے مودبانہ انداز میں سلام کیا۔

آؤ میجر راجیش ۔بیٹھو..............ڈائریکٹر جنرل نے سر کے اشارے سے سلام کا جواب دیتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

تھینک یو سر۔آپ نے میجر ولسن کو دیکھا ہے...........راجیش نے ان کے سامنے کرسی پر بیٹھتے ہوئے مودبانہ لہجے میں کہا۔

ہاں اور میں نے تمہارے چیف کو فون پر بتا دیا ہے کہ میجر ولسن سرکس

کے بازی گر کوڈنر پر گھر لے گیا تھا................ڈی جی نے کہا۔

اور میں اس وقت ان کے گھر سے سیدھا یہاں آ رہا ہوں سر وہاں میجر ولسن اور اس کی بیوی مارتھا دونوں بے ہوش پڑے ہیں ....راجیش نے تیزی سے کہا تو ڈی جی صاحب بے اختیار اچھل پڑے۔

اوہ لیکن چند منٹ پہلے تو وہ یہاں تھا...............ڈی جی نے حیرت سے منہ پھاڑتے ہوئے کہا۔

اسے بلوا لیجیے لیکن اسے کوئی شبہ نہ ہو.............راجیش نے کہا تو ڈی جی صاحب نے فون کا رسیور اٹھایا اور چند نمبر پریس کر دیئے۔

ہیلو۔ مکیش بول رہا ہوں...............رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

مکیش۔میجر ولسن کو میرے پاس بھیج دو...........ڈی جی صاحب

نے اپنے اضطراب پر قابو پاتے ہوئے کہا تا کہ مکیش محسوس نہ کر سکے

سر وہ تو آپ کے پاس سے واپس آتے ہی چلے گئے تھے

.........دوسری طرف سے مکیش نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

کیا کہاں گئے ہیں وہ.........ڈی جی صاحب نے حیرت سے اچھلتے ہوئے کہا تو راجیش بے ساختہ چونک پڑا۔

ڈیفنس سیکرٹری صاحب کے آفس.........مکیش نے کہا۔

اوہ۔ ڈیفنس سیکرٹری کے پاس کس لئے.........ڈی جی صاحب نے انتہائی بے چین لہجے میں پوچھا۔

جی وہ آپ کے ہی حکم پر گئے ہیں سر.........مکیش کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

اوہ تمہیں کیا کہہ کر گیا ہے وہ.........ڈی جی نے حیرت سے آنکھیں پھاڑتے ہوئے پوچھا۔

سر۔ مجھ سے انہوں نے صرف اتنا کہا تھا کہ وہ فائل نمبر ٹرپل ون کی کوڈ بک ڈیفنس سیکرٹری صاحب کو پہنچانے جا رہے ہیں کیونکہ ڈیفنس سیکرٹری صاحب نے ان سے کہا تھا کہ یہاں کوڈ بک چوری ہونے کا اندیشہ ہے.........دوسری طرف سے مکیش نے جواب دیا تو ڈی جی صاحب یک دم اچھل پڑے۔

اوہ بلڈی فول۔ وہ میجر ولسن نہیں تھا کیا تم نے اس سے سائن لئے تھے ....ڈی جی صاحب نے غراہٹ آمیز لہجے میں پوچھا۔

نن۔ نہیں سر۔ انہوں نے کوڈ بک ڈیفنس سیکرٹری صاحب کے نام ایشو کرائی تھی اور کہا تھا کہ وہ سیکرٹری صاحب سے سائن کرا لیں گے ....مکیش کی بوکھلاہٹ آمیز آواز سنائی دی تو ڈی جی صاحب نے دانت پیستے ہوئے رسیور کریڈل پر پٹخ دیا۔

وہ نکل گیا ہے راجیش۔ فائل نمبر ٹرپل ون کی کوڈ بک بھی لے گیا ہے

.........ڈی جی صاحب نے راجیش کی طرف دیکھ کر غصے سے کانپتے ہوئے کہا تو کوڈ بک کا سن کر راجیش اچھل کر کھڑا ہو گیا اور بجلی کی سی تیزی سے دروازے کی طرف لپکا۔

ڈی جی صاحب کے کمرے سے نکل کر وہ باہر کی جانب دوڑا تو وہاں کھڑا مسلح گارڈ بھی بوکھلا کر اس کے پیچھے دوڑ پڑا لیکن راجیش نے اس پر توجہ نہ دی اس کے دماغ میں آندھیاں سی چل رہی تھیں وہ ساری سچوئیشن سمجھ چکا تھا سرکس کا بازی گر یقیناً کمپیوٹر ڈسک چوری کرنے والے گروپ کا آدمی تھا جس نے میجر ولسن اور اس کی بیوی مارتھا کو بے ہوش کیا اور پھر میجر ولسن کے میک اپ میں اس کے آفس آ کر اس ڈسک کی کوڈ بک حاصل کرنے کے بعد وہ فوراً وہاں سے فرار ہو گیا تھا۔

میجر ولسن باہر تو نہیں گیا..........راجیش نے بیرونی گیٹ پر پہنچ کر

وہاں کھڑے گارڈز سے پوچھا جو اسی کی طرف حیرت سے دیکھ رہے تھے۔

لیس سر..........ایک گارڈ نے چونکتے ہوئے کہا۔

کتنی دیر ہوئی ہے اسے باہر گئے...............راجیش نے غضبناک لہجے میں پوچھا۔

چھ سات منٹ جناب........گارڈ نے راجیش کو غصے میں دیکھ کر بوکھلاہٹ آمیز لہجے میں کہا۔

اوہ۔ اس کی شناخت کی گئی تھی...............راجیش نے غراتے ہوئے کہا۔

لیس۔ لیس سر.........گارڈ نے خوفزدہ ہو کر کہا تو راجیش اور بھی غضبناک ہو گیا۔

شٹ اپ۔ وہ میجر ولسن نہیں بلکہ اس کے میک اپ میں کوئی غیر ملکی

www.urdurasala.com

ایجنٹ تھا.........راجیش نے چیختے ہوئے کہا تو گارڈ خوف سے لرزنے لگا راجیش نے فوراً ہی جیب سے موبائل فون نکالا اور نمبر پریس کرنے لگا۔

ہیلو۔ کرنل دیو بول رہا ہوں.........رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

راجیش بول رہا ہوں چیف.........راجیش نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

کیا ہوا راجیش کیا نقلی میجر ولسن کو پکڑ لیا ہے تم نے.....دوسری طرف سے کرنل دیوتے بے چین لہجے میں پوچھا۔

نو سر۔ وہ میرے یہاں پہنچنے سے چند منٹ پہلے فرار ہو گیا اور کوڈ بک بھی لے گیا ہے ریکارڈ روم سے.........راجیش نے تیزی سے کہا۔

کیا۔ کیا کہہ رہے ہو کیا اسے وہاں روکا نہیں کسی نے......کرنل دیو نے چیختے ہوئے لہجے میں کہا۔

نہیں چیف۔ گیٹ پر اس نے اپنی شناخت کرائی تھی اس لئے کسی کو اس پر شبہ نہیں ہوا.........راجیش نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

اوہ یہ بہت برا ہوا راجیش کیا وہ اپنی گاڑی میں گیا ہے وہاں سے.........کرنل دیو نے بے چین ہو کر پوچھا۔

یس چیف۔ آپ اس کی گاڑی کو ٹریس کرائیں میں یہاں سے روانہ ہو رہا ہوں.........راجیش نے سامنے کھڑے گارڈ کو گھورتے ہوئے کہا تو دوسری طرف سے رابطہ منقطع ہو گیا تو راجیش نے بھی موبائل فون آف کیا اور گیٹ سے نکل کر تیزی سے اپنی کار کی طرف بڑھنے لگا۔

میجر ولسن کی کار تیزی سے سڑک پر دوڑتی ہوئی مین چوک پر پہنچی تو میجر

ولسن نے کار بائیں ہاتھ جانے والی سڑک پر موڑ دی اور اسی ہاتھ کی پہلی گلی سے چند قدم پیچھے فٹ پاتھ کے ساتھ کار روک کر اس نے انجن بند کیا اور پھر وہ کار سے نیچے اترا اور گلی کی طرف بڑھ گیا گلی میں داخل ہو کر وہ تیزی سے آگے بڑھنے لگا۔

گلی میں عام رہائشی مکانات تھے گلی کراس کر کے وہ ایک سڑک پر پہنچا تو سڑک کی دوسری طرف ایک ٹیکسی کو دیکھ کر اس نے سڑک کراس کی اور ٹیکسی کے قریب پہنچ گیا ٹیکسی خالی تھی اس نے ٹیکسی کا پچھلا دروازہ کھولا اور عقبی نشست پر بیٹھ کر ڈرائیور کو چلنے کا اشارہ کیا جو آئینے میں اسے دیکھ رہا تھا۔

کہاں چلنا ہے صاحب............ ٹیکسی ڈرائیور نے انجن سٹارٹ کر کے ٹیکسی آگے بڑھاتے ہوئے پوچھا۔

گندنا سٹریٹ.......... میجر ولسن نے جواب دیا اور پھر تقریباً پانچ

منٹ بعد ٹیکسی گندنا سٹریٹ کے قریب پہنچ گئی میجر ولسن نے بس شاپ کے پاس ٹیکسی رکوائی اور کرایہ ادا کر کے ٹیکسی سے نیچے اتر آیا اور ٹیکسی آگے بڑھ گئی میجر ولسن نے سڑک عبور کی اور دوسری جانب واقع گلی میں داخل ہو گیا اس گلی کا اختتام ایک کشادہ سڑک پر ہوا میجر ولسن نے سڑک پر رک کر ادھر اُدھر دیکھا اور دائیں جانب سے آتی ٹیکسی کو رکنے کا اشارہ کر دیا ٹیکسی قریب آ کر رک گئی۔

میجر ولسن نے عقبی نشست پر بیٹھتے ہوئے ڈرائیور کو کینٹ چلنے کی ہدایت کی تو ڈرائیور نے ٹیکسی آگے بڑھائی اور رفتار میں اضافہ کرتا چلا گیا تین چار منٹ کے بعد ٹیکسی کینٹ پہنچ گئی یہ ایک پر ہجوم سڑک تھی

میجر ولسن کی ہدایات پر ڈرائیور نے ایک جگہ ٹیکسی روکی تو میجر ولسن نے میٹر دیکھ کر کرایہ ادا کیا اور ٹیکسی سے اتر کر فٹ پاتھ پر چلنے لگا اس سڑک پر دونوں اطراف بڑی بڑی مارکیٹیں اور شاپنگ پلازہ تھے۔

میجر ولسن ایک کلاتھ مارکیٹ مارکیٹ میں داخل ہوا اور دکانوں کے شوکیس دیکھتا ہوا مارکیٹ کے دوسرے گیٹ سے باہر نکل گیا اس جانب بھی سڑک تھی وہ فٹ پاتھ پر ایک جانب چلنے لگا چند قدم چلنے کے بعد وہ ایک عمارت میں داخل ہوا جس کے باہر ایک بین الاقوامی ائیر کارگو کمپنی کا بورڈ آویزاں تھا۔ آفس نما عمارت کے برآمدے میں واقع ایک کاؤنٹر سے اس نے ایک لفافہ خریدا اور پھر برآمدے میں آخری سرے پر واقع پبلک واش روم کی طرف بڑھ گیا۔

ایک واش روم میں داخل ہو کر اس نے دروازہ اندر سے بند کیا اور پھر تقریباً تین منٹ بعد وہ واش روم سے نکلا تو لفافے پر ایڈریس لکھا ہوا تھا اور کوڈ بک ڈسک لفافے میں پیک ہو چکی تھی وہ بکنگ کاؤنٹر کی طرف بڑھ گیا وہاں اس وقت صرف ایک ہی کسٹمر کھڑا تھا اس کے فارغ ہونے کے بعد میجر ولسن نے کوٹ کی جیب سے لفافہ نکال کر

کلرک کے آگے رکھ دیا کلرک نے لفافہ دیکھا جس پر ایڈریس لکھا تھا کلرک نے رسید بنا کر میجر ولسن کو دی اور لفافے پر رسید نمبر درج کر کے اور کمپیوٹر اسٹیکر لگا کر لفافہ کاؤنٹر کے نیچے رکھی باسکٹ میں ڈال دیا میجر ولسن نے پیمنٹ کی اور رسید پرس میں رکھ کر کارگو آفس سے باہر نکل آیا۔

اسی سڑک پر ایک ریسٹورنٹ دیکھ کر وہ اس ریسٹورنٹ میں داخل ہوا اور ہال میں رکے بغیر چلتا ہوا ہال کے عقب میں بنے ہوئے ایک واش روم میں داخل ہو گیا اس نے دروازہ اندر سے بند کر کے پانی کا نل کھولا اور پھر اپنی ریسٹ واچ کا ونڈ بٹن باہر کھینچا اور کلائی منہ کے قریب کر کے بولنے لگا۔

ہیلو چاولہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ عمران کالنگ۔ اوور۔۔۔۔۔۔۔۔۔ میجر ولسن نے کہا جو دراصل عمران ہی تھا اور بازی گر کے روپ میں میجر ولسن کے بنگلے

پر پہنچا تھا اور پھر مارتھا کو بے ہوش کرنے کے بعد اس نے میجر لسن کا میک اپ کیا اور صبح اسی کی کار میں آفس گیا تھا۔

لیس عمران صاحب چاولہ اٹنڈنگ یو۔ اوور............چند لمحوں بعد چاولہ کی آواز سنائی دی۔

دس منٹ کے اندر اندر کستوری ریسٹورنٹ پہنچو جو کینٹ بازار کی عقبی سڑک پر ہے اوور............عمران نے کہا۔

رائٹ سر۔ اور کوئی حکم اوور............چاولہ نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

نہیں تم ریسٹورنٹ کے ہال میں دیکھو گے تو میں تمہیں دیکھ کر باہر آ جاؤں گا اوور اینڈ آل............عمران نے کہا اور واچ ٹرانس میٹر آف کر دیا اور واش روم کے آئینے میں دیکھتے ہوئے اس نے میجر ولسن کا میک اپ صاف کیا تو دوبارہ اسی شکل میں دکھائی دینے لگا جس میک اپ میں وہ کافرستان پہنچا تھا اس کام سے فارغ ہو کر وہ ہال

میں آ کر ایک کرسی پر بیٹھا ہی تھا کہ ویٹر اس کے قریب آ گیا عمران اسے چائے کا آرڈر دینے کے بعد ہال کا جائزہ لینے لگا ایک منٹ بعد ہی چائے آ گئی اور وہ چائے پینے لگا لیکن اس کی نگاہیں دروازے پر ہی مرکوز تھیں پھر اس نے چائے کا آخری گھونٹ لیا ہی تھا کہ ریسٹورنٹ کے دروازے سے ایک شخص آتا ہوا دکھائی دیا وہ ایک دراز قامت اور اسمارٹ آدمی تھا جس نے آسمانی رنگ کا سوٹ پہنا ہوا تھا اس نے دروازے کے پاس رک کر ہال کا متلاشی نگاہوں سے جائزہ لیا اور پلٹ کر باہر نکل گیا وہ شخص چاولہ ہی تھا عمران اٹھا اور کاؤنٹر پر بل ادا کر کے ریسٹورنٹ سے باہر آیا تو چاولہ چند قدم آگے ایک کار کے پاس کھڑا ریسٹورنٹ کی طرف دیکھ رہا تھا عمران تیزی سے چلتا ہوا اس کے قریب پہنچ گیا۔

ہیلو چاولہ............عمران نے چاولہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا تو

اس نے عمران کی آواز پہچان لی اور اس نے مسکراتے ہوئے عمران سے مصافحہ کیا اور آگے بڑھ کر قریب کھڑی کار کا دروازہ کھول دیا عمران کے عقبی سیٹ پر بیٹھتے ہی چاولہ نے ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی اور انجن سٹارٹ کر کے کار آگے بڑھا دی۔

کہاں چلیں سر.......... چاولہ نے سامنے نظر آنے والے چوراہے پر سگنل بند دیکھتے ہوئے مودبانہ لہجے میں پوچھا۔

ڈیفنس ایریا کی طرف چلو لیکن کوشش کرنا کہ راستے میں کوئی چوراہا نہ آئے........... عمران نے کہا۔

بہتر۔ کیا چوراہوں پر کوئی خطرہ ہے........... چاولہ نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

ہاں۔ اس وقت کافرستانی سیکرٹ سروس اور دوسری ایجنسیاں ہماری تلاش میں ہیں اور چیکنگ کے لئے چوراہوں پر سکیننگ کیمرے

نصب کئے گئے ہیں جو میک اپ شدہ چہروں کی سکیننگ کر کے کمپیوٹر سکرین پر اصل صورت ظاہر کر دیتے ہیں البتہ ڈبل میک اپ ہو تو سکیننگ ممکن نہیں ہے........... عمران نے جواب دیا تو چاولہ نے اثبات میں سر ہلا دیا چوراہے پر سگنل گرین ہوا تو عمران عقبی نشست پر منہ کے بل دراز ہو گیا چوک کراس کرتے ہی عمران سیدھا ہو کر اٹھ بیٹھا اور پھر واچ ٹرانس میٹر آن کر کے صفدر سے رابطہ قائم کرنے لگا۔

ہیلو۔ ہیلو۔ عمران کالنگ۔ اوور.......... عمران نے بار بار صفدر کو کال کرتے ہوئے کہا۔

یس صفدر اٹنڈنگ یو اوور.......... رابطہ قائم ہوتے ہی صفدر کی آواز سنائی دی۔

سناؤ کیسے حالات ہیں اوور.......... عمران نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

ٹھیک ہیں مگر آپ کہاں ہیں گزشتہ رات سے آپ ایسے غائب ہوئے ہیں جیسے گدھے کے سر سے سینگ آخر آپ کیوں دوسروں کو پریشان کرتے ہیں اوور............صفدر نے کہا۔

کیا بتاؤں۔ایک یورپی مسز نے اپنی زلفوں کے جال میں پھنسالیا تھا بڑی مشکل سے جان چھڑائی ہے اوور............عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

خدا کا خوف کھائیں عمران صاحب۔ ہم رات سے آپ کے لئے پریشان ہیں اور آپ یورپی مسز کے چکر میں ہیں کم از کم یہ تو خیال کیجئے کہ ہمارے ساتھ ایک خاتون بھی ہے اوور.........اس مرتبہ چوہان کی آواز سنائی دی۔

ارے اسی لئے تو اکیلا ہی جھک مار رہا ہوں اس خاتون کو بھی ساتھ لاتا تو تم دونوں کی عاقبت ہی خراب ہو جاتی۔ اوور۔عمران نے کہا۔

بکومت۔ میں نے چیف سے تمہاری آوارہ گردی کی شکایت کر دی تو یہ چہکنا بھول جاؤ گے اوور............دوسری طرف سے جولیا کی غراہٹ آمیز آواز سنائی دی۔

کک۔ کک۔ کیا کیا تم غلط سمجھ رہی ہو اوور...............عمران نے یک دم بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

تو پھر کیا کرتے پھر رہے ہو۔اوور...............جولیا نے غصیلے لہجے میں پوچھا۔

ارے صفدر میں نے تمہیں کال کی تھی اور تم نے مجھے کس کے حوالے کر دیا اوور...............عمران نے سٹپٹا کر کہا۔

میں کیا کروں آپ صرف مس جولیا کے ہی قابو آتے ہیں اب دیجئے حساب۔اوور............صفدر کی ہنستی ہوئی آواز سنائی دی۔

ارے یہ حساب مانگنے کا کون سا طریقہ ہے لگتا ہے جیسے حساب کی جگہ لٹھ مار رہی ہو۔ اوور............عمران نے مصنوعی غصے سے کہا۔

مگر اس وقت آپ کیا کہہ رہے ہیں اوور.................صفدر نے ہنستے ہوئے پوچھا۔

چاول کھا رہا ہوں اوہ۔ میرا مطلب ہے چاولہ کے ساتھ ہوں اوور............عمران نے کہا تو چاولہ آہستہ سے ہنس دیا۔

یہاں کب آؤ گے۔ اوور............جولیا نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

جب تم حکم دو گی تو الہ دین کے بھوت کی طرح حاضر ہو جاؤں گا اوور............عمران نے سعادت مندی سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

بھوت نہیں جناب۔ الہ دین کا جن اوور...............چوہان نے

ہنستے ہوئے کہا۔

نہیں یار۔ تم دونوں بھی تو جن ہو اب ایک بھوت بھی ہونا چاہیے اوور..........عمران نے کہا۔

عمران صاحب خدا کے لئے سنجیدہ ہو جائیں اور ہمیں بتائیں کہ کیا کرنا ہے ہم کل سے بے کار بیٹھے ہیں اوور صفدر نے ناراض لہجے میں کہا۔

تمہاری قسمت میں ہے بے کاری تو میں کیا کر سکتا ہوں سوائے اس دعا کے کہ خدا تجھے کسی طوفان سے آشنا کر دے ویسے گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے طوفان کو میں نے قابو میں کر لیا ہے اوور............عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اوہ۔ کیا مطلب۔ کیا وہ یورپی مسز کوئی طوفان تھی اوور صفدر نے چونکتے ہوئے کہا۔

مطلب بوقت ملاقات بالمشافہ آکر بتاؤں گا پانچ منٹ انتظا کرو

..........اوور اینڈ آل..........عمران نے ہنس کر کہا اور واچ ٹرانس میٹر آف کر دیا۔

عمران صاحب۔ آپ کس طوفان کی بات کر رہے ہیں چاولہ نے بائیں جانب کار موڑتے ہوئے پوچھا۔

وہی جو میں نے دل میں چھپا رکھا ہے لیکن تمہیں کوئی خطرہ نہیں ہے اس لئے تم اطمینان سے چاول بیچتے رہو..........عمران نے کہا تو چاولہ بے اختیار ہنس پڑا اور پھر پانچ منٹ بعد عمران آرٹسٹ بلڈنگ میں چارلی کے فلیٹ میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ موجود تھا چاولہ کو اس نے باہر سے ہی رخصت کر دیا تھا۔

آخر تم ہمیں کیوں پریشان کرتے ہو..........جولیا نے عمران کو گھورتے ہوئے کہا جو مجرموں کی طرح سر جھکائے ان کے سامنے بیٹھا ہوا تھا۔

دراصل میں تمہیں زیادہ سے زیادہ آرام دینا چاہتا ہوں تا کہ تم مستقبل میں بھاگ دوڑ کرنے کی بجائے گھریلو عورت کی طرح گھر اور بچوں کو سنبھال سکو..........عمران نے کہا تو چوہان اور صفدر مسکرانے لگے جولیا کا منہ بن گیا۔

شٹ اپ۔ ہمیں چیف نے یہاں کام کے لئے بھیجا ہے جولیا نے غراتے ہوئے کہا۔

تمہارے حصے کا کام بھی میں نے کر لیا ہے البتہ چوہان اور صفدر کا کام اب شروع ہوگا..........عمران تے کہا۔

اوہ۔ کون سا کام..........صفدر نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

اس کے بارے میں چیف بتائے گا انتظار کرو..........عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اور آپ نے کون سا کام کیا ہے..........چوہان نے جلدی سے

پوچھا۔

وہی کوڈ بک والا............. عمران نے کہا تو وہ تینوں بے اختیار چونک پڑے۔

اوہ۔ مگر آپ تو گزشتہ رات سرکس دیکھنے کے لئے گئے تھے......... صفدر نے چونکتے ہوئے کہا۔

لیکن میں سرکس دیکھنے کی بجائے دکھاتا رہا.............. عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور پھر تفصیل سے بازی گر بننے کا ذکر کر دیا۔ سرکس کا مینجر چارلی کا پرانا دوست ہے چارلی نے اس سے سفارش کی تھی ایک بنارسی بازی گر جو گریٹ لینڈ کے مشہور سرکس میں کام کرتا رہا ہے وہ آج کل یہاں آیا ہوا ہے اور اگر وہ اس بازی گر کو رات کے خصوصی شو میں کمالات دکھانے کا چانس دے تو اس سرکس کا نام ملک کے ٹاپ کلاس سرکسوں میں شمار ہونے لگے گا اور بازی گر معاوضہ بھی

نہیں لے گا اس لالچ میں سرکس مینجر نے چارلی سے کہا کہ وہ بنارسی بازی گر کو فوراً اس سے ملوائے تو چارلی نے اسے میرا موبائل نمبر دے دیا سرکس مینجر نے مجھ سے فون پر بات کی اور پھر ڈیفنس ایریا کے پہلے چوراہے سے مجھے اپنے ہمراہ سرکس میں لے گیا............ عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا تو صفدر، چوہان اور جولیا حیرت سے اس کی طرف دیکھنے لگے عمران نے آخر میں بتایا کہ کوڈ بک اس نے ایئر کارگو کے ذریعے پاکیشیا کے سفارت خانے بھیج دی ہے وہاں سے سفارتی بیگ میں پاکیشیا بھیجی جائے گی اور شام سے پہلے ایکسٹو کو مل جائے گی۔

بہت خوب۔ آپ نے تنہا ہی مشن مکمل کر لیا.............. صفدر نے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے تحسین آمیز لہجے میں کہا۔

اس کا مطلب ہے کہ ہمیں واپسی کی تیاری کرنی چاہیے چوہان نے

طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

ابھی نہیں۔ ذرا تم بیگ سے ٹرانس میٹر نکالو۔ میں چیف کو اطلاع دے دوں ....عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو چوہان اٹھا اور دوسرے کمرے میں رکھے بیگ سے لانگ رینج ٹرانس میٹر نکال لایا عمران ٹرانس میٹر آن کر کے ایکسٹو سے رابطہ قائم کرنے لگا اور وہ تینوں خاموشی سے اس کی طرف دیکھ رہے تھے۔

ہیلو چیف۔ عمران کالنگ۔ اوور ....عمران نے ایکسٹو کو کال کرتے ہوئے کہا۔

یس۔ ایکسٹو اٹنڈنگ یو۔ اوور ....چند لمحوں بعد رابطہ قائم ہونے پر ایکسٹو کی مخصوص آواز سنائی دی۔

چیف۔ مشن کا سب سے اہم مرحلہ طے ہو گیا ہے میں نے کوڈ بک حاصل کر کے سفارت خانے بھیج دی ہے آپ اس سلسلے میں احکامات

جاری کر دیں تاکہ یہاں پاکیشیائی سفارت خانہ کو بھگوان داس کوہلو کی طرف سے ملنے والا پارسل سفارتی بیگ میں پاکیشیا بھیج دے اوور............عمران نے کہا۔

ویری گڈ۔ تم اور تمہاری ساتھی تو خیریت سے ہیں اوور دوسری طرف سے ایکسٹو نے پوچھا۔

یس سر آپ کوڈ بک کے ذریعے ڈسک کا مطالعہ کریں اور پھر ہمیں بتائیں کہ ہم واپس آ جائیں یا ابھی سیر و تفریح کریں اوور ....عمران نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

ٹھیک ہے میری کال کا انتظار کرو کوڈ بک ملنے کے بعد میں تمہیں نئی ہدایات دوں گا اوور............ایکسٹو نے کہا۔

رائٹ سر۔ آپ کی کال آنے تک میں جولیا سے گپ شپ کر لیتا ہوں اوور............عمران نے کہا۔

شٹ اپ ۔ یہ تم دونوں کا معاملہ ہے اوور اینڈ آل ایکسٹو نے غصیلے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی سلسلہ منقطع ہوگیا تو عمران نے منہ بنا کر ٹرانس میٹر آف کیا اور غصے سے صفدر چوہان اور جولیا کو یوں دیکھنے لگا جیسے ان کی وجہ سے اسے ڈانٹ پڑی ہو۔

کافرستان سیکرٹ سروس کا چیف کرنل دیو آنند ہنگامی طور پر وزارت خارجہ کے ہیڈ کوارٹر پہنچ گیا تھا اور اس وقت ڈائریکٹر جنرل کے کمرے

میں کرسی پر بیٹھا ڈائریکٹر جنرل کی طرف غصیلی نظروں سے دیکھ رہا تھا ولسن کا اسسٹنٹ مکیش میز کے دائیں جانب خوفزدہ انداز میں سر جھکائے کھڑا تھا دفعتاً کمرے میں ایک سیکورٹی آفیسر داخل ہوا اور اس نے ڈائریکٹر جنرل کو سلام کیا۔

سر۔ ہم نے اطراف کی تمام سڑکوں اور گلیوں میں میجر ولسن کو تلاش کیا ہے لیکن اس کا کوئی کھوج نہیں ملا.............. سیکورٹی آفیسر نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

کیا چند منٹ میں تم نے سارا علاقہ چیک کر لیا ہے.......... کرنل دیو نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

یس سر۔ میرے ساتھ کئی ساتھی بھی تھے اس کے علاوہ پولیس نے بھی اس علاقے کو گھیرے میں لے لیا ہے اور میجر ولسن کو تلاش کر رہی ہے .... سیکورٹی آفیسر نے کرنل دیو کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

اوکے تم جاسکتے ہو۔............کرنل دیو نے غصیلے لہجے میں کہا تو سیکورٹی آفیسر سلام کر کے فوراً باہر نکل گیا۔

آپ فرمائیں مسٹر ڈیسائی کس گدھے نے آپ کو ڈائریکٹر جنرل بنایا ہے کہ آپ اپنے ماتحتوں کی پہچان نہیں رکھتے...........کرنل دیو نے دوسری جانب بیٹھے ڈائریکٹر جنرل کو گھورتے ہوئے غضبناک لہجے میں پوچھا۔

سوری سر۔ولسن کو میں عرصے سے دیکھ رہا ہوں لیکن مجھے کیا معلوم تھا کہ آج اس کی شکل میں کوئی اور ہوگا ورنہ میں اسے ضرور چیک کرتا پھر میں ہی نہیں مکیش بھی چونک سکتا تھا کہ وہ میجر ولسن کی بجائے وہ کوئی اور آدمی ہے...........ڈی جی نے ندامت بھرے لہجے میں کہا۔

تم بولو مسٹر مکیش............اتنے عرصے سے تم میجر ولسن کے

اسسٹنٹ ہو اور ایک ہی کمرے میں اس کے پاس بیٹھتے ہو پھر بھی تم نے آج اس کے انداز اور بول چال میں تبدیلی محسوس نہیں کی کیوں کرنل دیو نے مکیش کی طرف دیکھتے ہوئے غصیلے لہجے میں کہا۔

سر اتنا موقع ہی نہیں ملا تھا کہ میں اس پر پوری توجہ دیتا وہ ڈیوٹی پر آئے تو کمرے میں داخل ہوتے ہی صاحب نے فون کر کے اپنے پاس طلب کر لیا میجر ولسن جاتے وقت کوڈ بک نکالنے کی ہدایت کر گئے اور دو منٹ بعد واپس آ کر کوڈ بک مجھ سے لے کر باہر نکل گئے کہ وہ ڈیفنس سیکرٹری صاحب کے آفس جا رہے ہیں.............مکیش نے خوفزدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا کرنل دیو بولنے ہی لگا تھا کہ اس کے موبائل فون کی گھنٹی بج اٹھی جو اس کے داہنے ہاتھ میں تھا اس نے چونکتے ہوئے فون آن کر دیا۔

یس۔کرنل دیو بات کر رہا ہوں.............کرنل دیو نے موبائل فون

کان سے لگاتے ہوئے سخت لہجے میں کہا۔

راجیش بول رہا ہوں چیف۔ میجر ولسن کی گاڑی مل گئی ہے لیکن پولیس کے چھ آدمی مارے گئے ہیں.......... دوسری طرف سے راجیش کی تیز آواز سنائی دی تو کرنل دیو بے اختیار اچھل پڑا۔

اوہ۔ کیا پولیس والوں کو میجر ولسن کے ہم شکل نے ہلاک کیا ہے ....کرنل دیو نے بے چین لہجے میں کہا۔

نو سر۔ کار میں ولسن نہیں تھا کار سڑک کے کنارے خالی کھڑی تھی پولیس والوں نے نمبر سے اسے پہچانا اور اپنی گاڑی اس کے قریب روک کر جونہی انہوں نے ڈرائیونگ سیٹ کا دروازہ کھولا تو ایک زور دار دھماکہ ہوا اور کار کے پرخچے اڑ گئے پولیس موبائل بھی تباہ ہوگئی اور اس میں موجود اہلکار بھی مجھے ابھی ابھی سون مل نے اطلاع دی ہے ....راجیش نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

ہونہہ۔ مجرم نے یقیناً اس میں طاقت ور بم نصب کیا ہوگا جس کا لنک دروازے کے ساتھ ہوگا دروازہ کھولنے پر بم بلاسٹ ہوگیا تا کہ مجرم کے فنگر پرنٹس بھی نہ لئے جا سکیں.......... کرنل دیو نے غصے سے دانت پیستے ہوئے کہا۔

لیس سر۔ ورنہ فنگر پرنٹس سے ہم با آسانی معلوم کر سکتے تھے کہ وہ حقیقت میں کون ہے.......... راجیش نے کہا۔

اور جو فنگر پرنٹس ولسن کے ڈرائنگ روم سے لئے گئے تھے ان سے کیا معلوم ہوا ہے............ کرنل دیو نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

پورن لال فنگر پرنٹس سیکشن کو وہ پرنٹس بھجوا دیئے ہیں تھوڑی دیر میں رپورٹ مل جائے گی چیف............ راجیش نے جواب دیا۔

تم نے دو گھنٹوں میں اب تک کیا کیا ہے بازی گر کے بارے میں میجر ولسن اور اس کی بیگم مارتھا کا کیا کہنا ہے............ کرنل دیو نے

پوچھا۔ان کا بیان بہت عجیب سا ہے چیف۔ جوکر نامی بازی گر نے سرکس میں انتہائی خطرناک کمالات کا مظاہرہ کیا تو میجر ولسن اور اس کی بیوی مارتھا بے حد متاثر ہوئے مارتھا کی خواہش پر میجر ولسن نے جوکر کو اپنے قریب بلایا اور دونوں میاں بیوی نے اس کے فن کی تعریف کی تو بازی گر نے بتایا کہ یہ اس کی زندگی کا آخری شو ہے اور وہ سرکس سے باہر جاتے ہی کسی گارڈ کی گن چھین کر خودکشی کر لے گا تاکہ نیا جنم لے سکے موجودہ جنم میں وہ بازی گر ہے لیکن پچھلے جنم میں وہ شہزادہ تھا میجر ولسن اور مارتھا کو جوکر سے اور زیادہ دلچسپی ہوگئی اور وہ جوکر کو خودکشی سے روکنے اور اس سے اس کے پچھلے دو جنموں کے حالات سننے کے لئے جوکر کو کھانے کی دعوت دے کر اپنے ہمراہ بنگلے پر لے گئے وہاں جوکر نے کہا کہ وہ انہیں اپنے جنموں کے بارے میں صبح بتائے گا کیونکہ اس وقت بتایا تو ان کی بھوک اڑ جائے گی میجر ولسن یہ کہہ کر

اپنے بیڈروم میں سو گیا کہ صبح اسے ڈیوٹی پر جانے کے لئے جلدی اٹھنا ہے جب کہ مارتھا اور جوکر ڈرائینگ روم میں بیٹھے رہے سونے کے بعد میجر ولسن کو کچھ معلوم نہیں کہ کیا ہوا کیونکہ اس کی اس وقت آنکھ کھلی تھی جب میرے ماتحتوں نے اسے ہوش دلایا..........راجیش نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

مارتھا کیسے بے ہوش ہوئی۔ کیا اسے بھی نیند کے دوران بے ہوش کیا گیا تھا..........کرنل دیو نے تیزی سے پوچھا۔

مارتھا کے بیان کے مطابق جوکر نے اسے سو سالہ پرانا پرفیوم سونگھایا تھا اور چند سیکنڈ میں اس کے ہوش وحواس رخصت ہوگئے مارتھا کو جوکر نے بتایا تھا کہ اس نے گزشتہ جنم میں پرفیوم ایک درخت کے تنے میں چھپا دیا تھا اور آج صبح یاد آنے پر اس نے پرفیوم کی شیشی وہاں سے نکالی تھی مارتھا چونکہ ذہنی طور پر اس کے فن کی دیوانہ ہو چکی تھی اس لئے

جوکر کی باتوں پر یقین کرتی رہی ملازم کے بیان کے مطابق چونکہ مارتھا عام طور پر دس بجے سے پہلے نہیں اٹھتی اس لئے وہ اس کے بیڈ روم میں نہیں گیا تھا جب کہ میجر ولسن خود ہی الارم کی آواز پر بیدار ہو کر بیڈ روم سے باہر آیا اور ڈرائینگ روم میں بیٹھ کر ناشتہ کرنے کے بعد ڈیوٹی پر چلا گیا تھا راجیش نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

اچھا۔ تم نے سرکس کے منتظم کی گرفتاری کے بارے میں کیا قدم اٹھایا ہے.............. کرنل دیو نے پوچھا۔

میں نے خود جا کر اسے گرفتار کیا ہے چیف۔ لیکن وہ جوکر کے بارے میں زیادہ نہیں جانتا اس کے مطابق جوکر نے اس کے پاس آ کر خواہش ظاہر کی تھی کہ وہ اس کے سرکس میں کام کرنا چاہتا ہے اور آج رات وہ ٹیسٹ کے طور پر شو میں بلا معاوضہ اپنے فن کا مظاہرہ کرے گا چونکہ رسے پر چلنے والا آئٹم سرکس میں پہلے پیش نہیں کیا جاتا تھا اور نہ

ہی سرکس کے بازی گروں کو یہ فن آتا تھا اس لئے مینجر نے جوکر کو اجازت دے دی لیکن جوکر اپنے فن کا مظاہرہ کرنے کے بعد اس سے ملاقات کئے بغیر ہی یہودی میجر ولسن کے ہمراہ سرکس سے باہر نکل گیا مینجر کو معلوم نہیں کہ وہ کہاں رہتا ہے اس نے صرف اتنا بتایا تھا کہ وہ بنارس سے آج ہی آیا ہے اور کسی عزیز کے گھر رہے گا..........

راجیش نے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

یقیناً جوکر نے پہلے معلوم کر لیا ہوگا کہ میجر ولسن سرکس شو دیکھنے آئے گا اور اس کی بیوی مارتھا بازی گری کی دلدادہ ہے۔ بہر حال تم ساری فورس کو ولسن کے ہم شکل بازی گر کی تلاش پر مامور کر دو اگر آج جوکر یا کوڈ بک ہاتھ نہ آئی تو زبردست طوفان اٹھ کھڑا ہوگا خاص طور پر پاکیشیا جو آج کل ہمیں مخلص سمجھ کر ہم پر اعتماد کر رہا ہے ہمیں نہ صرف یو این او میں لتاڑے گا بلکہ سرحدوں پر بھی کشیدگی شروع ہو جائے گی

..........کرنل ڈیو نے فکر مند لہجے میں کہا۔

چیف پاکیشیا کو کیسے علم ہو سکتا ہے کہ اسرائیل اور کافرستان کے درمیان کیا ایگریمنٹ ہوا ہے..........راجیش کی چونکتی ہوئی آواز سنائی دی۔

ہو سکتا ہے کہ مجرم ڈسک اور اس کی کوڈ بک پاکیشیا کو بھاری قیمت پر فروخت کر دیں..........کرنل ڈیو نے تشویش بھرے لہجے میں کہا اور فون آف کر کے سامنے بیٹھے ہوئے ڈی جی کو گھورنے لگا جب کہ ڈی جی نے گھبرا کر نگاہیں جھکا لیں۔

آپ بھی سن لیں اگر کوڈ بک نہ ملی تو آپ حکومت کے احتساب سے نہ بچ سکیں گے کوڈ بک کی اہمیت کے مطابق آپ کو کیا سزا مل سکتی ہے اس کا اندازہ آپ خود لگا سکتے ہیں..........کرنل ڈیو نے جھٹکے سے اٹھتے ہوئے انتہائی سرد لہجے میں کہا اور پلٹ کر کمرے سے باہر

نکل گیا۔

چارلی نے عمران کو سرکس کے مینجر کی گرفتاری کی اطلاع دی تو عمران پریشان ہو گا اس وقت رات کے آٹھ بجے تھے اور عمران اپنے تینوں ساتھیوں کے ہمراہ ڈرائینگ روم میں بیٹھا بلیک زیرو کی کال کا انتظار کر رہا تھا کہ چارلی کی کال آ گئی تھی۔

اس نے تمہارا نام تو نہیں لیا..........عمران نے چارلی سے پوچھا۔

www.urdurasala.com

نہیں لیکن ہوسکتا ہے ہیڈ کوارٹر میں مینجر پر تشدد کر کے جوکر کے بارے میں مزید پوچھ گچھ کی جائے.........چارلی نے پریشان لہجے میں کہا۔

بہر حال خیال رکھو کوئی خطرہ محسوس ہو تو دو چار دن کے لئے روپوش ہو جانا میں کوشش کرتا ہوں کہ کافرستان سیکرٹ سروس کو تم تک پہنچنے کی ضرورت پیش نہ آئے مجھے حالات سے باخبر رکھنا میرے جیتے جی تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا.........عمران نے مسکراتے ہوئے کہا چونکہ لاؤڈر کا بٹن آن تھا اس لئے چوہان صفدر اور جولیا بھی ان کی باتیں سن رہے تھے۔

بہتر۔ ویسے مجھے امید ہے کہ مینجر میرا نام نہیں لے گا چارلی نے کہا۔

کیوں۔ کیا اسے تم سے کوئی خطرہ ہے.........عمران نے چونکتے ہوئے کہا۔

نہیں۔ اصل میں اسے میرے کلب کے بارے میں معلوم نہیں ہے اور نہ اسے میرے کسی ٹھکانے کا علم ہے میں نے اس سے موبائل فون پر آپ کے بارے میں بات کی تھی جس کی سم کسی دوسرے شخص کے نام رجسٹرڈ ہے.........دوسری طرف سے چارلی نے کہا۔

ٹھیک ہے پھر بھی خطرہ محسوس ہو تو مجھے فوراً اطلاع دے دینا ....عمران نے کہا اور پھر اس نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

ارے چائے تو پلا دو۔ دو گھنٹوں سے چائے ہی نہیں پی ....عمران نے چوہان کی طرف دیکھ کر ناگوار لہجے میں کہا تو چوہان ملازم کو چائے بنانے کی ہدایت کرنے کے لئے کمرے سے نکل گیا عمران نے فون کا رسیور اٹھایا اور چاولہ کے نمبر پریس کرنے لگا۔

ہیلو چاولہ بول رہا ہوں۔.........رابطہ قائم ہوتے ہی چاولہ کی

آواز سنائی دی۔

رائس ڈیلر بول رہا ہوں ایک چھوٹا سا کام ہے............عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

حکم فرمائیں جناب............دوسری طرف سے چاولہ نے مودبانہ لہجے میں کہا تو عمران اسے ہدایات دینے لگا۔

رائٹ سر۔ سمجھ گیا ہوں............عمران کے خاموش ہونے پر چاولہ نے کہا تو عمران نے فون بند کر دیا جب کہ اس دوران چوہان واپس آ کر صوفے پر بیٹھ گیا تھا ٹھیک اسی لمحے میز پر رکھے ٹرانس میٹر سے سگنل کی مخصوص آواز ابھرنے لگی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانس میٹر آن کر دیا۔

ہیلو۔ ایکسٹو کالنگ اوور............ٹرانس میٹر سے ایکسٹو کی مخصوص آواز سنائی دی۔

یس چیف۔ عمران اٹنڈنگ یو۔ اوور............عمران نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

کوڈ بک مجھے مل گئی ہے اور اس کے ذریعے میں نے کمپیوٹرڈ سک کوڈی کوڈ کر لیا ہے۔ اوور............ایکسٹو نے کہا۔

مبارک ہو سر۔ کیا اس میں پکوڑے تلنے کا پروگرام بھی درج ہے۔ مم۔ مم۔ میرا مطلب ہے کہ کوئی سپیشل ڈش............عمران نے کہا۔

نہیں پکوڑوں کی بجائے انسانوں کو بھوننے کا منصوبہ درج ہے اوور............ایکسٹو نے سخت لہجے میں کہا تو عمران کے ساتھی بے اختیار چونک پڑے اور پھر ایکسٹو نے تفصیل سے کافرستان اور اسرائیل کے درمیان طے ہونے والے منصوبے کا ذکر کیا تو غم و غصے سے عمران کی آنکھیں انگاروں کی طرح دہکنے لگیں اسرائیلی وزیر دفاع نے یقیناً اسی لئے اپنے سیکرٹری سے اس منصوبے کی تفصیلات کو خفیہ

زبان میں تبدیل کرایا تھا کہ وقت سے پہلے پاکیشیا کو ان کے گھناؤنے پلان کا علم نہ ہو سکے۔

اس پلان کے مطابق پاکیشیا کے سب سے بڑے اور ساحلی شہر پر رات کی تاریکی میں حملہ اور اہم تنصیبات کو تباہ کرنا تھا کافرستان کا سب سے بڑا جنگی اور طیارہ بردار بحری جہاز سمندری حدود میں پاکیشیا کے علاقے سے تھوڑے فاصلے سے گزرتا اور اس پر موجود اسرائیلی بمبار طیارے پرواز کر کے پاکیشیائی تنصیبات پر بمباری کر کے واپس بحری جہاز پر لینڈ کرنے کی بجائے کافرستان کے ایک جزیرے پر جا اترتے اس طرح پاکیشیا کو علم نہ ہو پاتا کہ یہ حملہ کافرستان کی طرف سے کیا گیا ہے بلکہ یہی سمجھا جاتا کہ حملہ آور جہاز اسرائیل سے ڈائریکٹ وہاں حملہ کرنے آئے تھے اس کے نتیجے میں پاکیشیا کی ساری دفاعی توجہ اسرائیل کی طرف مرکوز ہو جاتی اور کافرستان بری الذمہ رہتا۔

اسرائیلی طیارے جزیرے پر اس وقت تک رہتے جب تک معاملہ ٹھنڈا نہ ہو جاتا اس پروگرام میں یہ بات طے کی گئی تھی کہ اگر کسی طرح پاکیشیا کو یہ علم ہو جاتا کہ حملہ آور طیارے اسرائیلی تھے تو پاکیشیا کو جھٹلانے کے لئے ثبوت مانگا جائے گا اور پوچھا جائے گا کہ وہ طیارے کہاں سے آئے اور کہاں چلے گئے ہیں کافرستان اور اسرائیل میں اس پلان پر عمل کرنے کے لئے آئندہ رمضان المبارک کی آخری تاریخ طے پائی تھی جب پاکیشیا میں چاند رات ہوتی اور وہاں کے عوام اگلی صبح عید کی خوشیاں منانے کی تیاریوں میں مصروف ہوتے۔

چیف ماہ رمضان تو آئندہ ہفتے شروع ہو رہا ہے اوور۔ جولیا نے انتہائی مضطرب ہو کر ایکسٹو سے پوچھا۔

ہاں جولیا۔ لیکن جس ملک کے محافظ تم جیسے جان فروش ہوں اس ملک کو کوئی دشمن نقصان نہیں پہنچا سکتا پاکیشیا کے بانی عظیم قائد کا فرمان

ہے کہ پاکیشیا ہمیشہ قائم رہنے کے لئے معرض وجود میں آیا ہے اور تم نے اس ملک کی تاریخ کا مطالعہ بھی کیا ہے اور دیکھ بھی رہی ہو کہ دنیا کی بڑی سے بڑی طاقت بھی آج تک اس ملک کو نہیں مٹا سکی اسرائیل اور کافرستان تو سپر پاورز بھی نہیں ہیں مجھے یقین ہے کہ تم لوگ دشمن کے اس ناپاک منصوبے کی دھجیاں اڑائے بغیر واپس نہیں آؤ گے اوور............ ایکسٹو نے انتہائی جذباتی لہجے میں کہا۔

ان شاء اللہ............ ہم جان کی بازی لگا دیں گے چیف۔ اوور ۔صفدر نے جوش بھرے لہجے میں کہا۔

اس سلسلے میں کیا کرنا ہے تمہیں یہ میں عمران کی صوابدید پر چھوڑتا ہوں اوور............ ایکسٹو نے کہا۔

آپ بے فکر رہیں چیف۔ ہم کافرستان کو اس قابل ہی نہیں چھوڑیں گے کہ وہ کبھی بھول کر بھی اس پلان کے بارے میں سوچ باقی رہا

اسرائیل تو اسے بھی اس ناپاک سازش کی سزا ضرور دی جائے گی اوور............ عمران نے کہا۔

ٹھیک ہے جو بھی قدم اٹھاؤ مجھے خبر کرتے رہنا مزید ممبرز کی ضرورت ہو تو انہیں بھیج دوں۔ اوور............ ایکسٹو نے کہا۔

تھینک یو چیف۔ میں ان تینوں کو نہیں سنبھال سکتا تو دوسروں کا روگ کیسے پال سکتا ہوں اوور............ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا تو جولیا غصے سے عمران کو گھورنے لگی جب کہ صفدر اور چوہان مسکرا رہے تھے۔

کیوں۔ کیا تمہیں ان سے کوئی شکایت ہے کیا یہ تمہارے ساتھ تعاون نہیں کرتے اوور............ ایکسٹو نے غصیلے لہجے میں پوچھا تو چوہان، صفدر اور جولیا گھبرا کر ایک دوسرے کی جانب دیکھنے لگے کہ نجانے عمران کس کا نام لے دے۔

یس چیف۔ یہ مجھ سے جواب طلبی کرتے ہیں میری نجی مصروفیات کے بارے میں پوچھتے ہیں ان کے خیال میں یہاں میں عیش کرتا پھر رہا ہوں اور یہ محروم رہتے ہیں یہ سمجھتے ہیں کہ جیسے میں ان کے ساتھ نکاح کی زنجیر میں جکڑی ہوئی عورت ہوں جسے گھر سے باہر نہیں جانا چاہیے اور اگر تو ساری کمائی ان کی ہتھیلی پر لا کر رکھ دوں ۔اوور..........عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

ٹھیک ہے واپسی پر تمہاری شکایت کو دیکھا جائے گا فی الحال ان فضول باتوں میں پڑنے کی بجائے تم چاروں مل کر دشمن کے ناپاک منصوبے کو خاک میں ملا دو۔اوور..............ایکسٹو نے سخت لہجے میں کہا تو جولیا چوہان اور صفدر کے تنے ہوئے اعصاب ڈھیلے پڑ گئے کیونکہ ایکسٹو نے عمران کی شکایت پر توجہ نہیں دی تھی۔

بہتر چیف آپ کے وعدے پر مجھے اعتبار ہے اب میں خود جولیا سے

گن گن کر بدلے لوں گا اوور..........عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

کیوں جولیا نے کیا کیا ہے اوور..............ایکسٹو نے پوچھا تو جولیا پھر پریشان ہو گئی۔

ساری رام کہانی میں نے جولیا کی ہی تو سنائی ہے آپ کی کال آنے تک بھی اس نے کچھ نہیں کیا نہ گھر کی صفائی کی ہے اور نہ ابھی تک برتن اور کپڑے دھوئے ہیں۔اوور.......عمران نے کہا۔

شٹ اپ۔ مجھ سے فضول باتیں مت کیا کرو اوور اینڈ آل ....ایکسٹو نے عمران کو ڈانٹتے ہوئے کہا اور اسکے ساتھ ہی رابطہ منقطع ہو گیا تو عمران نے برا سا منہ بناتے ہوئے ٹرانس میٹر آف کیا اور جولیا کی طرف دیکھنے لگا تو وہ طنزیہ مسکراہٹ سے اس کی طرف دیکھ رہی تھی۔

کوڈ بک چوری ہونے کی خبر کافرستان کے اعلیٰ حکام اور پرائم منسٹر تک پہنچ چکی تھی اور پرائم منسٹر نے اس پر بے حد غم وغصہ کا اظہار کیا تھا سیکرٹری خارجہ اور سیکرٹری دفاع نے مشترکہ ہنگامی میٹنگ کال کی تھی جس میں کافرستان سیکرٹ سروس کے ایکٹنگ چیف کرنل دیو اور وزارت خارجہ کے ڈائریکٹر جنرل کو بھی طلب کیا گیا کرنل دیو نے میٹنگ میں سیکرٹ سروس کی کارکردگی اور اس معاملہ میں اپنے پانچ ماتحتوں کے قتل کا ذکر کرتے ہوئے ڈی جی کو مورد الزام ٹھہرایا تھا ڈی

جی کو سیکرٹری خارجہ نے خوب لتاڑا اور اسے اس کے عہدے سے فوری طور پر برطرف کر دیا جب کہ دونوں سیکرٹریوں نے کرنل دیو کی کوششوں کو سراہا اور کرنل دیو نے اس عزم کا اظہار کیا کہ جب تک مذکورہ ڈسک اور اس کی کوڈ بک بازیاب اور مجرموں کو گرفتار نہ کرلے گا اس وقت تک نہ صرف خود آرام کرے گا اور نہ سیکرٹ سروس کے ممبران کو چین سے بیٹھنے دے گا کرنل دیو نے یقین ظاہر کیا کہ ڈسک اور کوڈ بک ابھی تک ملک کے اندر ہی ہے اور وہ دو دنوں کے اندر اندر مجرموں کو گرفتار کرلے گا دوسری صبح حسب معلوم کرنل دیو اپنے آفس پہنچا تو ایک منٹ بعد ہی میجر راجیش اس کے کمرے میں آ گیا۔

مبارک ہو چیف۔ کوڈ بک مل گئی ہے.......... راجیش نے سلام کرنے کے بعد مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

اوہ۔ کوڈ بک مل گئی............... کرنل دیو نے بے ساختہ اچھلتے ہوئے

کہا۔

یس سر۔ یہ دیکھئے.........راجیش نے مودبانہ لہجے میں کہا اور جیب سے پلاسٹک کی تھیلی میں بند کمپیوٹر ڈسک نکال کر کرنل دیو کے آگے میز پر رکھ دی جس پر ٹریل ون لکھا تھا۔

ویری نائس راجیش۔ کیا میجر ولسن کے ہم شکل بازی گر کو گرفتار کر لیا ہے تم نے...........کرنل دیو نے خوشی سے چیختے ہوئے پوچھا۔

نہیں چیف۔ میرے ساتھی کیپٹن ساون نے یہ کارنامہ انجام دیا تھا گزشتہ رات آپ اس وقت گھر پر آرام کر رہے تھے اس لئے میں نے آپ کو ڈسٹرب کرنا مناسب نہ سمجھا اور آپ کی بے آرامی کے خیال سے یہ سوچا کہ صبح آپ کے آتے ہی آپ کو خوشخبری سناؤں گا اس لئے میں معذرت خواہ ہوں...........راجیش نے خوشامدانہ لہجے میں کہا۔

یہ تم نے اچھا کیا ورنہ خوشی کے مارے میری نیند اڑ جاتی اور میں رات بھر جاگتا رہتا اور صبح آفس نہ آ سکتا بہرحال کیپٹن ساون کو یہ کوڈ بک ڈسک کہاں سے ملی ہے تفصیل بتاؤ کرنل دیو نے راجیش کی طرف ستائشی نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

چیف۔ ساون مجرم کی تلاش میں اس سڑک پر گیا تھا جہاں ولسن کی گاڑی میں بم دھماکہ ہوا تھا میں نے اسے ہدایت کی تھی کہ ولسن کا ہمشکل اگر باہر کا کوئی ایجنٹ ہے تو اسے اسی سڑک پر واقع ہوٹلوں میں تلاش کیا جائے چنانچہ ساون نے شملہ ہوٹل میں جا کر کاؤنٹر کلرک سے پوچھ گچھ کی تو پتہ چلا کہ تھوڑی دیر پہلے ایک شخص نے تھرڈ فلور پر کمرہ لیا تھا جس کے پاس کوئی سامان وغیرہ بھی نہیں تھا اس نے کلرک کو ہدایت کی تھی کہ اسے رات بارہ بجے جگا دیا جائے کیونکہ اس نے دو بجے کی فلائٹ سے ایکریمیا جانا ہے کلرک کا بیان سن کر ساون اس

مسافر کے کمرے میں پہنچا تو دروازہ باہر سے لاک تھا اور اندر کوئی نہیں تھا ساون نے ماسٹر کی سے دروازہ کھولا تو کمرہ خالی تھا بیڈ کی چادر بے شکن تھی تلاشی لینے پر ساون کو واش روم میں لگے آئینے کے فریم کے اندر چھپائی گئی یہ کوڈ بک مل گئی جسے آئینے کے پیچھے لگے ہارڈ بورڈ کی شیٹ اور آئینے کے درمیان رکھا گیا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔راجیش نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

خیر کوڈ بک مل گئی ہے اس کے بغیر اصل ڈسک کو مجرم ڈی کوڈ نہیں کر سکتے اگر مجرم کوڈ بک لے کر رات کو ملک سے فرار ہو جاتا تو ہم کچھ بھی نہ کر سکتے تھے یقیناً کوڈ بک سے محروم ہونے کے بعد مجرم یہیں کسی دوسرے ہوٹل میں ہوگا اس کی تلاش جاری رکھو تاکہ اصل ڈسک بھی اس سے برآمد کرائی جاسکے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔کرنل دیو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

رائٹ سر۔تمام ممبرز اس کی تلاش میں لگے ہوئے ہیں ہوٹل کلرک نے اس مجرم کا جو حلیہ بتایا تھا اس کے مطابق اس مجرم کو تلاش کیا جا رہا ہے اور میں بہت جلد آپ کو کامیابی کی خبر دوں گا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔راجیش نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

آل رائٹ۔میں خود یہ کوڈ بک سیکرٹری خارجہ کے حوالے کرنے جا رہا ہوں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔کرنل دیو نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا تو راجیش سلام کر کے کمرے سے باہر نکل گیا اس کے جانے کے بعد کرنل دیو نے کوڈ بک ڈسک اٹھائی اور جیب میں رکھنے ہی لگا تھا کہ اچانک فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے فون کی طرف دیکھا اور کوڈ بک کی ڈسک میز پر رکھ کر رسیور اٹھا لیا۔

یس۔کرنل دیو بول رہا ہوں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔کرنل دیو نے رسیور کان سے لگاتے ہوئے کہا۔

سر۔ خارجہ سیکرٹری آپ سے بات کرنا چاہتے ہیں دوسری طرف سے فون آپریٹر نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

اوہ۔ کراؤ بات............ کرنل دیو نے چونکتے ہوئے کہا اور کرسی پر بیٹھ گیا۔

ہیلو کرنل دیو............ چند لمحوں بعد سیکرٹری خارجہ کی آواز سنائی دی۔

لیس سر۔ خیریت تو ہے............ کرنل دیو نے پوچھا۔

کوڈ بک کے سلسلے میں آپ کے محکمہ نے کیا کیا ہے سیکرٹری خارجہ نے پوچھا۔

کوڈ بک مل گئی ہے جناب اور اس وقت میری میز پر موجود ہے .... کرنل دیو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اوہ۔ کیا واقعی............ سیکرٹری خارجہ کی خوشی سے چیختی ہوئی آواز

سنائی دی۔

جی ہاں۔ میں آپ کے پاس خود پہنچانے آ رہا تھا کہ آپ کا فون آ گیا کوڈ بک گزشتہ رات ہی برآمد کر لی گئی تھی............ کرنل دیو نے کہا۔

وری نائس۔ آپ نے مجھے رات ہی کیوں اطلاع نہیں دی میں ساری رات پریشانی کے سبب آرام نہیں کر سکا............ سیکرٹری خارجہ نے کہا تو کرنل دیو کے لبوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

مجھے بھی ابھی پانچ منٹ قبل خبر ملی تھی جناب میجر راجیش ابھی کوڈ بک میرے حوالے کر کے باہر نکلا ہے............ کرنل دیو نے کہا۔

کیا مجرم سے اصل ڈسک بھی برآمد کی گئی ہے............ سیکرٹری خارجہ نے پوچھا۔

نو سر۔ مجرم فرار ہو گیا تھا کوڈ بک اس کے کمرے کے واش روم سے

برآمد کی گئی ہے پوری سیکرٹ سروس مجرم کی تلاش میں ہے شام تک مجرم کو گرفتار کر کے اصل ڈسک بھی برآمد کر لی جائے گی..........کرنل دیو نے پر یقین لہجے میں کہا۔

گڈ۔ اصل کمپیوٹر ڈسک کا ملنا بہت ضروری ہے کرنل۔ اگر ہمارے دوست ملک کو ڈسک چوری ہونے کی خبر مل گئی تو وہ سارے اگیریمنٹ کینسل کر دے گا..........سیکرٹری خارجہ نے تشویش آمیز لہجے میں کہا۔

آپ بے فکر رہیں جناب میرے ماتحت پوری ذمہ داری سے اپنا فرض ادا کر رہے ہیں..........کرنل دیو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

آپ نے کوڈ بک چیک کی ہے کیا وہ اصل کوڈ بک ہے سیکرٹری خارجہ نے پوچھا۔

بالکل جناب فائل نمبر ٹرپل ون اس پر درج ہے..........کرنل دیو

نے کوڈ بک کے کور پر نمبر دیکھتے ہوئے جواب دیا۔

ٹھیک ہے آپ خود زحمت نہ کریں اور کسی ذمہ دار شخص کے ہاتھ کوڈ بک مجھے بھجوا دیں..........سیکرٹری خارجہ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی سلسلہ منقطع ہو گیا تو کرنل دیو نے رسیور کریڈل پر رکھا اور دوسرے ٹیلی فون کا رسیور اٹھا کر نمبر پریس کر دیئے۔

ہیلو۔ بچن بات کر رہا ہوں..........رابطہ قائم ہوتے ہی اس کے ایک ماتحت کی آواز سنائی دی۔

کرنل دیو بول رہا ہوں فوراً میرے کمرے میں آؤ کرنل دیو نے تحکمانہ لہجے میں کہا اور فون بند کر دیا اور پھر ایک منٹ بعد دروازہ کھلا اور ایک کسرتی جسم کا نوجوان کمرے میں داخل ہوا اس نے کرنل دیو کو مودبانہ انداز میں سیلوٹ کیا۔

یس چیف۔ حکم فرمائیں..........نوجوان نے انتہائی مودبانہ لہجے

میں کہا۔

کیپٹن بچن یہ ڈسک سیکرٹری خارجہ کے آفس لے جاؤ کرنل دیو نے میز سے کوڈ بک ڈسک اٹھا کر اپنے ماتحت کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

رائٹ سر۔.......... کیپٹن بچن نے کوڈ بک کی ڈسک لیتے ہوئے کہا۔

یہ موسٹ امپورٹنٹ اور ٹاپ سیکرٹ ڈسک ہے نہایت حفاظت سے سیکرٹری صاحب کو ہینڈ اوور کرنی ہے اور سیکرٹری صاحب سے سائن بھی لینے ہیں.............. کرنل دیو نے سخت لہجے میں کہا۔

رائٹ سر۔ آپ بے فکر رہیں.......... کیپٹن بچن نے کوڈ بک ڈسک اپنے کوٹ کی اندرونی جیب میں رکھتے ہوئے کہا اور سیلوٹ کر کے دروازے کی طرف بڑھ گیا اس کے جانے کے بعد کرنل دیو نے

اطمینان کا گہرا سانس لیا اور سگار نکال کر سلگانے کے بعد ہلکے ہلکے کش لینے لگا سگار پینے کے دوران اچانک اسے کوئی خیال آیا اور اس نے میز کی سائیڈ میں لگا ایک بٹن پریس کر دیا فوراً ہی دروازہ کھلا اور اس کا گن مین اندر آ گیا مشین گن اس کے کندھے سے جھول رہی تھی۔

یس سر.............. گن مین نے مودبانہ لہجے میں کرنل دیو سے کہا۔

چائے لے آؤ............ کرنل دیو نے تحکمانہ لہجے میں کہا تو گن مین نے سر ہلایا اور پلٹ کر کمرے سے باہر نکل گیا چند منٹ بعد گن مین چائے لے آیا اس کے جانے کے بعد کرنل دیو چائے پینے لگا وہ سوچ رہا تھا کہ اگر مجرم پکڑا گیا اور اس سے اصل کمپیوٹر ڈسک برآمد نہ ہوئی تو وہ سیکرٹری خارجہ کو کیا جواب دے گا بچن کے جانے کے تقریباً پندرہ منٹ بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو کرنل دیو نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا

لیا۔

یس کرنل دیو سپیکنگ............کرنل دیو نے مختصراً کہا۔

سر سیکرٹری خارجہ صاحب بات کریں گے............دوسری طرف آپریٹر کی آواز سنائی دی۔

اوہ۔ بات کراؤ.........کرنل دیو نے مسکراتے ہوئے کہا وہ سمجھ گیا تھا کہ کوڈ بک ڈسک دیکھ کر سیکرٹری خارجہ اس کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہے۔

ہیلو کرنل دیو............دوسری طرف سے سیکرٹری خارجہ کی آواز سنائی دی۔

یس سر۔ کیا کوڈ بک ڈسک آپ کے پاس پہنچ گئی ہے کرنل دیو نے پوچھا۔

جی ہاں۔ لیکن یہ کوڈ بک ڈسک نہیں ہے یہ بلینک ڈسک ہے مسٹر کرنل

دیو.............دوسری طرف سے سیکرٹری خارجہ نے انتہائی سخت لہجے میں ایک ایک لفظ چباتے ہوئے کہا تو کرنل دیو کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں۔

انٹرنیشنل ہوٹل کافرستان کے ساحلی شہر کے ٹاپ ہوٹلوں میں شمار ہوتا تھا چونکہ یہاں نہ صرف کافرستان کی سب سے بڑی بندرگاہ تھی بلکہ تمام فلمی اسٹوڈیوز بھی اسی شہر میں تھے اس لئے ہمہ وقت فلمی شائقین اور سیاحوں کی آمد و رفت کے سبب شہر کی رونقیں عروج پر رہتی تھیں

ہوٹلوں میں مسافروں کو قیام کے لئے بمشکل جگہ ملتی تھی عمران، جولیا، چوہان اور صفدر اس وقت انٹرنیشنل ہوٹل کے ایک کمرے میں بیٹھے باتیں کر رہے تھے۔

گزشتہ رات ایکسٹو سے کافرستان اور اسرائیل کے خفیہ پلان کی تفصیلات سننے کے بعد عمران نے چاولہ کو فون پر چند ہدایات دی تھیں اور ان ہدایات پر عمل درآمد کے بعد چاولہ نے عمران کو رپورٹ بھی دے دی تھی کہ اس نے عمران کی ہدایات کے مطابق ایک خاص قسم کی کمپیوٹر ڈسک کو پلاسٹک ریپر میں بند کر کے اور اس پر فائل نمبر ٹرپل ون لکھا تھا اور ایک ہوٹل میں کمرہ حاصل کر کے ڈسک اس کے واش روم کے آئینے کے پیچھے چھپائی اور پھر حلیہ بدل کر ہوٹل سے نکل آیا تھا۔

چاولہ نے اپنے ایک ساتھی کو نگرانی کے لئے وہاں مامور کر دیا تھا چاولہ

کے ساتھی نے نصف گھنٹہ بعد ہی اسے یہ رپورٹ دی تھی کہ خفیہ محکمے کے ایک آدمی نے کاؤنٹر سے پوچھ گچھ کرنے کے بعد ہوٹل کے کسی کمرے کا لاک کھول کر تلاشی لی اور پھر نیچے ہال میں آ کر کاؤنٹر سے میجر راجیش کو فون پر اطلاع دی تھی کہ کوڈ بک مل گئی ہے۔

پھر عمران کی ہدایات پر چاولہ نے ٹرین پر ان کے لئے سیٹیں بک کرائی تھیں اور وہ چاروں ڈبل میک اپ میں ٹرین کے ذریعے دو گھنٹہ پہلے یہاں پہنچے تھے یہاں انہوں نے دو ڈبل بیڈ روم لئے تھے اور ناشتے سے فارغ ہو چکے تھے عمران نے آتے ہی اپنے ایک شناسا بہاری لال کو فون کیا تھا اور اس سے کچھ معلومات فراہم کرنے کو کہا تھا اب وہ اسی آدمی سے رابطہ کرنے کے لئے فون کے نمبر پریس کر رہا تھا نمبر پریس کرنے کے بعد اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔

ہیلو۔ آواری کلب.............. چند لمحوں بعد رابطہ قائم ہونے پر

آپریٹر کی آواز سنائی دی۔

بہاری لال سے بات کراؤ۔ پرنس چلی بات کر رہا ہوں۔ عمران نے آپریٹر سے کہا تو چند سیکنڈ بعد ہی دوسری آواز سنائی دی۔

ہیلو پرنس چلی۔ بہاری لال بول رہا ہوں......... بہاری لال نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

لال مرچوں کا بھاؤ معلوم کر لیا ہے تم نے............. عمران نے پوچھا۔

جی ہاں صرف ایک آدمی کے بارے میں معلوم ہوا ہے اس کا نام کیپٹن شنکر ہے......... بہاری لال نے کہا اور پھر کیپٹن شنکر کے متعلق تفصیلات بتانے لگا۔

اس کا ایڈریس بتاؤ............ عمران نے بہاری لال کے خاموش ہونے پر کہا۔

بحریہ کالونی میں بنگلہ نمبر تھرٹی سیون۔ جس کی پیشانی پر نیوی پیلس لکھا ہے.......... بہاری لال نے جواب دیا۔

تھینک یو بہاری۔ ہو سکتا ہے میں تمہیں دوبارہ تکلیف دوں عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

تکلیف کیسی پرنس۔ میں آپ کا خادم ہوں............ بہاری لال نے خوشامدانہ لہجے میں کہا۔

ہاں۔ لیکن کافی مہنگے خادم ہو............ عمران نے طنزیہ لہجے میں کہا تو بہاری لال کی عجیب سی ہنسی سنائی دی۔

اوہ نہیں پرنس............... بہاری لال نے ہنستے ہوئے کہا۔

بہر حال چونکہ تمہاری مزید خدمات کی بھی ضرورت پڑے گی اس لئے آج شام تک دس ہزار ڈالر تمہارے اکاؤنٹ میں پہنچ جائیں گے اوکے.......... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور فون آف کر

دیا۔

صفدر تم نے ایڈریس نوٹ کرلیا ہے یا دوبارہ بتاؤں عمران نے صفدر سے مخاطب ہوکر پوچھا۔

جی ہاں۔ بہاری لال نے جو کچھ بھی بتایا ہے وہ سب مجھے یاد ہے ....صفدر نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

بس تو تم میک اپ کر کے روانہ ہو جاؤ............عمران نے کہا اور پھر اسے ضروری ہدایات دینے لگا تقریباً پندرہ منٹ بعد صفدر نئے میک اپ میں ہوٹل سے باہر آکر پیدل ہی ٹیکسی کی تلاش میں فٹ پاتھ پر چلنے لگا رات کے دس بجے تھے لیکن نہ تو شہر کی رونق کم ہوئی تھی اور نہ ٹریفک کا اژدہام ختم ہوا تھا بلکہ ٹریفک میں اضافہ ہو چکا تھا شاپنگ سنٹرز، ہوٹل اور ریسٹورنٹ کھلے تھے اور سڑکوں پر روشنیوں کا سیلاب حرکت کر رہا تھا جلد ہی اسے ایک خالی ٹیکسی مل گئی اور وہ

ڈرائیور کو بحریہ کالونی چلنے کی ہدایت کر کے عقبی سیٹ پر بیٹھ گیا۔

چند منٹ بعد ٹیکسی شہر کی گنجان آباد سڑکوں سے گزر کر شہر سے باہر جانے والی سڑک پر پہنچ گئی بحریہ کالونی اسی سڑک کی آخری آبادی تھی مزید دس منٹ بعد ٹیکسی بحریہ کالونی میں داخل ہوگئی کالونی کی سڑکیں کشادہ تھیں اور گلیوں کے باہر سٹریٹ نمبر کے بورڈ نصب تھے صفدر نے ایک گلی کے پاس ٹیکسی رکوائی اور اتر کر کرایہ ادا کیا تو ٹیکسی واپس شہر کی طرف مڑ گئی اور صفدر پیدل آگے بڑھنے لگا۔

کالونی کی سڑکیں تقریباً ویران تھیں بنگلوں کے باہر گارڈز بھی نظر نہ آ رہے تھے غالباً آسمان پر چھائے گہرے بادلوں کے سبب بارش کے خدشہ سے وہ اندر ڈیوٹی دے رہے تھے صفدر نے دو تین گلیوں میں گھومنے کے بعد مطلوبہ بنگلہ تلاش کرلیا بنگلہ نمبر تھرٹی سیون کا گیٹ بند تھا اور گیٹ کے پہلو میں دیوار پر موٹے ہندسوں میں نمبر لکھا تھا جب

کہ ایک نیم پلیٹ بھی آویزاں تھی صفدر نے قریب آ کر نیم پلیٹ پر کیپٹن شنکر کا نام پڑھا تو کال بیل کا بٹن پریس کر کے انتظار کرنے لگا چند لمحوں بعد گیٹ میں چھوٹا سا چور دروازہ کھلا اور ایک شخص کا چہرہ دکھائی دیا صفدر نے جیب سے ایک کارڈ نکال کر گارڈ کی طرف بڑھا دیا۔ یہ کارڈ چلتے وقت اسے عمران نے دیا تھا۔

آپ کس سے ملنے آئے ہیں............اندر کھڑے گارڈ نے پوچھا۔

مسز تانیا شنکر سے یہ کارڈ انہیں پہنچا دو.........صفدر نے جواب دیا۔

کس سلسلے میں ملاقات کرنا چاہتے ہیں آپ.........گارڈ نے پوچھا۔

بے وقوف آدمی۔ عزیز رشتہ دار ہمیشہ خیر خیریت معلوم کرنے کے لئے ایک دوسرے کے گھر جاتے ہیں میں ان کا بہنوئی انیل ہوں اور آج

ہی مدھیا نگر سے آیا ہوں............صفدر نے غصیلے لہجے میں کہا تو گارڈ کے چہرے پر گھبراہٹ سی نمودار ہو گئی۔

معافی چاہتا ہوں جناب وہ کسی دعوت میں گئی تھیں پھر وہیں سے معمول کے مطابق کلب چلی گئیں بارہ بجے تک آ جائیں گی کیا آپ اندر بیٹھ کر انتظار کریں گے............گارڈ نے مودبانہ لہجے میں کہا تو صفدر نے اپنی گھڑی پر نگاہ ڈالی۔

نہیں شکریہ۔ میں ان سے وہیں مل لیتا ہوں ان کی گاڑی کس ماڈل کی ہے شاید وہ راستے میں مل جائیں..............صفدر نے گارڈ کی طرف دیکھ کر مسکراتے ہوئے پوچھا تو گارڈ نے گاڑی کا ماڈل کلر اور نمبر بتا دیا صفدر نے سر ہلایا اور واپس چل دیا۔

گلی سے نکل کر وہ بائیں جانب نکڑ پر کھڑا ہو گیا سڑک کے کنارے واقع گھنے درختوں کے سبب سٹریٹ لیمپ کی روشنی اس تک نہیں پہنچ

رہی تھی پونے بارہ بج چکے تھے اور پندرہ منٹ سڑک کے کنارے ٹھہرنا خطرناک ثابت ہوسکتا تھا پھر بارہ بجنے سے پانچ منٹ پہلے ہی مین روڈ کی طرف سے ایک گاڑی آتی دکھائی دی اس کی ہیڈ لائٹس دیکھتے ہی صفدر درخت کے چوڑے تنے کی آڑ میں ہوگیا جلد ہی کار قریب آ گئی اور اس کی رفتار بھی آہستہ ہونے لگی وہ سیاہ رنگ کی وہی کرولا تھی جس کا نمبر اور ماڈل گارڈ نے بتایا تھا۔

ڈرائیونگ سیٹ پر ایک عورت بیٹھی تھی صفدر ایکشن کے لئے تیار ہوگیا کار مزید قریب آکر آہستہ ہوگئی اور گلی کی جانب مڑنے لگی تو صفدر نے درخت کی آڑ سے نکل کر ہاتھ سے اسے رکنے کا اشارہ کیا اور فیشن ایبل عورت نے صفدر کی طرف دیکھتے ہوئے بریک لگائی ہی تھی کہ صفدر تیزی سے آگے بڑھا اور کار کے دروازے کے قریب پہنچ گیا دوسرے ہی لمحے اس نے پستول نکال کر اس عورت پر تان لیا جو یقیناً

مسز تانیا شنکر تھی پستول دیکھ کر تانیا خوفزدہ ہوگئی۔

اوہ۔ کک۔ کون ہو تم............ تانیا نے صفدر کے چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے خوفزدہ لہجے میں پوچھا۔

ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے مسز تانیا۔ البتہ شور مچایا تو فائر کر کے ہمیشہ کے لئے خاموش کردوں گا.......... صفدر نے انتہائی سخت لہجے میں کہا اور تیزی سے دوسرا ہاتھ بڑھا کر اور سائیڈ میں کر کے پچھلی سیٹ کے دروازے کا لاک اندر سے کھول دیا اور پھر پچھلا دروازہ کھول کر تانیا کی عقبی سیٹ پر بیٹھتے ہوئے پستول کی نال اس کی گردن سے لگا دی تو وہ کانپنے لگی۔

تت۔ تم۔ تم کیا چاہتے ہو۔ کون ہو تم.......... تانیا نے خوف سے ہکلاتے ہوئے پوچھا۔

مجھے فوری طور پر چھپنے کے لئے تمہارے گھر میں پناہ لینی ہے کیونکہ

پولیس میرا پیچھا کر رہی ہے اگر تم نے تعاون نہ کیا تو میں تمہیں ہلاک کر دوں گا تم مجھے صرف دو گھنٹوں کے لئے اپنے گھر میں پناہ دے کر موت سے بچ سکتی ہو............ صفدر نے سرد لہجے میں کہا۔

بب۔ بب۔ بہتر۔.......... تانیا نے بمشکل جواب دیتے ہوئے کہا۔

چلو جلدی کرو۔ یہ ذہن میں رکھنا میرے پستول پر سائیلنسر فٹ ہے گولی چلنے سے آواز بھی پیدا نہیں ہوگی........ صفدر نے دھمکی آمیز لہجے میں کہا تو تانیا نے فوراً ہی کار آگے بڑھا دی اس کے خوبصورت چہرے پر ہوائیاں اڑ رہی تھیں اور اس کی رنگت زرد ہو گئی تھی۔

سنو۔ میں چار قتل کر چکا ہوں اور میری کوشش ہے کہ پانچواں قتل نہ کروں اس لئے گھبرانے کی بجائے خود کو نارمل رکھو تمہارے ملازموں کو شک نہیں پڑنا چاہیے کہ تم خوفزدہ ہو اور نہ انہیں یہ محسوس ہو کہ میں

تمہارے لئے اجنبی ہوں میں نے تمہارے گارڈ کو بتایا ہے کہ میں تمہارا بہنوئی ہوں اور تم سے ملنے مدھیا نگر سے آیا ہوں صفدر نے تانیا کو سمجھاتے ہوئے کہا۔

کک۔ کیا نام بتایا ہے تم نے اسے............ تانیا نے خوفزدہ لہجے میں پوچھا۔

انیل تم بھی مجھے اسی نام سے مخاطب کرو گی............ صفدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

کیا۔ کیا تم مجھے قتل نہیں کرو گے............ تانیا نے اپنی گھبراہٹ پر قابو پانے کی کوشش کرتے ہوئے پوچھا۔

بھلا اپنی سالی کو میں کیوں قتل کروں گا البتہ تم نے مجھے غیر سمجھ کر مجھ سے فریب کرنے کی کوشش کی تو پھر مجبوراً مجھے تمہارے خون میں ہاتھ رنگنا پڑیں گے............ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

www.urdurasala.com

نہیں۔نہیں۔ میں تمہیں اپنا بہنوئی ہی سمجھوں گی............ تانیا نے
یک دم گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

پھر بہنوئی سے ڈرنے کی تمہیں ضرورت نہیں ہے البتہ خود کو نارمل رکھو
.........صفدر نے ہنستے ہوئے کہا تانیا نے اپنے بنگلے کے قریب پہنچ
کر رفتار کم کر دی صفدر آئینے میں اس کے چہرے کے تاثرات دیکھ رہا
تھا تانیا خوفزدہ تھی۔

میں آخری وارننگ دے رہا ہوں مسز تانیا شنکر تم نے گارڈ یا کسی اور کو
خطرے کا اشارہ کرنے کی کوشش کی تو تمہاری گردن میں سوراخ کر
دوں گا انتہائی غیر محسوس انداز میں مجھے اپنے کمرے میں لے چلو کسی کو
مجھ پر شک نہیں ہونا چاہیے.........صفدر نے تیزی سے کہا مگر
تانیا خاموش رہی اور بنگلے کے گیٹ پر کار روکی ہی تھی کہ گیٹ کھل گیا
تانیا کار اندر لے گئی اور برآمدے کے سامنے پہنچ کر اس نے کار روک

دی اس دوران صفدر نے گیٹ کے پاس کھڑے دو گارڈز کا جائزہ
لے لیا جو نیول پولیس کی وردی میں تھے اور مسلح تھے صفدر نے احتیاطً
گیٹ کھلتے ہی تانیا کی گردن سے پستول ہٹا کر ہاتھ نیچے کر لیا تھا کار
رکتے ہی وہ پستول والا ہاتھ جیب میں ڈالے کار سے اترا اور تانیا کی
طرف دیکھنے لگا جو دروازہ کھول کر کار سے نیچے اتر رہی تھی۔

آؤ انیل............ تانیا نے برآمدے کی طرف بڑھتے ہوئے صفدر
سے کہا تو وہ کن انکھیوں سے گارڈز کی طرف دیکھتا ہوا اس کے پیچھے
چلنے لگا تانیا برآمدے سے گزر کر راہداری کے داہنے کمرے میں داخل
ہوئی تو صفدر بھی اندر آ گیا یہ شاندار فرنیچر سے آراستہ ڈرائینگ روم تھا
صفدر نے اندر آ کر دروازہ بند کیا تو تانیا نے پلٹ کر خوفزدہ نگاہوں
سے اس کی طرف دیکھا صفدر نے پہلی مرتبہ اس کا جائزہ لیا تانیا ایک
خوبصورت اور صحت مند عورت تھی اس نے جدید فیشن کا قیمتی لباس

پہنا ہوا تھا۔

پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے مسز تانیا شنکر، آرام سے بیٹھ جاؤ

کیا تمہارے بچے نہیں ہیں.......... صفدر نے نرم لہجے میں پوچھا۔

دو بیٹے ہیں جو ہاسٹل میں رہتے ہیں.......... تانیا نے صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا صفدر کمرے کا جائزہ لیتا ہوا اس کے سامنے والے صوفے پر بیٹھ گیا تانیا کے عقب میں دیوار پر ایک فریم میں مرد کی تصویر آویزاں تھی جس کے جسم پر نیوی کیپٹن کی یونیفارم تھی یقیناً وہ کیپٹن شنکر ہی تھا۔

تمہارا شوہر کس وقت آئے گا.......... صفدر نے تانیا کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

ایک ڈیڑھ بجے تک آجاتا ہے.......... تانیا نے آہستہ سے کہا۔

کیا جہاز پر اس کی رات کی ڈیوٹی ہے.......... صفدر نے پوچھا۔

نہیں۔ لیکن آج کل خصوصی ڈیوٹی پر ہے غالباً کسی لمبے سفر کی تیاریاں ہو رہی ہیں.......... تانیا نے جواب دیا۔

سفر کس سلسلے میں ہے کیا کوئی خاص مشن ہے.......... صفدر نے پوچھا تو تانیا بے ساختہ چونک پڑی۔

معلوم نہیں۔ لیکن تم کب تک یہاں رہو گے.......... تانیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

جب تک تمہارا شوہر نہیں آجاتا اس وقت تک ہم دوستوں کی طرح گپ شپ کریں گے.......... صفدر نے کہا تو تانیا نے جواب دینے کی بجائے سر جھکا لیا۔

صفدر وقت گزاری کے لئے تانیا سے کیپٹن شنکر کے بارے میں باتیں کرنے لگا وہ مطمئن تھا کہ گارڈز کے علاوہ اس وقت بنگلے میں اور کوئی

نہیں ہے اور گارڈز بن بلائے گیٹ چھوڑ کر اندر نہیں آئیں گے اگر کوئی اور ملازم بھی ہوگا تو وہ سرونٹ کوارٹر میں سو رہا ہوگا تقریباً نصف گھنٹہ بعد وہ باتیں کرتے کرتے اٹھا اور ٹہلتا ہوا تانیا کے عقب میں آ گیا دوسرے ہی لمحے اس نے جیب سے پستول نکال کر ایک ہاتھ تانیا کے منہ پر رکھتے ہوئے پستول کا دستہ اس کے سر پر مار دیا تانیا تڑپی اور پھر اس کا جسم ڈھیلا پڑتا چلا گیا۔

اس کے بے ہوش ہو جانے پر صفدر نے اس کے منہ سے ہاتھ ہٹایا اور پھر اسے واپس صوفے پر لٹا کر دروازے کی طرف بڑھ گیا دروازہ کھول کر اس نے باہر جھانکا اور راہداری میں کسی کو نہ پا کر باہر نکل آیا اس نے راہداری کی نکڑ پر دیوار کی آڑ لیتے ہوئے برآمدے سے باہر کا جائزہ لیا تو کمپاؤنڈ میں جلنے والے بلب کی روشنی میں دونوں گارڈز گیٹ کے پہلو میں کرسیوں پر بیٹھے سگریٹ پھونکتے ہوئے باتیں کر

رہے تھے۔

صفدر مطمئن ہو کر واپس اندر آگیا راہداری میں تین کمرے تھے ایک بیڈ روم ایک سٹور اور ایک فرنیچر سے عاری خالی کمرہ تھا جب کہ راہداری کے اختتام پر ایک دروازہ تھا جو غالباً عقبی کمپاؤنڈ میں کھلتا تھا اس نے تینوں کمروں کی باری باری تلاشی لی اور پھر خالی کمرے میں آ کر واچ ٹرانس میٹر پر عمران سے رابطہ قائم کرنے لگا۔

ہیلو۔ ہیلو۔ صفدر کالنگ۔ اوور............ صفدر نے عمران کو کال کرتے ہوئے کہا۔

یس۔ عمران اٹنڈنگ یو۔ اوور............ چند لمحوں بعد ٹرانس میٹر سے عمران کی آواز سنائی دی۔

عمران صاحب میں اس وقت کیپٹن شکر کے گھر سے بول رہا ہوں اوور............ صفدر نے کہا۔

اوہ اچھا میں سمجھا تھا کہ شاید کسی گٹر سے بول رہے ہو خیر کیا رپورٹ ہے ہو۔

خیر کیا رپورٹ ہے اوور.............عمران نے کہا تو صفدر بے اختیار ہنس پڑا اور پھر وہ رپورٹ دینے لگا اس نے بتایا کہ کیپٹن شنکر تھوڑی دیر تک آنے والا ہے۔

ٹھیک ہے کوشش کرنا کہ سارا کام خاموشی سے مکمل ہو جائے ورنہ تمہاری محنت رائے گاہ جائے گا اوور اینڈ آل............عمران نے کہا اور پھر چند ہدایات دینے کے بعد رابطہ منقطع ہو گیا تو صفدر نے بھی واچ ٹرانس میٹر آف کیا اور کمرے سے نکل کر ڈرائینگ روم کی طرف بڑھنے لگا۔

کمرے میں آ کر اس نے تانیا کا بے ہوش جسم اٹھایا اور اسے بیڈ روم میں لا کر بیڈ پر لٹانے کے بعد اس پر ایک چادر ڈال دی پھر کمرے

سے نکل کر اس نے دروازہ بند کیا اور ڈرائینگ روم میں آ کر صوفے پر بیٹھ گیا اب اسے کیپٹن شنکر کا انتظار تھا تقریباً پندرہ منٹ بعد ہی گاڑی کے ہارن کی آواز سن کر وہ اٹھا اور کمرے سے نکل کر دبے پاؤں برآمدے کی طرف بڑھا مگر برآمدے میں داخل ہونے کی بجائے دیوار کی آڑ لے کر باہر دیکھنے لگا گیٹ سے ایک گاڑی اندر آ چکی تھی اور اس میں کیپٹن شنکر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا نظر آ رہا تھا وہ اپنی وردی میں تھا گاڑی تانیا کی کار کے قریب آ کر رکی تو صفدر تیزی سے پلٹا اور بیڈ روم میں داخل ہو گیا جہاں بیڈ پر تانیا بے ہوش پڑی تھی اس نے دروازہ کھلا رہنے دیا اور دروازے کے پیچھے دیوار سے پشت لگا کر کھڑا ہو گیا۔

باہر قدموں کی آہٹیں ابھرنے لگیں تو صفدر نے جیب سے پستول نکال کر ہاتھ میں پکڑ لیا آہٹیں قریب آتی چلی گئیں آنے والا یقیناً کیپٹن

شنکر ہی تھا پھر جونہی کیپٹن شنکر کمرے میں داخل ہوا صفدر نے تیزی سے بڑھ کر اس کے پہلو سے پستول کی نال لگا دی۔

کوئی حرکت مت کرنا کیپٹن شنکر ورنہ پہلو میں گولی اتر جائے گی .... صفدر نے سانپ کی طرح پھنکارتے ہوئے کہا تو کیپٹن شنکر بے ساختہ اچھل پڑا اس نے چہرہ موڑ کر صفدر کی طرف دیکھا تو اس کی آنکھوں میں خوف جھانکنے لگا۔

اوہ۔ کیا۔ کیا تم ہی مہمان بن کر آئے ہو.......... کیپٹن شنکر نے خوفزدہ لہجے میں کہا یقیناً اسے گارڈ نے صفدر کے بارے میں بتا دیا ہو گا۔

یس کیپٹن شنکر۔ فی الحال تو مہمان ہی ہوں لیکن تمہارا قاتل بھی بن سکتا ہوں.......... صفدر نے دوسرے ہاتھ سے دروازہ بند کرتے ہوئے کہا تو کیپٹن شنکر کا چہرہ خوف سے زرد پڑ گیا۔

کک۔ کیا۔ کیا۔ مطلب.......... کیپٹن شنکر نے خوف سے ہکلاتے ہوئے کہا۔

مطلب یہ ہے کہ مجھے تمہارا تعاون چاہئے ورنہ تمہاری بیوی تانیا اور تمہیں قتل کرنا میرے لئے ضروری ہو جائے گا.......... صفدر نے سامنے آ کر پستول کی نال کیپٹن شنکر کے سینے پر رکھتے ہوئے اس طرح اطمینان سے کہا جیسے وہ کوئی پیشہ ور قاتل ہو کیپٹن شنکر کا چہرہ خوف سے بگڑ گیا صفدر کے لہجے سے اسے یقین ہو گیا تھا کہ وہ اپنی دھمکی پر عمل کرنے میں ذرا بھی دیر نہیں لگائے گا۔

کیا تم تعاون کے لئے تیار ہو.......... صفدر نے چند لمحے بعد اسے گھورتے ہوئے سخت لہجے میں پوچھا تو کیپٹن شنکر اثبات میں سر ہلانے لگا۔

www.urdurasala.com

عمران، چوہان، اور جولیا ہوٹل کے کمرے میں بیٹھے چائے پی رہے تھے چند منٹ پہلے صفدر نے رپورٹ دی تھی جو کافی اطمینان بخش تھی اب عمران کو بہاری لال کی کال کا انتظار تھا جسے اس نے صبح ناشتے کے بعد فون پر ہدایات دی تھیں۔

عمران صاحب۔ اس مرتبہ تو آپ بہت سستی سے کام کر رہے ہیں ....چوہان نے چائے کا گھونٹ لے کر عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

ارے، ارے کیوں بدنام کر رہے ہو جولیا کے سامنے تم نے وہ جوکر

کے کرتب نہیں دیکھے ورنہ یہ بات نہ کرتے............عمران نے کہا۔

آپ غلط سمجھ رہے ہیں عمران صاحب سستی سے مراد کام کی رفتار ہے ....چوہان نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

تمہارے خیال میں مجھے رفتار بڑھانے کے لئے کیا کرنا چاہیے عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

یہ آپ خود سوچیں بہر حال اس مشن میں ایکشن کم ہے مزہ نہیں آ رہا............چوہان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

کمال ہے تمہاری طرح دوسرے لوگ بھی شکوہ کریں گے کہ موجودہ مشن میں ایکشن اور مار دھاڑ کم ہے پھر میں کس کس کو سمجھاؤں گا کہ بلا وجہ اور بلا مقصد قتل وغارت کرنے سے فائدہ نہیں نقصان ہوتا ہے مجھ سے یہ نہیں ہو سکتا کہ تمہیں مزہ دینے کے لئے ساتویں منزل سے کود کر

اپنی ٹانگوں سے محروم ہو جاؤں اور میری ریڈی میڈ کھوپڑی کو سرجری کے لئے ایکریمیا بھیجنا پڑے............. عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا تو اس کی بات پر چوہان کے ساتھ ساتھ جولیا بھی ہنس پڑی اور عمران فون کا رسیور اٹھا کر نمبر پریس کرنے لگا۔

ہیلو۔ آواری کلب........ رابطہ قائم ہوتے ہی فون آپریٹر کی آواز سنائی دی۔

بہاری لال سے بات کراؤ۔ میں پرنس چلی بول رہا ہوں عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

ہیلو پرنس چلی۔ بہاری لال بات کر رہا ہوں............ چند لمحوں بعد دوسری طرف سے بہاری لال کی آواز سنائی دی۔

کیا کچھ معلوم ہوا ہے.......... عمران نے پوچھا۔

جناب اس کا نام سنجے ہے............. بہاری لال نے مودبانہ

لہجے میں کہا تو عمران نے لاؤڈر کا بٹن پریس کر دیا تاکہ جولیا اور چوہان بھی بات چیت سن سکیں۔

ٹھیک ہے اب تم فوری طور پر ایک کار یہاں بھجوا دو عمران نے کہا اور پھر چند ہدایات دے کر اس نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

چلو چوہان تیار ہو جاؤ اور نینوں کے تیر تیز کر لو.......... عمران نے کہا۔

میں۔ میں سمجھا نہیں عمران صاحب............ چوہان نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

اوہ۔ تم نہیں۔ تم تو خواجہ سرا نظر آؤ گے اور تمہارے نینوں کے تیر نہیں۔

نہیں وہ نہیں چل سکتے ہاں جولیا تم تیار ہو جاؤ........... عمران نے بوکھلا کر پہلے چوہان سے اور پھر جولیا سے مخاطب ہو کر کہا۔

کیا مطلب............... جولیا نے غصے سے اسے گھورتے ہوئے

کہا جب کہ چوہان مسکرانے لگا۔

مطلب تمہیں راستے میں سمجھا دوں گا فی الحال اتنا جان لو جتنا میں نے چوہان کو سمجھایا ہے..............عمران نے کہا۔

نجانے کیا بک رہے ہو..............جولیا نے صوفے سے اٹھتے ہوئے غصیلے لہجے میں کہا۔

ذرا پیار سے کیونکہ اس طرح تم شکار کرنے کی بجائے خود شکار ہو جاؤ گی.........عمران نے ہنستے ہوئے کہا تو جولیا اسے گھورتی ہوئی ڈریسنگ ٹیبل کی طرف بڑھ گئی۔

عمران صاحب۔ کیا آپ مس جولیا کے ساتھ جا رہے ہیں۔ چوہان نے عمران سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

ہاں اس کی دیکھ بھال تو کرنی ہے کافرستانی سیکرٹ سروس اور یہاں کی دوسری ایجنسیاں ہماری تلاش میں کتوں کی طرح ہر جگہ پھر رہی

ہیں جب کہ چیف نہیں چاہتا کہ انہیں ڈسک والے معاملے میں پاکیشیا کے ملوث ہونے کا شبہ بھی ہو سکے چنانچہ ہماری کوشش یہی ہونی چاہیے کہ ہم میں سے کوئی ان کے ہتھے نہ چڑھے اور ہم ان کے خطر ناک پلان کو تباہ کر کے واپس پاکیشیا پہنچ جائیں عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور اٹھ کر ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑا ہو گیا جہاں جولیا اپنے میک اپ میں ضروری تبدیلی کر رہی تھی عمران کی باتوں سے وہ سمجھ گئی تھی کہ ان کا شکار حسن پرست ہے اور اسے جال میں پھانسنے کے لئے کس قسم کا میک اپ ہونا چاہیے عمران کھڑے کھڑے آئینے میں دیکھتا ہوا اپنے میک اپ میں تبدیلی کر رہا تھا تا کہ وہ ادھیڑ عمر نظر آئے کچھ دیر بعد عمران نے فون پر دوبارہ بہاری لال سے رابطہ قائم کیا اور کار کے بارے میں پوچھنے لگا۔

آپ کے ہوٹل کے گیٹ سے چند قدم بائیں جانب فٹ پاتھ کے

قریب سفید رنگ کی مزدا کار کھڑی ہے اور چابی اگنیشن میں ہے اور فیول بھی فل ہے اور کوئی حکم .... دوسری طرف سے بہاری لال نے کہا تو عمران نے اس کا شکریہ ادا کر کے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

کچھ دیر بعد عمران اور جولیا سفید مزدا کار میں بیٹھے تھے اور کار بحریہ کے ہیڈ کوارٹر کی طرف دوڑ رہی تھی جولیا عقبی سیٹ پر بیٹھی ہوئی تھی اور عمران اسے اس کے مشن کے بارے میں بتا رہا تھا چند منٹ بعد اس نے نیوی کے ہیڈ کوارٹر کے سامنے واقع ریسٹورنٹ کے باہر کار روکی اور انجن بند کر کے وہ دونوں کار سے نیچے اترے اور ریسٹورنٹ میں داخل ہو گئے دوپہر ہو چکی تھی ریسٹورنٹ کے ہال میں داخل ہونے پر انہیں اکثر افراد کھانا کھاتے ہوئے دکھائی دیئے ان میں بیشتر نیول ہیڈ کوارٹر کے افسران تھے ہال میں تین چار خواتین بھی تھیں عمران اور جولیا ایک خالی میز کی طرف بڑھے اور ان کے بیٹھتے ہی ویٹر آ گیا چونکہ

لنچ کا ٹائم تھا اور عمران کو ہال میں اپنا مطلوبہ شخص بھی دکھائی نہیں دے رہا تھا اس لئے اس نے کھانا منگوا لیا۔

عمران اس رخ پر بیٹھا تھا کہ ہال کے دروازے کی طرف دیکھتا رہے جونہی وہ دونوں کھانے سے فارغ ہوئے عمران کا مطلوبہ شخص ہال میں داخل ہوا بہاری لال کے بتائے ہوئے حلیئے کے مطابق وہ نیوی ہیڈ کوارٹر کا ملازم اور ریکارڈ روم کا اسسٹنٹ انچارج کیپٹن سنجے تھا اس کی عمر چالیس پینتالیس کے درمیان تھی اور وہ اچھا خاصا صحت مند نوجوان تھا اندر آ کر وہ ایک خالی میز کی طرف بڑھا تو عمران نے جولیا کو اس کی طرف متوجہ کیا اور وہ کن انکھیوں سے کیپٹن سنجے کی طرف دیکھنے لگی کیپٹن سنجے خالی میز کے پاس پہنچا اور ایک کرسی پر بیٹھ گیا اسی لمحے ایک ویٹر کیپٹن سنجے کی طرف لپکا اور کیپٹن سنجے اسے آرڈر دینے لگا عمران نے جولیا کی طرف دیکھا اور اسے اشارہ کیا تو جولیا اٹھی اور

کیپٹن سنجے کی میز کی طرف بڑھی اس دوران ویٹر آرڈر لے کر واپس چلا گیا تھا۔

ہیلو کیپٹن سنجے .... جولیا نے کیپٹن سنجے کے قریب پہنچ کر کہا تو کیپٹن سنجے چونکا اور جولیا کی طرف دیکھنے لگا جولیا موجودہ میک اپ میں بیس اکیس سال کی نوجوان اور خوبصورت لڑکی دکھائی دے رہی تھی عمران کی ہدایت پر ہی اس نے ایسا میک اپ کیا تھا۔

ہیلو۔ آپ کو غالباً پہلی مرتبہ دیکھ رہا ہوں .... کیپٹن سنجے نے جولیا کے سراپا پر نگاہ دوڑاتے ہوئے مسکراتے کر کہا۔

لیکن میں آپ کو دو تین مرتبہ دیکھ چکی ہوں کیپٹن .... جولیا نے دلکش انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

خوش قسمتی ہے میری۔ بیٹھیں .... کیپٹن سنجے نے کرسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے قدرے حیرت سے کہا تو جولیا اس کے

سامنے کرسی پر بیٹھ گئی عمران کن انکھیوں سے کیپٹن سنجے کی طرف دیکھ رہا تھا بہاری لال کی فراہم کردہ معلومات کے مطابق سنجے ابھی تک کنوارہ اور حسن پرست آدمی تھا شہر کے بڑے بڑے نائٹ کلبوں میں آزادانہ گھومتا رہتا اور ہر ہفتے نئی لڑکی کے ساتھ دکھائی دیتا تھا کچھ دن پہلے وہ ایک نائٹ کلب کی ڈانسر پاروتی کے ہمراہ دیکھا گیا تھا۔

آپ مجھے کیسے جانتی ہیں مس .... کیپٹن سنجے نے جولیا کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

کرن۔ کرن کمار۔ کمار میرے پتا جی کا نام ہے .... جولیا نے جلدی سے تعارف کراتے ہوئے کہا۔

واقعی۔ آپ کا چہرہ صبح کی پہلی کرن ہے .... کیپٹن سنجے نے جولیا کی خوبصورتی سے متاثر ہوتے ہوئے کہا تو جولیا کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

تھینک یو میں نے آپ کو اپنی ایک دوست پاروتی کے ہمراہ دو تین مرتبہ دیکھا تھا..........جولیا نے کہا۔

پاروتی ،اوہ اچھا۔ وہ ماروی کلب کی ڈانسر لڑکی..............کیپٹن شجے نے چونکتے ہوئے کہا۔

ہاں وہ آپ کی بہت تعریف کرتی تھی جس سے مجھے آپ میں بے حد کشش محسوس ہونے لگی اور میں نے آپ سے دوستی کرنے کا فیصلہ کر لیا آپ سے ملنے کی خواہش مجھے یہاں کھینچ لائی چند دن پہلے پاروتی سے آپ کے بارے میں پوچھا تو پتہ چلا کہ آپ اسے چھوڑ کر کسی دوسری لڑکی کو گرل فرینڈ بنا چکے ہیں مگر میں مایوس نہ ہوئی ....جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

یہ اچھی بات ہے انسان کو مایوس نہیں ہونا چاہیے اور خوب سے خوب تر کی تلاش جاری رکھنی چاہیے..........کیپٹن شجے نے سر ہلاتے

ہوئے کہا۔

میں آپ کے خیال سے سو فیصد متفق ہو کیپٹن۔ اس چار روزہ زندگی کو خوبصورت طریقے سے گزارنا چاہئے..........جولیا نے کہا۔

مس کرن۔ آپ کیا کرتی ہیں..........کیپٹن شجے نے جولیا کو گھورتے ہوئے پوچھا۔

میں رقص سیکھ رہی ہوں۔ یہاں کے مشہور ڈانس ڈائریکٹر ماسٹر کلیان جی سے..........جولیا نے جواب دیا۔

تو کیا آپ فلموں میں کام کریں گی..........شجے نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

نہیں۔ میری خواہش ہے کہ فرسٹ کلاس نائٹ کلبوں میں اپنے فن کا مظاہرہ کروں چونکہ آپ کئی کلبوں کے مستقل ممبر ہیں اس لئے اگر آپ کسی اچھے کلب سے میرا کنٹریکٹ کرا دیں تو آپ کا احسان

ہوگا..........جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

ضرور۔ضرور۔آپ کے لئے کیا منگواؤں..........کیپٹن ہنجے نے اس مرتبہ بے تکلفی سے پوچھا۔

شکریہ۔میں اپنے انکل کے ساتھ کھانا کھا چکی ہوں جولیا نے عمران کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا تو کیپٹن ہنجے نے عمران کی طرف دیکھا جو ادھیڑ عمر شخص کے میک اپ میں تھا اسی لمحے ویٹر کھانا لے آیا اس کے جانے کے بعد ہنجے پھر جولیا کی طرف دیکھنے لگا۔

اچھا تو وہ بوڑھا تمہارا انکل ہے..........کیپٹن ہنجے نے مسکراتے ہوئے کہا۔

جی ہاں منہ بولا انکل ہے پڑوس میں رہتا ہے مجھے اس جگہ کا علم نہیں تھا اس لئے میں انہیں ساتھ لے آئی..........جولیا نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

اچھی بات ہے تم جس کلب میں چاہو میں اپنی گارنٹی اور سفارش سے تمہاری پوری مدد کروں گا لیکن اس سے پہلے میں تمہارے فن کا نظارہ دیکھنا چاہتا ہوں..........کیپٹن ہنجے نے کھانا شروع کرتے ہوئے معنی خیز لہجے میں کہا۔

کیوں نہیں۔میں تیار ہو کر آتی ہوں لیکن آپ کے گھر والوں کو اعتراض ہوگا..........جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

ان کی فکر مت کرو وہاں صرف ایک ملازم اور گارڈ ہوتا ہے اور وہ میرے وفادار ہیں تم شام کو آ جانا..........کیپٹن ہنجے تے جلدی سے کہا۔

اوہ۔لیکن میں تو گھر بتا کر آئی ہوں کہ رات کو واپس آ جاؤں گی ابھی چلو نا..........جولیا نے بے تکلفی سے کہا۔

لیکن میں تین بجے تک فارغ ہوں گا اتنی دیر تم کہاں انتظار کرو گی

..........کیپٹن شجے نے جولیا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

ڈیئر۔تم میری خاطر چھٹی لے لو نا دو گھنٹے پہلے چھٹی کر لی تو کیا فرق پڑے گا کیا میں فون پر تمہارے انچارج سے کوئی بہانہ کروں تاکہ وہ خود ہی تمہیں آف کرنے کو کہہ دے.......... جولیا نے کہا۔

اوہ۔انچارج میری ٹوہ میں رہتا ہے اور مجھے نصیحتیں کرتا رہتا ہے اسے فوراً شبہ ہو جائے گا کہ تم میری کوئی گرل فرینڈ ہو اس سے بہتر ہے کہ میں خود ہی اس سے کوئی بہانہ کر لوں کیا تمہارا انکل بھی ہمارے ساتھ جائے گا.......... کیپٹن شجے نے تیزی سے کہا۔

تم کہو تو اسے واپس بھیج دیتی ہوں میں تمہاری گاڑی میں چلوں گی.......... جولیا نے خوش ہوتے ہوئے کہا تو کیپٹن شجے مسکرانے لگا۔

کھانا کھانے کے بعد اس نے ٹشو پیپر سے ہاتھ صاف کئے اور پھر کرسی سے اٹھ گیا اس کا رخ کاؤنٹر کی طرف تھا اپنی میز پر بیٹھے عمران

نے اسے کاؤنٹر کے فون پر کسی کو فون کرتے دیکھا اور پھر جولیا کی طرف سوالیہ نگاہوں سے دیکھا تو وہ عمران کی طرف ہی دیکھ رہی تھی جواب میں جولیا نے آئی کوڈ میں بتایا کہ شکار پھنس گیا ہے تو عمران مطمئن ہو گیا چند لمحوں بعد کیپٹن شجے واپس آتا دکھائی دیا تو جولیا نے اپنے لبوں پر مسکراہٹ طاری کر لی اس نے عمران کو باہر جانے کا مخصوص اشارہ کیا تو عمران اٹھ کر ریسٹورنٹ سے باہر چلا گیا بل اس نے میز پر ہی طلب کر کے ادا کر دیا تھا۔

کام بن گیا ہے انچارج مان گیا ہے.......... کیپٹن شجے نے جولیا کے سامنے بیٹھتے ہوئے کہا اور اشارے سے ویٹر کو بلایا۔

ویری گڈ۔اسے شبہ تو نہیں ہوا.......... جولیا نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

نہیں میں نے اسے اپنی طبیعت خراب ہونے کی اطلاع دی تو اس

نے مجھے آرام کرنے کی ہدایت کی .... کیپٹن شنجے نے بے قرار نگاہوں سے جولیا کے سراپے کا جائزہ لیتے ہوئے کہا۔

اسی لمحے ویٹر آ گیا کیپٹن شنجے نے اسے بل ادا کیا اور اٹھتے ہوئے جولیا کی طرف دیکھ کر چلنے کا اشارہ کیا جولیا اٹھ کر اس کے ساتھ ریسٹورنٹ سے باہر آ گئی چند لمحوں بعد وہ کیپٹن شنجے کی کار کی عقبی سیٹ پر بیٹھی ہوئی تھی اور کیپٹن شنجے ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا بار بار بیک مرر سے جولیا کے چہرے کی طرف دیکھ رہا تھا جب کہ جولیا بیک مرر میں عمران کی کار کو دیکھ رہی تھی جو کچھ فاصلے پر ان کا تعاقب کر رہا تھا۔

چند منٹ بعد وہ بحریہ کالونی میں پہنچ گئے کیپٹن شنجے نے کالونی کے ایک بی کلاس بنگلے کے گیٹ پر کار روک کر ہارن بجایا تو اندر سے مسلح گارڈ نے گیٹ کھول دیا اور کیپٹن شنجے نے اندر آ کر کار برآمدے کے پاس روک دی انجن بند کر کے وہ نیچے اترا تو جولیا بھی کار سے نیچے اتر

آئی کمپاؤنڈ میں گیٹ کھولنے والے گارڈ کے علاوہ اور کوئی نہیں تھا کیپٹن شنجے جولیا کو ساتھ آنے کا اشارہ کرتے ہوئے برآمدے کی طرف بڑھا تو جولیا اس کے پیچھے چلنے لگی چند لمحوں بعد وہ دونوں ایک پر آسائش ڈرائینگ روم میں داخل ہو گئے۔

بیٹھو کرن۔ میں یونیفارم تبدیل کر کے آتا ہوں پھر تمہاری کرنوں کا دیدار کروں گا............ کیپٹن شنجے نے کہا تو جولیا مسکرا کر ایک صوفے پر بیٹھ گئی۔

کرن سے پہلے سورج دیوتا کا دیدار کرو کیپٹن......... دفعتاً دروازے سے ایک مردانہ طنزیہ آواز سنائی دی تو کیپٹن شنجے نے تیزی سے پلٹ کر دیکھا اور پھر بے اختیار اچھل پڑا دروازے پر ایک نقاب پوش ہاتھ میں سائیلنسر لگا پستول لئے کھڑا تھا اور پستول کا رخ اس کی طرف تھا جولیا کے لبوں پر اطمینان بھری مسکراہٹ پھیل گئی۔

اوہ۔ تم کون ہو۔ اندر کیسے آئے............ کیپٹن شنجے نے حیرت کے جھٹکے سے نکلتے ہوئے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

عقبی گلی سے دیوار پھاند کر آیا تھا اور تمہارا نصف گھنٹے سے منتظر تھا.......... نقاب پوش نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

تم ہو کون۔ کیا چاہتے ہو......... کیپٹن شنجے نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

کیا یہ لڑکی تمہاری بہن ہے.......... نقاب پوش نے پوچھا۔

نہیں............ کیپٹن شنجے نے غصے سے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا تو جولیا خاموشی سے اٹھی اور دروازے کی طرف بڑھنے لگی۔

خاموشی سے بیٹھ جاؤ لڑکی ورنہ کیپٹن شنجے کی کھوپڑی میں سوراخ کر کے تمہاری کرنیں بھی بجھا دوں گا............ نقاب پوش نے غراتے ہوئے کہا تو جولیا خوفزدہ نگاہوں سے نقاب پوش کی طرف دیکھنے لگی

جب کہ اس دھمکی سے کیپٹن شنجے گھبرا گیا۔

تم۔ تم کیا چاہتے ہو مسٹر.......... کیپٹن شنجے نے پوچھا مگر اس کی آواز کانپ رہی تھی۔

تمہاری موت تاکہ تم کسی گل کو آئندہ مسل نہ سکو.......... نقاب پوش نے آگے بڑھتے ہوئے کہا تو کیپٹن شنجے بوکھلا گیا۔

مم........ مگر........ کیوں........ تم مجھے کیوں مارنا چاہتے ہو.......... کیپٹن شنجے نے خوف سے ہکلاتے ہوئے پوچھا۔

بکومت۔ منہ دیوار کی طرف کر لو مرنے والا کبھی موت کے فرشتے سے سوال نہیں کرتا.......... نقاب پوش نے غراتے ہوئے کہا اور جونہی کیپٹن شنجے نے دوسری طرف منہ کیا نقاب پوش نے آگے بڑھ کر اس کے سر پر پستول کا دستہ مار دیا اور کیپٹن شنجے کراہتا ہوا فرش پر گرا اور بے ہوش ہو گیا تب جولیا اطمینان سے پیچھے ہٹ کر صوفے پر بیٹھ گئی وہ

جانتی تھی کہ نقاب پوش عمران ہی ہے لیکن اسے حیرت اس بات پر تھی کہ عمران اتنی جلدی عقبی کمپاؤنڈ کی طرف سے بنگلے میں کیسے داخل ہو گیا تھا نقاب پوش نے پلٹ کر دروازہ بند کیا اور پستول جیب میں رکھ کر فرش پر پڑے بے ہوش کیپٹن شنجے کی طرف بڑھ گیا۔

کافرستان سیکرٹ سروس کے ممبرز بڑی تندہی سے جوکر نامی شخص کو تلاش کر رہے تھے میجر راجیش اپنے ساتھیوں کے ہمراہ ہر ممکنہ جگہ سے

جوکر کے بارے میں معلومات حاصل کر رہا تھا اس کے چیف کرنل دیو آنند نے اسے بری طرح ڈانٹا تھا کیونکہ سیکرٹری خارجہ نے کرنل دیو کی بہت بے عزتی کی تھی کرنل دیو نے اسے جو کوڈ بک ڈسک بھیجی تھی وہ خالی تھی اور کافرستان کی کسی کمپنی کی ساختہ تھی جب کہ اصل کوڈ بک ڈسک اسرائیل کی بنی ہوئی تھی اپنی بے عزتی کی وجہ سے کرنل دیو کو راجیش پر بہت غصہ آیا تھا اور اس نے راجیش کو طلب کر کے بری طرح غصے کا اظہار کیا تھا۔

راجیش نے ملک کے تمام اہم شہروں میں کافرستان سیکرٹ سروس کے ممبران سے رابطہ کیا ہوا تھا کیونکہ یہ امکان بھی تھا کہ مجرم کسی دوسرے شہر میں شفٹ ہو گئے ہوں اس سلسلے میں اس نے کرنل دیو کو بتایا تھا اور کرنل دیو نے اسے ہدایت کی تھی کہ اگر مجرم کسی دوسرے شہر میں روپوش ہیں تو یقیناً وہ ساحلی شہر میں ہوں گے کیونکہ کافرستان اور

اسرائیل کے خفیہ پلان پر عمل درآمد کے لئے نیوی کو انتظام کرنا ہے اور اگر مجرم کوڈبک کے ذریعے اس پلان سے آگاہ ہو چکے ہیں تو وہ ساحلی شہر میں ان بحری جہازوں کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کی کوشش کریں گے اس لئے وہاں نیوی کے ہیڈ کوارٹر کی نگرانی کی جائے چنانچہ راجیش نے نیوی ہیڈ کوارٹر کی نگرانی کا انتظام کر دیا تھا کیونکہ مجرموں کو وہیں سے پروگرام کی تفصیل معلوم ہو سکتی تھی اس کا خیال درست ثابت ہوا تھا اور اس وقت وہ اپنے آفس روم میں بیٹھا اپنے ایک ساتھی چاون سے فون پر بات کر رہا تھا۔

کیا رپورٹ ہے چاون۔ جلدی بتاؤ............ راجیش نے سخت لہجے میں کہا۔

سر میں آپ کے حکم پر نیوی ہیڈ کوارٹر کی نگرانی کر رہا تھا ایک گھنٹہ پہلے میں لنچ کرنے نیوی ہیڈ کوارٹر کے قریبی ریسٹورنٹ میں گیا تو نیوی

کے ریکارڈ روم کا اسسٹنٹ انچارج جو کافی عیاش طبع آدمی ہے ایک خوبصورت لڑکی کے ہمراہ اپنی گاڑی میں وہاں سے روانہ ہو رہا تھا جبکہ اصولاً اسے ڈیوٹی کے دوران آفس نہیں چھوڑنا چاہئے تھا پھر میں نے ریسٹورنٹ کے ایک ویٹر سے معلومات حاصل کیں تو پتہ چلا کہ کیپٹن سنجے کے ساتھ جانے والی لڑکی کیپٹن سنجے کی آمد سے پہلے ایک ادھیڑ عمر شخص کے ساتھ وہاں آئی تھی اور دونوں نے کھانا کھایا تھا پھر کیپٹن سنجے آیا تو لڑکی اٹھ کر کیپٹن سنجے کی میز پر آ گئی اور وہاں بیٹھ کر باتیں کرتی رہی کیپٹن سنجے نے معمول کے برعکس تھوڑا سا کھانا کھایا اور کاؤنٹر سے کسی کو فون کرنے کے بعد اس لڑکی کے ساتھ چلا گیا جو شاید اس کی نئی گرل فرینڈ تھی ویٹر کی بات سن کر میں نے کاؤنٹر مین سے کیپٹن سنجے کے فون کے بارے میں پوچھ گچھ کی تو اس نے بتایا کہ کیپٹن سنجے نے اپنے باس کو فون پر اطلاع دی تھی کہ اس کی طبیعت

خراب ہے اور وہ گھر جانا چاہتا ہے اس کے بعد وہ اپنی میز پر ہی بل ادا کر کے لڑکی کے ساتھ باہر چلا گیا............چاون نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

اور تم مجھے ایک گھنٹے بعد یہ سب کچھ بتا رہے ہو نانسنس۔ تمہیں فوراً کیپٹن سنجے کا تعاقب کرنا چاہیے تھا...........راجیش نے غصیلے لہجے میں کہا۔

سوری باس۔ میں کاؤنٹر مین سے بات کر کے اسی ارادے سے فوراً باہر آیا تھا لیکن کیپٹن سنجے کی گاڑی غائب ہو چکی تھی معلوم نہیں وہ اس لڑکی کے ساتھ اپنے گھر گیا تھا یا کسی دوسری جگہ بہر حال میں نے اندازے سے ایک طرف اپنی کار دوڑائی لیکن کیپٹن سنجے کی گاڑی کہیں نظر نہ آئی پھر میں کھانا کھانے لگا میرا ارادہ تھا کہ کھانا کھا کر دوبارہ کیپٹن سنجے..........چاون نے کہا۔

شٹ اپ جب تمہیں پتہ ہے کہ کیپٹن سنجے ایک انتہائی حساس پوسٹ پر ملازم ہے اور ریکارڈ روم میں نیوی کا تمام ریکارڈ اس کی دسترس میں ہونے کے علاوہ کیپٹن سنجے عورتوں کا رسیا ہے تو مجرم اس سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں مگر پھر بھی تم نے پہلے پیٹ بھرنا ضروری سمجھا تھا یونیفارم میں وہ اپنی گرل فرینڈ کو کسی تفریح گاہ یا ہوٹل میں نہیں لے جا سکتا تھا وہ لازماً اپنے گھر گیا ہو گا اب تم فوراً اس کے گھر پہنچو اور اس کی گرل فرینڈ کے بارے میں معلومات حاصل کرو لڑکی کے ساتھ جو ادھیڑ عمر مرد تھا اس کے متعلق بھی پوچھ گچھ کر کے مجھے رپورٹ دو.........راجیش نے چاون کی بات کاٹتے ہوئے سخت لہجے میں کہا اور رسیور کریڈل پر پٹخ دیا چند لمحوں تک وہ کچھ سوچتا رہا اور پھر اس نے ایک بار پھر فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے لگا۔

لیس۔ کرنل ڈیو سپیکنگ..............رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری

طرف سے اس کے چیف کی آواز سنائی دی۔

سر میں فوری طور پر شہر سے باہر جا رہا ہوں............ راجیش نے مودبانہ لہجے میں کہا اور پھر چاون کی رپورٹ کا ذکر کرنے لگا دوسری طرف سے کرنل دیو خاموشی سے سنتا رہا۔

میں نے تمھیں اسی لئے نیوی ہیڈ کوارٹر کی نگرانی کی ہدایت کی تھی راجیش............ کرنل دیو نے کہا۔

لیس سر۔ آپ کا اندازہ یقیناً درست ہو سکتا ہے............ راجیش نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

بہر حال تم فوراً وہاں پہنچو۔ مجرم یقیناً نیوی کے ریکارڈ روم سے معلومات حاصل کرنے کی فکر میں ہیں اور کیپٹن نجے ریکارڈ روم میں اسسٹنٹ انچارج ہے ہو سکتا ہے مجرم اس لڑکی کے ذریعے اسے بلیک میل کرنے کی کوشش کر رہے ہوں ضرورت پڑے تو مزید ممبرز کو وہاں

طلب کر لینا میرا ہیلی کاپٹر لے جاؤ تا کہ جلد وہاں پہنچ سکو اور ہاں مجھے برابر رپورٹ کرتے رہنا او کے۔

کرنل دیو نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ منقطع ہو گیا تو راجیش نے بھی فون بند کر دیا اور اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

چاون راجیش کی ہدایت پر فوراً ہی کیپٹن نجے کے بنگلے پر جا پہنچا تھا گیٹ بند تھا اس نے چند قدم آگے کار روکی اور پھر کار سے نیچے اتر کر

واپس مڑا کیپٹن شجے کے بنگلے کے گیٹ کے پہلو میں پہنچ کر اس نے ایک سوراخ سے اندر جھانکا تو وہ مطمئن ہوگیا کیونکہ کیپٹن شجے کی پرائیویٹ کار برآمدے کے پاس کھڑی تھی اس نے کال بیل کا بٹن پریس کیا تو چند سیکنڈ بعد گیٹ کھل گیا اور ایک مسلح گارڈ کی شکل دکھائی دی۔

ہیلو۔ کیا یہ کیپٹن شجے کا گھر ہے.......... چاون نے گارڈ کی طرف مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

جی فرمایئے............ گارڈ نے ہاتھ ملاتے ہوئے کہا۔

ذرا باہر آکر میری ضروری بات سن لو.......... چاون نے اس کا ہاتھ کھینچتے ہوئے رازدارانہ انداز میں کہا تو گارڈ چونکتا ہوا گیٹ سے باہر آیا تو چاون نے اپنی جیب سے ایک کارڈ نکالا اور گارڈ کے سامنے کر دیا۔

یقیناً تم پڑھے لکھے ہوگے یہ میرا ذاتی کارڈ ہے.......... چاون نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اوہ۔ فرمایئے سر............ گارڈ نے کارڈ پڑھ کر چونکتے ہوئے کہا کارڈ پر چاون کا نام اور ملٹری انٹیلی جنس لکھا ہوا تھا۔

میں چاہتا ہوں کہ تم سے چند باتیں پوچھوں لیکن تم کیپٹن شجے سے ان باتوں کا ذکر نہیں کروگے ورنہ ساری زندگی جیل میں سڑتے رہوگے............ چاون نے دھمکی آمیز لہجے میں کہا تو گارڈ گھبرا گیا۔

ٹھیک ہے سر۔ میں خیال رکھوں گا............ گارڈ نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

کیپٹن شجے کے ساتھ آنے والی لڑکی کے بارے میں بتاؤ کہ وہ کتنی بار یہاں آچکی ہے.......... چاون نے آہستہ سے پوچھا۔

میں نہیں جانتا سر۔ آج پہلی مرتبہ وہ یہاں آئی ہے.......... گارڈ

نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

کیپٹن سنجے نے تمہیں کیا بتایا تھا اسکے بارے میں کیا یہ ہدایات دی تھیں کہ کوئی ملنے والے آئے تو اسے کیا بتانا ہے چاون نے پوچھا۔

نو سر۔ مجھے پہلے سے صاحب نے ہدایت کر رکھی ہے کہ جب وہ کسی لڑکی سے ساتھ مصروف ہو تو آنے والوں کو ٹرخا دیا جائے کہ وہ گھر پر نہیں ہیں یا شہر سے باہر گئے ہوئے ہیں.......... گارڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

اچھا وہ کب تک فارغ ہو جائے گا.............. چاون نے پوچھا۔

میرا خیال ہے کہ وہ رات بھر مصروف رہیں گے.......... گارڈ تے آہستہ سے مسکرا کر کہا۔

ٹھیک ہے میری آمد کا اسے علم نہیں ہونا چاہیے میں ابھی دوبارہ آتا ہوں........... چاون نے سخت لہجے میں گارڈ کو ہدایت کرتے

ہوئے کہا اور پھر وہ پلٹ کر اپنی کار کی طرف بڑھ گیا کار کے پاس پہنچ کر اس نے ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھتے ہوئے جیب سے موبائل فون نکالا اور تیزی سے میجر راجیش کے نمبر پریس کرنے لگا دوسری طرف سے بیل کی آواز سنائی دی لیکن کئی لمحے گزر گئے مگر رابطہ قائم نہ ہوا تو چاون نے فون آف کر کے کچھ سوچا اور پھر میجر راجیش کے موبائل فون کے نمبر پریس کرنے لگا اس مرتبہ چند سیکنڈ بعد ہی رابطہ قائم ہو گیا۔

ہیلو۔ راجیش بول رہا ہوں.............. دوسری طرف سے میجر راجیش کی آواز سنائی دی جس میں ہوا کا شور بھی شامل تھا۔

چاون بول رہا ہوں سر۔ کیا آپ ہیلی کاپٹر میں ہیں۔ چاون نے چونکتے ہوئے مودبانہ لہجے میں کہا۔

ہاں۔ میں تمہاری طرف آ رہا ہوں بہر حال کہو راجیش نے کہا تو چاون

نے اسے گارڈ سے حاصل ہونے والی معلومات کے بارے میں بتا دیا
چاون تمہارا کیا خیال ہے.............راجیش نے رپورٹ سننے کے
بعد کہا۔

سر کیپٹن سنجے کنوارہ ہے اور اپنی عیاشی کے لئے ہر ہفتے نئی لڑکی کو پھانستا
ہے گزشتہ ہفتے اس کے ساتھ ایک کلب ڈانسر تھی..........چاون نے
کہا۔

نہیں چاون۔ظاہری طور پر بے شک کیپٹن سنجے نئی نئی لڑکیوں سے دل
بہلانے والا شخص ہے لیکن تم نے خود رپورٹ دی تھی کہ کیپٹن سنجے کے
ریسٹورنٹ میں آنے سے پہلے اس نئی لڑکی نے ایک ادھیڑ عمر شخص کے
ہمراہ کھانا کھایا ہے اور کیپٹن سنجے کے آتے ہی لڑکی اپنی میز سے اٹھ کر
کیپٹن سنجے کی میز پر جا بیٹھی پھر کیپٹن سنجے لڑکی کے ساتھ ریسٹورنٹ
سے نکلا تو ان سے پہلے ہی لڑکی کا ادھیڑ عمر ساتھی اٹھ کر باہر جا چکا تھا

جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ لڑکی اور اس کا ادھیڑ عمر ساتھی کسی پلان کے
تحت وہاں آئے تھے اور جب لڑکی کیپٹن سنجے کے ساتھ جانے لگی تو وہ
ادھیڑ عمر شخص لڑکی کو بتائے بغیر پہلے ہی ریسٹورنٹ سے باہر نکل گیا یقیناً
وہ ادھیڑ عمر شخص کسی خاص مقصد کے تحت ان دونوں سے پہلے رخصت
ہوا ہوگا ورنہ اصولاً جانے سے پہلے وہ ادھیڑ عمر شخص لڑکی کو بتاتا کہ وہ جا
رہا ہے کیا میرا تجزیہ غلط ہے.........راجیش نے کہا تو چاون کو
اس کی دلیل ٹھوس محسوس ہوئی۔

نو سر۔آپ درست کہہ رہے ہیں............چاون نے تائید کرتے
ہوئے کہا۔

اس بات پر بھی غور کرو کہ اگر ادھیڑ عمر شخص کیپٹن سنجے کے لئے اجنبی تھا
تو وہ لڑکی کو کیوں سنجے کے پاس چھوڑ گیا یا لڑکی نے اسے کیپٹن سنجے
سے کیوں متعارف نہیں کرایا تھا اس کا واضح مطلب ہے کہ ادھیڑ عمر

شخص کیپٹن سنجے کی نگاہوں سے بچنا چاہتا تھا میرے خیال میں وہ لڑکی اس ادھیڑ عمر شخص کی ساتھی ہے ہوسکتا ہے کہ وہ اپنی اداؤں سے کام لے کر کیپٹن سنجے سے خاص معلومات یا ریکارڈ روم میں موجود کوئی اہم فائل حاصل کرنا چاہتی ہو اس لئے تم فوراً بنگلے میں داخل ہو کر لڑکی کو چیک کرو بے حد محتاط رہنا اس کیس میں پہلے ہی ہمارے کئی ساتھی مارے جاچکے ہیں............راجیش نے مسلسل بولنے کے بعد ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

رائٹ سر۔ میں ابھی اندر جا کر دیکھتا ہوں............چاون نے پر جوش لہجے میں کہا۔

گڈ۔ مجھے فوری رپورٹ دینا اوکے............دوسری طرف سے راجیش نے کہا اور رابطہ ختم ہو گیا تو چاون نے بھی موبائل فون آف کر کے جیب میں ڈالا اور کار سے اتر کر کیپٹن سنجے کے بنگلے کی طرف بڑھ

گیا گیٹ پر پہنچ کر اس نے وہاں کھڑے گارڈ کو اشارے سے باہر بلایا جو تھوڑا سا گیٹ کھولے اس کا انتظار کر رہا تھا۔

سنو۔ مجھے صرف یہ دیکھنا ہے کہ کیپٹن سنجے کے ساتھ لڑکی کون ہے میں اندر جا رہا ہوں تم نے کسی بھی طرح اندر والوں کو خبردار کرنے کی کوشش کی تو گاڑی میں بیٹھے میرے ساتھی تمہیں چھلنی کر دیں گے ....چاون نے دبی آواز میں گارڈ کو وارننگ دیتے ہوئے کہا۔

ٹھ ٹھیک ہے سر............گارڈ نے اس کی دھمکی سے خوفزدہ ہوتے ہوئے کہا تو چاون نے کوٹ کی اندرونی جیب سے پستول نکالا اور بنگلے میں داخل ہو کر برآمدے کی طرف بڑھنے لگا گارڈ گیٹ کے پاس کھڑا چاون کی طرف دیکھ رہا تھا چاون برآمدے میں داخل ہوا اور دبے پاؤں پہلے کمرے کی طرف بڑھنے لگا جس میں روشنی ہو رہی تھی وہ کمرے کے دروازے کے پاس پہنچا اور دیوار کی آڑ لے کر کمرے

میں جھانکنے لگا۔

ڈرائینگ روم میں کیپٹن ننجے ایک کرسی پر بیٹھا تھا اس کے ہاتھ کرسی کی پشت پر بندھے ہوئے تھے اور وہ بے ہوش تھا عمران اور جولیا صوفے پر بیٹھے ہوئے تھے عمران نے کیپٹن ننجے کو ہوش میں لانے کے لئے مخصوص سپرے اس کی ناک پر کر دیا تھا اور کیپٹن ننجے ہوش میں آنے والا تھا عمران ابھی تک نقاب لگائے ہوئے تھا کیپٹن ننجے کو بے ہوش

کر کے باندھنے کے بعد عمران نے باقی کمروں کا جائزہ لیا تھا تا کہ ضرورت پڑنے پر گھر کی لوکیشن آڑے نہ آ سکے اور وہ خود کو مناسب جگہ پر پوشیدہ کر سکیں۔

چند لمحوں بعد کیپٹن ننجے کے جسم میں حرکت ہوئی اور اس نے آہستہ آہستہ آنکھیں کھول دیں لیکن سامنے بیٹھے عمران اور جولیا کو دیکھ کر وہ یک دم چونکا پھر اپنے بندھے ہاتھوں کو کھولنے کے لئے زور لگایا لیکن ناکام رہا۔عمران نے جیب سے پستول نکال کر اس پر تان لیا۔

کرن یہ نقاب پوش کون ہے..........کیپٹن ننجے نے جولیا کو گھورتے ہوئے غصے سے پوچھا۔

میرا منہ بولا انکل ہے یہ تم سے چند سوالات کرنا چاہتے ہیں تمہیں ان کے سوالوں کے جوابات دینا ہوں گے..........جولیا نے سخت لہجے میں کہا۔

اور اگر میں جواب نہ دوں تو پھر............. کیپٹن شنجے نے منہ بنا کر کہا۔

تو پھر یہ تمہیں ہلاک کر دیں گے اور کسی کو علم بھی نہ ہو سکے گا کہ تم دنیا چھوڑ چکے ہو.......... جولیا نے دھمکی آمیز لہجے میں کہا۔

کیونکہ میرا پستول بے آواز ہے اور اس کی آواز نہیں ابھرتی کہو تو فائر کر دوں تمہارے سینے میں.......... عمران نے جلدی سے کہا تو کیپٹن شنجے کا چہرہ خوف سے زرد پڑ گیا۔

نن۔نہیں۔تم کیا معلوم کرنا چاہتے ہو........... کیپٹن شنجے نے خوف سے ہکلاتے ہوئے کہا۔

اس طیارہ بردار جہاز جس سے پڑوسی دشمن کے ساحلی شہر کو تباہ کرنے کے لئے اسرائیلی طیاروں کے ذریعے بمباری کرنے کا منصوبہ بنایا گیا ہے اس کا شیڈول کیا ہے.......... عمران نے پوچھا۔

اوہ۔میں میں۔نہیں جانتا........... کیپٹن شنجے نے یک دم چونکتے ہوئے کہا تو عمران اس کے چہرے کے تاثرات نوٹ کرنے لگا۔

شٹ اپ تم ریکارڈ روم میں اسسٹنٹ انچارج ہو اور عملی طور پر تم انچارج سے زیادہ معلومات رکھتے ہو تمہیں معلوم ہے کہ ریکارڈ روم میں موجود فائلوں میں کیا ہے.......... عمران نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

نہیں میں ریکارڈ کی کسی فائل کا مطالعہ نہیں کرتا مجھے کچھ معلوم نہیں ہے........... کیپٹن شنجے نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

اس کے باوجود تم آنکھیں بند کر کے کسی فائل کو نہ سیف کرتے ہو اور نہ جاری کرتے ہو تمہاری زندگی کا دارومدار تمہارے جواب پر ہے اگر تم نہیں بتاؤ گے تو میری ایک گولی خرچ ہو گی اور تمہاری باقی عمر تمام ہو جائے گی تم بولو کرن۔کیا کیپٹن شنجے کا آپریشن کر کے اس کے دل

گردے نکال لئے جائیں یا کھوپڑی میں سوراخ کر کے بھیجہ نکالا جائے..........عمران نے پہلے کیپٹن شجے اور پھر جولیا سے مخاطب ہو کر اس طرح پوچھا جیسے کھانا کھانے کے لئے مینو سلیکٹ کر رہا ہو۔

اس کی کھوپڑی اڑا دو۔ میں اس کے انچارج سے مل کر سب کچھ معلوم کر لوں گی..........جولیا نے بے رحمی سے کہا۔

شکریہ۔ یقیناً تم نے درست کہا ہے..........عمران نے کیپٹن شجے کو گھورتے ہوئے کہا اور پستول کا رخ اس کے سر کی طرف کر دیا۔

او۔ ٹھ۔ ٹھہرو۔ ٹھہرو۔ فائر مت کرنا..........کیپٹن شجے نے یک دم دہشت سے ہکلاتے ہوئے کہا۔

تو پھر جلدی کرو ڈارک آپریشن میں حصہ لینے والے جہازوں کے بارے میں تمام تفصیلات بتا دو یا پھر میں جو سوال کروں اس کا جواب دیتے رہو..........عمران نے غراہٹ آمیز لہجے میں کہا اور پھر وہ

پاکیشیا کے خلاف کافرستان اور اسرائیل کے ناپاک منصوبے ڈارک آپریشن میں حصہ لینے والے بحری جہازوں اور ان کے شیڈول کے متعلق سوالات کرنے لگا اور کیپٹن شجے جواب دیتا رہا۔

دس منٹ بعد عمران مطلوبہ معلومات حاصل کر چکا تھا اور اسے یہ بھی اطمینان ہو گیا تھا کہ اس نے درست معلومات حاصل کر لی ہیں تو اس نے جولیا کو مخصوص اشارہ کیا تو جولیا اٹھ کر کیپٹن شجے کے عقب میں گئی اور اپنا پستول نکال کر کیپٹن شجے کے سر پر پستول کا دستہ مار دیا کیپٹن شجے کے منہ سے کراہ نکلی اور وہ بے ہوش ہو گیا تب عمران نے اپنے لباس کی خفیہ جیب سے چھوٹا سا میک اپ باکس نکالا اور کیپٹن شجے کی طرف دیکھتے ہوئے میک اپ کرنے لگا۔

پندرہ منٹ بعد وہ میک اپ سے فارغ ہوا تو وہ کیپٹن شجے کا ہمشکل بن چکا تھا اس کے اشارے پر جولیا اٹھی اور کمرے سے باہر چلی گئی تو

عمران نے اٹھ کر کیپٹن سنجے کے ہاتھ کھولے اور پھر اس کی نیوی
یونیفارم اتار کر پہن لی اور اپنا لباس اسے پہنانے کے بعد اسے اٹھا کر
واش روم میں بند کر دیا اب وہ ہر لحاظ سے کیپٹن سنجے دکھائی دے رہا تھا
پھر وہ جولیا کو بلانے کے لئے آواز دینے ہی لگا تھا کہ جولیا تیزی سے
کمرے میں داخل ہوئی۔

عمران۔ ابھی ابھی ایک اجنبی گیٹ پر آیا تھا اور گارڈ سے پوچھ گچھ کر
کے چلا گیا ہے۔.......... جولیا نے تیزی سے کہا تو عمران چونک
پڑا۔

اوہ۔ وہ کون تھا تمہیں کیسے پتہ چلا.................. عمران نے آہستہ
سے تشویش آمیز لہجے میں پوچھا۔

میں برآمدے کے پاس گئی تو گارڈ تھوڑا سا گیٹ کھولے باہر کسی سے
بات کر رہا تھا پھر وہ باہر نکل گیا تو میں تیزی سے گیٹ کے قریب

پھولوں کی باڑ کے پاس گئی اور مجھے گارڈ اور اس اجنبی کی آوازیں سنائی
دینے لگیں.............. جولیا نے کہا اور پھر وہ سنی ہوئی باتیں
دوہرانے لگی جو گارڈ اور اجنبی کے درمیان میں ہوئی تھیں۔

ہونہہ۔ وہ اجنبی کس طرف گیا ہے کیا کسی گاڑی میں تھا عمران نے
تیزی سے پوچھا۔

نہیں شاید پیدل ہی بائیں سمت گیا تھا کیونکہ میں نے گاڑی کی آواز
نہیں سنی البتہ وہ آدمی گارڈ کو دھمکا کر گیا ہے اور دوبارہ آنے کا بتا کر گیا
ہے........... جولیا نے مضطربانہ لہجے میں کہا۔

تم خبردار رہو۔ میں چیک کر کے آتا ہوں .... عمران نے کہا۔

تمہارے خیال میں وہ کون ہوسکتا ہے........... جولیا نے پوچھا۔

ظاہر ہے وہ میری سالی کا بہنوئی تو ہو نہیں سکتا البتہ سیکرٹ سروس یا
انٹیلی جنس کا کوئی ممبر ہوگا غالباً کیپٹن سنجے کی اہمیت کے پیش نظر اس کی

نگرانی کی جا رہی ہوگی اور اب اسے تمہارے ہمراہ جاتے دیکھ کر کسی نے مخبری کی ہوگی اگر وہ آدمی تعاقب کرتا ہوا یہاں آتا تو میں راستے میں ہی اسے چیک کر کے ختم کر دیتا عمران نے جواب دیا اور ڈرائینگ روم سے نکل آیا راہداری میں آ کر وہ برآمدے کی طرف بڑھا اور برآمدے کے پاس دیوار کی آڑ لے کر گیٹ کی طرف دیکھنے لگا۔

گیٹ تھوڑا سا کھلا ہوا تھا اور وہاں گارڈ کھڑا باہر جھانک رہا تھا البتہ باہر کوئی شخص نظر نہ آ رہا تھا مگر اسی لمحے ایک اجنبی شخص کا چہرہ گیٹ کے سامنے نمودار ہوا اور پھر پیچھے ہٹ گیا اس کے ساتھ ہی گارڈ باہر نکل گیا چند لمحوں بعد گارڈ کے ساتھ وہ اجنبی گیٹ سے اندر آیا تو عمران سمجھ گیا کہ جولیا نے اسی اجنبی کی گارڈ کے ساتھ باتیں سنی تھیں اندر آ کر اجنبی آگے بڑھتا دکھائی دیا تو عمران تیزی سے پیچھے ہٹا اور ڈرائینگ روم میں آ کر اس نے جولیا کو بیڈ روم میں جانے کی ہدایت کی جولیا

درمیانی دروازے سے گزر کر ملحقہ کمرے میں چلی گئی اور دروازہ بند کر لیا جب کہ عمران صوفے پر بیٹھ گیا۔

جلد ہی راہداری سے قدموں کی ہلکی ہلکی چاپ سنائی دینے لگی۔

عمران کن انکھیوں سے کھلے دروازے کی طرف دیکھتا ہوا سامنے والے صوفے پر ٹانگیں جمائے اس انداز میں بیٹھا تھا جیسے کسی گہری سوچ میں گم ہو باہر سے ابھرتے والی آہٹیں قریب آئیں اور پھر وہ اجنبی ہاتھ میں پستول لئے کمرے میں داخل ہوا عمران نے چونکتے ہوئے دروازے کی طرف دیکھا اور اس طرح زور سے اچھل کر کھڑا ہو گیا جیسے صوفے میں موجود سپرنگ باہر نکل آئے ہوں اجنبی نے فوراً ہی عمران پر پستول تان لیا۔

اوہ۔ تت۔ تم تم کون ہو............عمران نے دہشت زدہ انداز میں ہکلاتے ہوئے کہا۔

چاون راج۔ انسپکٹر ایف بی آئی ہاتھ اٹھا ر کیپٹن سنجے اجنبی نے عمران کو گھورتے ہوئے سخت لہجے میں کہا۔

کک۔ کیوں۔ جب کہ تم جانتے ہو کہ میں نیوی کا ذمہ دار آفیسر ہوں اور میرا عہدہ کیپٹن ہے.........عمران نے ہاتھ بلند کرتے ہوئے کہا۔

شٹ اپ۔ ایف بی آئی کا انسپکٹر میجر سے زیادہ اختیارات رکھتا ہے ....چاون نے غصیلے لہجے میں کہا۔

مم۔ مگر۔ میرا قصور کیا ہے.........عمران نے بوکھلاہٹ آمیز لہجے میں کہا۔

پہلے یہ بتاؤ کہ وہ لڑکی کہاں ہے جس کے ساتھ تم عیاشی کر رہے تھے ....چاون نے غراتے ہوئے کہا۔

اوہ تو یوں کہو انسپکٹر کہ تم بھی اس شمع کے پروانے ہو عمران نے ہنستے

ہوئے کہا۔

نہیں میں تمہاری طرح عیاش نہیں ہوں.........چاون نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

اوہ غالباً تم تو بلاناغہ مندر جا کر پوجا پاٹ کرتے ہو عمران نے طنزیہ لہجے میں کہا تو چاون کے چہرے پر عجیب سے تاثرات نمودار ہوئے اور وہ پر سوچ انداز میں عمران کی طرف دیکھنے لگا۔

یقیناً تم کیپٹن نہیں ہو.........چاون نے غصے سے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

کک۔ کیا مطلب کیا میں کیپٹن کی بجائے کانسٹیبل ہوں عمران نے حیرت سے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

مطلب یہ کہ تم سنجے نہیں ہوں.........چاون نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

گھاس کھا گئے ہو انسپکٹر ۔ میں سنجے نہیں ہوں تو کیا گنجے ہوں عمران نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

شٹ اپ تم سنجے کے میک اپ میں ہو جلدی بولو اصل کیپٹن سنجے کہاں ہے......... چاون نے غراتے ہوئے کہا۔

شاید تمہاری آنکھوں میں موتیا اتر آیا ہے جو تمہیں میں اصل سنجے نہیں لگ رہا حالانکہ میں خالص سو فیصد اور گارنٹی یافتہ سنجے ہوں اسے تم سمجھاؤ ڈارلنگ .... عمران نے واش روم کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو چاون نے بھی بے اختیار چہرہ موڑ کر واش روم کی طرف دیکھا اور اسی لمحے عمران اچھل کر چاون سے جا ٹکرایا جس کے نتیجے میں چاون کے ہاتھ سے پستول نکل کر دور جا گرا اور وہ لڑ کھڑاتا ہوا پیچھے ہٹا لیکن اس نے فوراً ہی خود کو سنبھالتے ہوئے عمران پر حملہ کر دیا عمران نے اس کا گھونسا ایک بازو پر روکا اور جواباً اس کے منہ پر گھونسا

مار دیا لیکن چاون کافی پھرتیلا ثابت ہوا اور پھرتی سے اپنا چہرہ بچا کر عمران سے لپٹ گیا عمران نے اس کی ناک پر زوردار ٹکر ماری اور چاون بلبلاتا ہوا پیچھے ہٹا ہی تھا کہ عمران کی ٹھوکر اس کے پیٹ میں لگی اور وہ لڑ کھڑا کر فرش پر گر پڑا۔

عمران نے جست لگائی اور چاون کے سینے پر چڑھ کر اس کے جبڑے پر مکا مارا تو چاون کے حلق سے کراہ نکلی اور پھر اس سے پہلے کہ عمران دوسری ضرب لگاتا چاون نے تڑپ کر کروٹ لی اور عمران اس کے سینے سے فرش پر لڑھک گیا چاون نے فوراً ہی سیدھے ہو کر عمران کے جبڑے پر گھونسا مارنے کی کوشش کی لیکن عمران اس کی قوت کا اندازہ کر چکا تھا اور وہ جانتا تھا کہ چاون کا گھونسا اس کا جبڑا ٹیڑھا کر سکتا ہے چنانچہ اس نے فوراً ہی کروٹ لی جس کے نتیجے میں چاون کا ہاتھ فرش سے ٹکرایا اور اس نے درد سے کراہتے ہوئے اپنا ہاتھ دوسرے ہاتھ

میں پکڑ لیا عمران پھرتی سے اٹھ کھڑا ہوا مگر چاون بھی اتنی ہی تیزی سے کھڑا ہو گیا تھا۔

تم جو کوئی بھی ہو یہاں سے بچ کر نہیں جا سکتے میرے ساتھیوں نے چاروں طرف سے بنگلے کو گھیر رکھا ہے اپنی گرفتاری دے دو ورنہ میرے آدمی تمہیں چھلنی کر دیں گے............ چاون نے عمران کو گھورتے ہوئے غضبناک لہجے میں کہا۔

شٹ اپ۔ میری گرفتاری صرف میرا محکمہ ہی کر سکتا ہے نیول پولیس کو بلاؤ........ عمران نے غراتے ہوئے کہا اسی لمحے چاون نے یک دم عمران پر جست لگا دی عمران کو پہلے ہی اس حملے کی توقع تھی اس لئے اس نے بجلی کی سی تیزی سے اپنی جگہ چھوڑ دی اور چاون اپنے ہی زور پر فرش پر آ گرا وہ تیزی سے اٹھا ہی تھا کہ عمران نے اس کے سینے میں ٹھوکر ماری اور چاون لڑکھڑاتا ہوا پشت کے بل پیچھے جا گرا پھر اس

سے پہلے کہ عمران اس کی طرف بڑھتا چاون نے قریب پڑا ہوا پستول اٹھایا اور عمران کی طرف سیدھا کر کے فائر کرنا ہی چاہتا تھا کہ اس کے حلق سے چیخ نکلی اور اس نے اپنا زخمی ہاتھ تھام لیا پستول اس کے ہاتھ سے نکل کر دور جا گرا تھا چاون نے تکلیف سے کراہتے ہوئے دائیں جانب دیکھا تو حیرت و خوف کی زیادتی سے بے ساختہ اچھل پڑا اور میانی دروازے میں ایک خوبصورت لڑکی ہاتھ میں بے آواز پستول لئے کھڑی تھی یقیناً اس نے چاون پر فائر کیا تھا جولیا کو دیکھ کر عمران نے بھی اپنی جیب سے پستول نکال کر چاون پر تان لیا۔

تم۔ تم کون ہو۔............ چاون نے ایک لمحے بعد سنبھل کر جولیا سے غصیلے لہجے میں پوچھا۔

یہ وہی لڑکی ہے جسے تم چیک کرنے آئے تھے اب اگر تم اپنے دل کو میری گولی سے بچانا چاہتے ہو تو ہاتھ بلند کر لو۔ عمران نے مسکراتے

ہوئے کہا۔

چاون نے عمران کو کھا جانے والی نگاہوں سے دیکھا اور ایک ہاتھ بلند کرلیا جب کہ اس کے دوسرے ہاتھ کے زخم سے خون بہہ رہا تھا چند لمحوں بعد چاون کرسی پر بیٹھا بے بس نظر آرہا تھا عمران نے اس کے ہاتھ پیچھے کر کے رسی سے باندھ دیے تھے جب کہ جولیا بائیں جانب کھڑی تھی اس کے پستول کا رخ چاون کی طرف تھا عمران جلدی سے کچن سے تیز دھار چھری اٹھا لایا تھا۔

تم باہر کا خیال رکھو۔ گارڈ اندر آنے کی کوشش کرے تو اسے ختم کر دینا.......عمران نے جولیا سے کہا تو وہ پلٹ کر باہر نکل گئی عمران نے چاون کے پاس آکر چھری کی نوک اس کے بائیں رخسار پر رکھی تو چاون خوفزدہ ہو گیا۔

سنو مسٹر چاون میں جانتا ہوں کہ تمہارا تعلق ایف بی آئی سے نہیں بلکہ

سیکرٹ سروس سے ہے تم میرے چند سوالوں کے جوابات دے کر اپنی جان بچا سکتے ہو ورنہ میں تمہیں قتل کرنے سے پہلے تمہارے رخساروں کو کاٹوں گا پھر اس چھری سے تمہاری آنکھوں کا آپریشن کروں گا تاکہ تمہارے چیف کو تمہاری لاش کی بھی شناخت نہ ہو سکے.........عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا تو چاون خوف سے جھرجھری لے کر رہ گیا۔

بولو تم نے ہمارے متعلق اپنے ہیڈ کوارٹر کو کیا اطلاع دی ہے اور میجر راجیش کہاں ہے.............عمران نے ایک لمحہ کے وقفہ کے بعد چھری پر دباؤ ڈالتے ہوئے پوچھا۔

وہ۔وہ یہاں آرہا ہے.............چاون نے تکلیف سے کراہتے ہوئے کہا۔

کیوں تم نے گارڈ سے پوچھ گچھ کرنے کے بعد اسے آنے کی دعوت

دی تھی .... عمران نے غراتے ہوئے پوچھا۔

نن ۔نہیں چھری تو ہٹاؤ۔ میں نے اسے نہیں بلایا وہ خود ہی آ رہا ہے میں نے جب باس کو رپورٹ دی اس وقت وہ ہیلی کاپٹر میں تھا اس نے مجھے ہدایت کی تھی کہ میں بنگلے میں گھس کر تمہاری ساتھی لڑکی کو چیک کروں کہ وہ کون ہے اور کیپٹن منجے کے ساتھ کیوں یہاں آئی تھی چاون نے جواب دیا تو عمران نے چھری کی نوک اس کے رخسار سے ہٹالی۔ ....

اس کا ہیلی کاپٹر کہاں لینڈ کرے گا .... عمران نے پوچھا۔

ائیر پورٹ پر .... چاون نے دہشت زدہ نگاہوں سے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے تو اس کے جواب پر عمران کو اطمینان ہوا کہ ابھی خطرہ دور ہے اس نے چاون سے مزید چند سوال کئے پھر یک دم جیب سے سائیلنسر لگا پستول نکالا اور چاون کی کنپٹی پر رکھ کر فائر کر دیا۔

کیپٹن شنکر شام پانچ بجے اپنے بحری اور طیارہ بردار جہاز پرتھوی ٹو پر پہنچا تو اس کے ساتھ اس کا ذاتی گارڈ موہن بھی تھا بحری جہاز پرتھوی ٹو بندرگاہ سے فافی فاصلے پر سمندر کے ایک ویران سے ساحل پر لنگر انداز تھا اس بندرگاہ کو صرف جنگی جہازوں کے لئے استعمال کیا جاتا تھا بندرگاہ پر چند عمارتیں تھیں اور یہاں کا تمام تر کنٹرول نیوی کے پاس تھا شنکر پرتھوی ٹو کا کپتان تھا چنانچہ کار سے اتر کر وہ اپنے گارڈ کے ہمراہ جونہی جہاز پر پہنچا جہاز کا تمام عملہ یک دم مستعد ہو گیا شنکر کا نائب کیپٹن راجیو بھی جہاز کے عرشہ پر موجود تھا اس نے آگے بڑھ

کرشنکر کو سلام کیا شنکر جو اپنے اندرونی اضطراب پر قابو پا چکا تھا، نے کیپٹن راجیو کی خیریت دریافت کی۔

میں بالکل ٹھیک ہوں سر۔ یہ کون ہے............ کیپٹن راجیو نے مسکراتے ہوئے شنکر کے گارڈ کی طرف دیکھ کر کہا۔

یہ میرے بنگلے کا گارڈ ہے گزشتہ رات ایک ڈاکو بنگلے میں گھس آیا اور اس نے مجھے قتل کرنے کی کوشش کی مگر اس گارڈ نے اپنی جان خطرے میں ڈال کر مجھے بچالیا اور ڈاکو اس کے ہاتھوں زخمی ہو کر بھاگ نکلا ہو سکتا ہے آج وہ ڈاکو اپنی شکست کا انتقام لینے کے لئے بنگلے کے باہر گھات لگا کر مجھے قتل کرنے کی کوشش کرے اس لئے احتیاطاً رام چند کو ساتھ لایا ہوں............ شنکر نے صفدر کی ہدایات کے مطابق جھوٹ بولتے ہوئے کہا تو کیپٹن راجیو نے ستائشی نگاہوں سے صفدر کی طرف دیکھا جو گارڈ کے میک اپ میں تھا شنکر اپنی بیوی کی جان

بچانے کے لئے صفدر سے تعاون کر رہا تھا۔

تم سناؤ۔ کام کی کیا پوزیشن ہے............ شنکر نے کیپٹن راجیو سے پوچھا۔

کام جاری ہے سر کل رات تک ہم سفر کے لئے بالکل تیار ہو جائیں گے........ راجیو نے مودبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

شنکر اور رجیو چلتے چلتے باتیں کر رہے تھے صفدر ان کے عقب میں چل رہا تھا مشین گن اس کے کندھے سے لٹک رہی تھی مگر وہ ان دونوں کی باتیں غور سے سن رہا تھا اور اس کی نگاہیں گردوپیش کا جائزہ لے رہی تھیں شنکر سے اسے کسی فریب کی توقع نہیں تھی۔

کیونکہ اس نے شنکر کی بیوی تانیا کو مسلسل بے ہوش رکھا تھا اور شنکر کو بھی البتہ صبح عمران کو رپورٹ دے کر اور نئی ہدایات لینے کے بعد اس نے شنکر کو ہوش میں لا کر بتایا تھا کہ وہ معمول کے مطابق دن گزارے اور

ٹیلی فون اٹنڈ کرے تانیا کو اس نے سٹور روم میں بند کر دیا تھا اور شنکر کو بتایا تھا کہ تانیا اس کے ساتھیوں کی قید میں ہے جو نیول کالونی کے ہی ایک بنگلے میں ہیں اور رات کو جہاز سے واپسی پر تانیا کو آزاد کر دیا جائے گا لیکن اگر شنکر نے جہاز پر کوئی گڑبڑ کی اور اسے گرفتار کرانے کی کوشش کی تو وہ ہمیشہ کے لئے تانیا سے محروم ہو جائے گا۔

پرتھوی ٹو کے رن وے پر اس وقت صرف ہیلی کاپٹر موجود تھے شنکر نے بتایا تھا کہ اسرائیلی بمبار طیاروں کی آمد کے بعد جہاز وہاں سے روانہ ہو جائے گا آج جہاز کا عملہ روانگی کے لئے تیاری میں مصروف تھا شنکر نے کیپٹن راجیو کے ہمراہ پورے جہاز کا ایک چکر لگایا پھر جہاز کے نچلے حصے میں واقع اپنے آفس میں آ گیا صفدر اس دوران ان دونوں کے ساتھ رہا آفس میں شنکر ٹیبل کے پیچھے اپنی کرسی پر بیٹھ گیا۔

سر۔ کیا چائے منگواؤں آپ کے لئے.............. کیپٹن راجیو نے

اس کے سامنے والی کرسی پر بیٹھتے ہوئے پوچھا۔

ہاں راجیو۔ میں تھکاوٹ محسوس کر رہا ہوں میرے لئے کافی یا چائے بھجوا کر تم کام کی نگرانی کرو ہمیں مقررہ وقت تک تیاری مکمل کر لینی چاہیے............ شنکر نے سر ہلاتے ہوئے کہا تو کیپٹن راجیو کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

مسٹر رام چند کیا تم بھی چائے پیو گے............ راجیو نے صفدر کی طرف دیکھ کر پوچھا۔

نو سر۔ میں ڈیوٹی کے دوران چائے نہیں پیتا............ صفدر نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

ارے ڈیوٹی کے دوران تو چائے آدمی کو چست رکھتی ہے ....راجیو نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

یس سر۔ لیکن چائے پینے سے مجھے نیند آنے لگتی ہے اس لئے رات کو

سونے سے پہلے پی لیتا ہوں.......... صفدر نے مسکرا کر کہا تو صفدر کے جواب پر راجیو عجیب سی نگاہوں سے اس کی طرف دیکھنے لگا اور پلٹ کر آفس سے باہر چلا گیا تب صفدر میز کے بائیں جانب دیوار کے پاس رکھی کرسی پر آ بیٹھا اور شنکر میز پر رکھی فائلوں کو چیک کرنے لگا تین چار منٹ بعد ایک ویٹر اندر آیا اور چائے کے برتن میز پر رکھ کر واپس چلا گیا۔

کیا تم واقعی چائے نہیں پیتے مسٹر .... ویٹر کے جانے کے بعد شنکر نے صفدر سے پوچھا تو صفدر نے انکار میں سر ہلا دیا اور پھر شنکر چائے پینے لگا چائے پینے کے بعد وہ دوبارہ فائلیں دیکھنے لگا جب کہ صفدر خاموش بیٹھا اسے دیکھتا رہا چند منٹ بعد شنکر نے جیب سے سگریٹ کا پیکٹ نکالا اور سگریٹ سلگانے لگا اسی لمحے ویٹر دوبارہ اندر آیا اور چائے کے برتن اٹھا کر باہر چلا گیا شنکر سگریٹ کے کش لیتا ہوا کچھ

سوچ رہا تھا۔

سنو اگر تم آرام کرنا چاہو تو دوسرے کیبن میں انتظام ہو سکتا ہے .... شنکر نے صفدر سے مخاطب ہو کر کہا۔

نہیں البتہ تم اب آرام کرو............. صفدر نے یک دم جیب سے پستول نکالتے ہوئے سرد لہجے میں کہا تو شنکر چونک پڑا کیونکہ صفدر کے پستول کا رخ اس کے چہرے کی طرف تھا پستول دیکھ کر شنکر اپنی جگہ پر یک دم ساکت ہو گیا۔

کک۔ کیا۔ کیا مطلب............. شنکر نے خوف سے ہکلاتے ہوئے کہا۔

مطلب یہ کہ میں اب واپس جانے کے موڈ میں ہوں لیکن اس طرح کہ کسی کو تم پر شبہ نہ ہو کہ تم نے میرے ساتھ تعاون کیا یا میری اصلیت جاننے کے باوجود مجھے یہاں لائے تھے لیکن یہ بھی ضروری ہے کہ میں

تنہا ہی واپس جاؤں.............صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا اور اٹھ کر شنکر کے قریب آ گیا۔

تت۔تم۔تم مجھے ہلاک کرنے لگے ہو..............شنکر نے دہشت سے لرزتے ہوئے کہا تو صفدر ہنس پڑا۔

گھبراؤ مت۔ابھی تمہاری موت سے مجھے کوئی فائدہ نہیں بس تھوڑی دیر کے لئے بے ہوش کروں گا..........صفدر نے اس کے عقب میں رکتے ہوئے آہستہ سے کہا اور اس کے ساتھ ہی ایک ہاتھ شنکر کے منہ پر جماتے ہوئے پستول کا دستہ اس کے سر کے عقبی حصے میں مار دیا تا کہ ضرب سے ابھرنے والا گومڑ سامنے سے کسی کو دکھائی نہ دے۔

شنکر کی کراہ اس کے منہ میں ہی گھٹ کر رہ گئی اور اس پر بے ہوشی طاری ہوتی چلی گئی صفدر نے اس کے منہ سے ہاتھ ہٹایا اور اس کا سر کرسی کی پشت سے اس طرح ٹکا دیا کہ وہ سویا ہوا دکھائی دے پھر اس

نے دروازہ بند کر کے اندر سے لاک کیا اور شنکر کے سامنے والی کرسی پر بیٹھ کر جیب سے میک اپ بکس نکال لیا تقریباً بیس منٹ بعد صفدر کرسی سے اٹھا تو وہ شنکر کا ہمشکل دکھائی دے رہا تھا اس نے شنکر کے قریب آ کر اسے اٹھایا اور دیوار کے ساتھ پڑے کوؤچ پر لٹانے کے بعد اس کی یونیفارم اتارنے لگا اپنا لباس شنکر کو پہنا کر اور شنکر کو یونیفارم خود پہننے کے بعد اس نے سائیڈ کیبن کا دروازہ کھولا تو وہ کیبن بیڈ روم کی طرح آراستہ تھا اس میں فولڈنگ بیڈ دیکھ کر صفدر نے شنکر کو اٹھایا اور اس کیبن میں لا کر بیڈ پر لٹانے کے بعد باہر نکل آیا۔

کیبن کا دروازہ بند کر کے وہ شنکر کی کرسی پر آ بیٹھا اور رواچ ٹرانس میٹر آن کر کے عمران کو کال کرنے لگا رابطہ قائم ہونے میں چند سیکنڈ لگے اور عمران کی آواز سن کر صفدر اسے رپورٹ دینے لگا اس کی رپورٹ سن کر عمران نے اسے چند ہدایات دیں اور رابطہ ختم ہونے پر صفدر نے

بھی ٹرانس میٹر آف کر دیا۔

اب اسے اپنا اصل کام کرنا تھا چنانچہ اس نے اپنی پتلون کے اندر پنڈلی سے بندھی ہوئی پلاسٹک کی تھیلی کھولی جس میں روپے کے بڑے سکے جتنی آٹھ دس گھڑیاں تھیں ان گھڑیوں کے نچلے حصے میگنیٹڈ تھے صفدر ایک ایک گھڑی کی سوائیاں گھما کر وقت سیٹ کرنے لگا چند منٹ بعد اس نے گھڑیاں پتلون کی جیبوں میں واپس رکھی اور اٹھ کھڑا ہوا اس نے دروازے کے پاس آ کر دروازہ کھولا اور باہر جھانکا تو راہداری میں کوئی نہیں تھا چنانچہ وہ باہر آیا اور دروازہ بند کر کے عرشہ پر جانے والی سیڑھیوں کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

رام نگر ہاربر بین الاقوامی بندرگاہ سے بیس کلومیٹر کے فاصلے پر دفاعی بندرگاہ تھی کافرستان نیوی کا سب سے بڑا طیارہ بردار جنگی جہاز اسی بندرگاہ پر لنگر انداز تھا شہر سے ایک سڑک اس بندرگاہ تک آتی تھی بندرگاہ سے نصف کلومیٹر پیچھے اس سڑک کے کنارے ایک چھوٹی سی کالونی نما آبادی تھی جس میں چھوٹے چھوٹے بنگلے تھے ان بنگلوں میں بحری جہازوں کے افسران رہتے تھے لیکن یہ ان کی عارضی رہائش گاہیں تھیں اور جب ان افسران کے جہاز اس بندرگاہ پر ایک دو دن کے لئے ٹھہرتے تو افسران ان بنگلوں میں قیام کرتے تھے جب کہ ان کے بیوی بچے شہر میں رہتے تھے۔

ان بنگلوں میں سے ایک بنگلہ طیارہ بردار جہاز کے نائب کپتان آر بی

چوپڑا کا تھا وہ ادھیڑ عمر اور ماہر جہاز راں تھا طیارہ بردار جہاز سومناتھ وان کے نائب کپتانوں میں تجربہ کے لحاظ سے اس کی بے حد اہمیت تھی کالونی کے قریب ہی گودی پر کام کرنے والے مزدوروں کی آبادی تھی اور کیپٹن چوپڑہ اپنی دولت سے مزدوروں کی نہ صرف مالی امداد کیا کرتا تھا بلکہ انہیں گودی پر کام دلوانے کے لئے سفارش بھی کرتا رہتا تھا۔

غریب عورتیں جب بھی ضرورت پڑنے پر کیپٹن چوپڑہ کے آگے ہاتھ پھیلاتیں تو وہ انہیں مایوس نہ کرتا تھا اس نے آج تک شادی نہیں کی تھی اس لئے اس کی زندگی جہاز اور اس بنگلے تک ہی محدود تھی کئی غریب لڑکیوں کی شادیاں کرانے کے علاوہ وہ بیماروں کا علاج بھی کرواتا رہتا تھا اس وقت وہ اپنے بنگلے میں تنہا بیٹھا شام کی چائے پی رہا تھا کہ اچانک اس کا گارڈ کمرے میں داخل ہوا تو کیپٹن چوپڑہ نے

اس کی طرف دیکھا تو مسلح گارڈ نے اسے سلام کیا۔

سر راج کپور نام کا ایک آدمی آیا ہے............گارڈ نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

کون ہے وہ۔ کہاں سے آیا ہے..........کیپٹن چوپڑہ نے پوچھا۔

وہ شہر سے آیا ہے اس کے ساتھ ایک نوجوان بھی ہے جو بندرگاہ پر کام کرتا ہے راج کپور نیول انٹیلی جنس کا ممبر ہے گارڈ نے جواب دیا تو کیپٹن چوپڑہ بے اختیار چونک پڑا۔

اوہ۔ وہ کس سلسلے میں آیا ہے اس نے اپنا کارڈ نہیں دیا کیپٹن چوپڑہ نے تیزی سے پوچھا۔

نو سر۔ وہ کسی کیس کی تفتیش کے لئے آیا ہے نوجوان ملازم ہے اور اسے آپ کی سفارش پر ہی چند سال پہلے گودی پر ملازمت دی گئی تھی بس

اتنا ہی بتایا ہے انٹیلی جنس والے نے .... گارڈ نے کہا تو کیپٹن چوپڑہ کی پیشانی پر شکنیں سی پھیل گئیں۔

اچھا انہیں لے آؤ۔ میں دیکھ لیتا ہوں .... کیپٹن چوپڑہ نے کہا تو گارڈ کمرے سے باہر نکل گیا اور پھر تقریباً ایک منٹ بعد کمرے میں گارڈ کے ساتھ دو افراد داخل ہوئے ان میں سے ایک ادھیڑ عمر شخص تھا جس نے بہترین تراش کا سوٹ پہنا ہوا تھا جب کہ دوسرا نوجوان تھا مگر معمولی سوٹ پہنے ہوئے تھا ادھیڑ عمر شخص کی عمر پچاس برس سے زیادہ نہ تھی یقیناً وہی نیول انٹیلی جنس کا ممبر راج کپور تھا۔

ہیلو کپتان صاحب۔ کیسے مزاج ہیں .... راج کپور نے مسکراتے ہوئے کیپٹن چوپڑہ سے کہا اور آگے بڑھ گیا۔

آیئے مسٹر راج کپور تشریف رکھیئے .... کیپٹن چوپڑہ نے اخلاقاً مسکرا کر صوفے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

تھینک یو سر۔ آپ سے مل کر بہت خوشی ہوئی .... راج کپور نے صوفے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا اور پھر صوفے پر بیٹھ گیا آپ کے لئے چائے منگواؤں .... کیپٹن چوپڑہ نے پوچھا نو سر ابھی پی کر آ رہا ہوں بندرگاہ سے گارڈ تم گیٹ پر جاؤ اور ذرا گاڑی کا دھیان رکھنا .... راج کپور نے پہلے کیپٹن چوپڑہ اور پھر گارڈ سے مخاطب ہو کر کہا تو گارڈ نے کیپٹن چوپڑہ کی طرف دیکھا۔

ٹھیک ہے تم جاؤ .... کیپٹن چوپڑہ نے سر ہلاتے ہوئے کہا تو گارڈ پلٹ کر باہر چلا گیا جب کہ راج کپور کے ساتھ آنے والا نوجوان دروازے کے پاس کھڑا رہا۔

مسٹر راج کپور کیا معاملہ ہے کیا اس نوجوان نے کوئی بڑا جرم کیا ہے .... کیپٹن چوپڑہ نے راج کپور سے پوچھا۔

جی ہاں۔ اس کے پاس پستول ہے اور یہ آپ کو قتل کرنے آ رہا تھا کہ

میں نے اسے پکڑ لیا.......... راج کپور نے سر ہلاتے ہوئے کہا تو کیپٹن چوپڑہ نے چونکتے ہوئے نوجوان کی طرف دیکھا اور بے ساختہ اچھل پڑا نوجوان کے ہاتھ میں سائلینسر لگا پستول دکھائی دے رہا تھا جس کی نال کیپٹن چوپڑہ کی طرف تھی راج کپور کے لبوں پر مسکراہٹ رقص کر رہی تھی جبکہ کیپٹن چوپڑہ خوف سے آنکھیں پھاڑے پستول کی طرف دیکھ رہا تھا۔

مسٹر راج درست کہہ رہے ہیں کیپٹن خاموشی سے ہاتھ بلند کر لو.......... نوجوان نے دروازہ بند کر کے کیپٹن چوپڑہ کی طرف بڑھتے ہوئے سخت لہجے میں کہا۔

مم۔ میں۔ میں سمجھا نہیں راج.......... کیپٹن چوپڑہ نے ہاتھ بلند کر کے راج کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

راج نہیں راج کپور۔ کپور کے بغیر نام کا مزہ نہیں آتا کیپٹن راج کپور

نے غصیلے لہجے میں کہا اور اپنی جیب میں ہاتھ ڈال کر پستول نکال لیا۔

چوہان۔ تم گارڈ کو چیک کرنے کے بعد دوسرے کسی ملازم کو دیکھو اگر ہو تو اسے بھی آف کر دو.......... راج کپور نے نوجوان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو وہ نوجوان دروازہ کھول کر باہر نکل گیا۔

تم۔ تم کون ہو اور کیا چاہتے ہو.......... کیپٹن چوپڑہ نے خوفزدہ لہجے میں پوچھا۔

تمہارا تعاون تا کہ تم زندہ رہ سکو.......... راج کپور نے مسکراتے ہوئے کہا جو عمران تھا۔

کیپٹن شنجے کے بنگلے سے عمران نے جولیا کے ساتھ واپس جانے سے پہلے کیپٹن شنجے کے گارڈ کو بھی اندر بلا کر ختم کر دیا تھا اور کیپٹن شنجے کو بھی جسے بے ہوش کرنے سے پہلے اس نے ضروری معلومات حاصل کر لی تھیں اور معلومات حاصل کرنے کے بعد اس نے چاون کو بھی ہلاک

کر دیا تھا تا کہ وہاں سے نکلنے میں انہیں کوئی دشواری نہ ہو کیونکہ اسے اندیشہ تھا کہ میجر راجیش ائیر پورٹ پر ہیلی کاپٹر اتارنے کی بجائے سیدھا کیپٹن شنجے کے بنگلے کی طرف بھی آ سکتا تھا یا چاون سے رابطہ قائم نہ ہونے کی صورت میں پولیس کو کال کر کے وہاں بھیج سکتا تھا جولیا کے ساتھ واپس ہوٹل پہنچ کر عمران کو صفدر کی رپورٹ کا انتظار کرنا پڑا اور صفدر کی رپورٹ سننے کے بعد اس نے کیپٹن چوپڑہ کی طرف جانے کا فیصلہ کیا تھا اس مشن میں چونکہ جولیا کی ضرورت نہیں تھی اس لئے وہ جولیا کو ہوٹل میں ہی چھوڑ آیا تھا۔

کیپٹن چوپڑہ کے بارے میں اسے کیپٹن شنجے سے ہی معلومات حاصل ہوئی تھیں کہ وہ طیارہ بردار جہاز سومناتھ ون کا کپتان ہے اور ڈارک آپریشن میں پرتھوی ٹو کے ساتھ سومناتھ ون بھی جائے گا جو رام نگر ہاربر پر لنگر انداز ہے اور آج رات بارہ بجے کے بعد ڈارک

آپریشن میں حصہ لینے والے اسرائیلی بمبار طیارے دونوں بحری جہازوں پر پہنچیں گے۔

تم کس قسم کا تعاون چاہتے ہو.............. کیپٹن چوپڑہ نے چونکتے ہوئے عمران سے پوچھا۔

تمہارے جہاز کے بارے میں تفصیلی معلومات............ عمران نے اس کے خوفزدہ چہرے پر نگاہیں جماتے ہوئے کہا۔

ٹھیک ہے۔ پوچھو مگر تم ہو کون اور معلومات کیوں چاہتے ہو .... کیپٹن چوپڑہ نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

یہ میں بعد میں بتاؤں گا................ عمران نے خشک لہجے میں کہا اور اسی لمحے باہر سے قدموں کی آوازیں سنائی دیں اور پھر چوہان کمرے کا دروازہ کھول کر اندر آیا تو کیپٹن چوپڑہ نے اس کی طرف دیکھا۔

عمارت میں اور کوئی نہیں ہے............چوہان نے عمران کی طرف دیکھ کر کہا پستول اب بھی اس کے ہاتھ میں تھا۔

ٹھیک ہے اب تم گارڈ پر نظر رکھو............عمران نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو چوہان باہر نکل گیا چوہان کے جانے کے بعد عمران کیپٹن چوپڑہ سے سوالات کرنے لگا کیپٹن چوپڑہ جواب دیتا رہا تقریباً پندرہ منٹ بعد عمران اٹھا اور ٹہلتا ہوا کیپٹن چوپڑہ کے صوفے کے عقب میں آ گیا ٹھیک اسی لمحے میز پر رکھے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے فوراً ہی پستول کی نال کیپٹن چوپڑہ کے سر سے لگا دی۔

کس کا فون ہے............عمران نے سخت لہجے میں پوچھا۔

کیپٹن نرائن داس کا............کیپٹن چوپڑہ نے ڈیجیٹل فون کی سکرین پر نمبر دیکھ کر جواب دیا۔

کیا یہ بھی سومناتھ ون پر کام کرتا ہے............عمران نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

ہاں۔ نائب کپتان ہے لیکن اس وقت اپنے کوارٹر سے کال کر رہا ہے............کیپٹن چوپڑہ نے کہا۔

ٹھیک ہے۔ لاؤڈر کا بٹن آن کر کے اس سے بات کرو لیکن اسے ہمارے بارے میں بتانے کی یا اشارہ دینے کی کوشش مت کرنا ورنہ ٹریگر دبا دوں گا............عمران نے اس کے سر کے بالوں میں پستول کی نال گھماتے ہوئے سخت لہجے میں کہا تو کیپٹن چوپڑہ نے فون کا لاؤڈر آن کر دیا اور پھر رسیور اٹھا لیا۔

ہیلو۔ چوپڑہ بول رہا ہوں............کیپٹن چوپڑہ نے کہا۔

نرائن داس بات کر رہا ہوں چوپڑہ صاحب کیسے مزاج ہیں لاؤڈر سے ایک بھاری آواز سنائی دی۔

فائن۔تم سناؤ کیپٹن کیا ہو رہا ہے.............. کیپٹن چوپڑہ نے جواب دیتے ہوئے پوچھا۔

رات کی تیاری کل رات تو ہم جزیرے پر ہوں گے نرائن داس نے ہنستے ہوئے کہا۔

ہاں میں بھی شام تک تیار ہو جاؤں گا.............. کیپٹن چوپڑہ نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

ٹھیک ہے۔میں آپ کو لینے آٹھ بجے آؤں گا.............. دوسری طرف سے نرائن داس نے کہا۔

او کے۔میں تیار ملوں گا.......... کیپٹن چوپڑہ نے کہا اور پھر اس نے رسیور رکھ دیا اسی لمحے عمران نے اس کے سر پر پستول کا دستہ مار دیا اور کیپٹن چوپڑہ کراہتا ہوا صوفے سے گرنے ہی والا تھا کہ عمران نے اسے گردن سے پکڑ کر صوفے پر لٹا دیا کیپٹن چوپڑہ بے ہوش ہو چکا تھا

عمران نے گھڑی پر وقت دیکھا تو چھ بج چکے تھے اس نے کمرے سے باہر آ کر چوہان کو آہستہ سے پکارا تو چوہان پلٹ کر عمران کی طرف بڑھنے لگا جو برآمدے کی نکڑ پر آڑ میں کھڑا گارڈ کی نگرانی کر رہا تھا۔

سنو۔تم گارڈ کو اندر لے آؤ۔اسے کہنا کہ اسے کیپٹن چوپڑہ نے طلب کیا ہے............ چوہان کے قریب آنے پر عمران نے اس سے مخاطب ہو کر کہا تو چوہان اثبات میں سر ہلاتا ہوا برآمدے کی طرف بڑھ گیا عمران کمرے میں داخل ہوا اور اس نے کیپٹن چوپڑہ کو اٹھا کر صوفے کے عقب میں لٹا دیا تا کہ اندر آنے والے گارڈ کی کیپٹن چوپڑہ پر نگاہ نہ پڑ سکے پھر وہ دروازے کی آڑ میں دیوار سے لگ کر کھڑا ہو گیا باہر سے قدموں کی آہٹیں ابھرنے لگیں تو عمران نے جیب سے پستول نکال لیا آہٹیں قریب آ گئیں پھر جونہی گارڈ نے کمرے میں قدم رکھا عمران نے آڑ سے نکلتے ہوئے اس کی کنپٹی سے پستول لگا دیا

تو گارڈ بے اختیار اچھل پڑا۔

ہاتھ بلند کرلو مسٹر ورنہ کنپٹی میں سوراخ ہو جائے گا عمران نے تحکمانہ لہجے میں کہا تو گارڈ نے خوفزدہ ہو کر ہاتھ بلند کر لئے اسی لمحے عمران کے اشارے پر گارڈ کے عقب میں کھڑے چوہان نے گارڈ کے سر پر پستول کا دستہ مار دیا اور گارڈ کراہتا ہوا فرش پر گرا اور بے ہوش ہو گیا۔

اب تم اس کی یونیفارم پہن کر گیٹ پر نگرانی کرو میں خود کیپٹن چوپڑہ کا میک اپ کرتا ہوں............عمران نے پستول جیب میں رکھتے ہوئے چوہان سے کہا تو چوہان نے گارڈ کی مخصوص یونیفارم اتاری اور اسے اٹھا کر ملحقہ واش روم میں ڈال دیا پھر وہ گارڈ کی یونیفارم پہن کر اور اس کی مشین گن اٹھا کر کمرے سے نکل گیا چوہان کے جانے کے بعد عمران نے میک اپ بکس نکالا اور کیپٹن چوپڑہ کے پاس بیٹھ کر میک اپ کرنے لگا نصف گھنٹے بعد وہ کیپٹن چوپڑہ کے میک اپ میں

تھا آٹھ بجنے سے پانچ منٹ پہلے فون کی گھنٹی بجی تو عمران نے فون کی سکرین پر نمبر دیکھا اور رسیور اٹھا لیا۔

ہیلو چوپڑہ بول رہا ہوں............عمران نے کیپٹن چوپڑہ کے لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

نرائن داس بول رہا ہوں چوپڑہ صاحب............دوسری طرف سے نرائن داس کی آواز سنائی دی۔

یس کیپٹن۔ میں تیار ہوں کیا تم آرہے ہو............عمران نے پوچھا۔

جی ہاں۔ آپ کو یہی بتانے کے لئے فون کیا تھا او کے۔ کیپٹن نرائن نے کہا اور اس کے ساتھ ہی سلسلہ منقطع ہو گیا تو عمران نے بھی رسیور رکھ دیا کیپٹن چوپڑہ اور اس کا گارڈ واش روم میں آرام کر رہے تھے عمران نے ان کے ہاتھ باندھ کر ان کے منہ میں کپڑے ٹھونس دیئے

تھے تاکہ وہ ہوش میں آنے کے بعد شور بند کر سکیں۔

ہیلو۔ چوہان عمران کالنگ اوور.............عمران نے واچ ٹرانسمیٹر پر چوہان کو کال کرتے ہوئے کہا۔

یس چوہان۔ اٹنڈنگ یو......اوور..................چند لمحوں بعد چوہان کی آواز سنائی دی۔

کیپٹن نرائن داس جہاز پر جانے کے لئے کیپٹن چوپڑہ کو لینے آرہا ہے اگر وہ تم سے کہے چوپڑہ کو بلاؤ تو کہنا کہ چوپڑہ نے اسے اندر طلب کیا ہے اوور.........عمران نے کہا۔

بہتر میں سمجھ گیا کہ وہ پہلے گارڈ کے بارے میں نہیں پوچھے گا.........اوور چوہان نے کہا۔

پوچھے تو کہہ دینا کہ اسے کیپٹن چوپڑہ نے کسی ضروری کام کے لئے شہر بھیجا ہے اور تم اس کی جگہ ڈیوٹی دے رہے ہو اوور اینڈ آل

.........عمران نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی ٹرانس میٹر آف کر دیا تقریباً دو منٹ بعد باہر سے کار کے ہارن کی آواز سنائی دی تو عمران ہوشیار ہو گیا جلد ہی قدموں کی آہٹیں ابھرنے لگیں چند لمحوں بعد کمرے میں ایک نوجوان شخص داخل ہوا اور اس نے عمران کو ادب سے سلام کیا۔

آؤ بیٹھو نرائن داس.............عمران نے مسکراتے ہوئے کیپٹن چوپڑہ کے لہجے میں بات کی۔

اوہ کیا آپ تیار نہیں ہوئے.............کیپٹن نرائن داس نے چونکتے ہوئے کہا اور عمران کے سامنے صوفے پر بیٹھ گیا۔

تیار ہوں۔ لیکن پہلے تمہیں چائے پلانا چاہتا ہوں..........عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

تھینک یو سر۔ میں پانچ منٹ پہلے ہی چائے پی چکا ہوں نرائن داس

نے ادب سے شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا۔

تم دونوں ہاتھ بلند کرلو.......... دفعتاً دروازے کی طرف سے تحکمانہ آواز سنائی دی تو نرائن داس نے فوراً دروازے کی طرف دیکھا اور بے اختیار اچھل پڑا دروازے میں کھڑے چوہان کی مشین گن کا رخ نرائن داس کی طرف تھا۔

اوہ۔ کیا مطلب۔ نرائن داس نے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

مطلب بعد میں بتاؤں گا تم ہاتھ بلند کرکے کھڑے ہو جاؤ ہری اپ .... چوہان نے آگے بڑھ کر غراتے ہوئے کہا تو نرائن داس نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے ہاتھ اٹھا دیئے عمران نے بھی اس کی تقلید کی چوہان اس کے عقب میں آیا اور مشین گن کا دستہ نرائن داس کے سر پر مار دیا نرائن داس بے ساختہ کراہا اور بے ہوش ہو کر صوفے سے

نیچے آ گرا تب عمران نے ہاتھ نیچے کیئے اور جیب سے میک اپ باکس نکال لیا چوہان کو پہلے ہی عمران بتا چکا تھا چنانچہ وہ تیزی سے نرائن داس کی یونیفارم اتارنے لگا اور پھر عمران نے چوہان کو سامنے بٹھایا اور اس کا نیا میک اپ کرنے لگا۔

راجیش ہیلی کاپٹر سے اتر کر اپنے ساتھی راجندر کے ہمراہ ایئر پورٹ سے باہر آیا اور ایک ٹیکسی ہائر کر کے شہر کی طرف روانہ ہوتے ہی اس نے اپنی جیب سے موبائل فون نکالا اور چاون کے نمبر پریس کرنے لگا

راجندر فرنٹ سیٹ پر بیٹھا تھا جسے راجیش دارالحکومت سے اپنے ساتھ لایا تھا اسے امید تھی کہ چاون کیپٹن سنجے کے بنگلے سے سنجے کی نئی گرل فرینڈ کے بارے میں بہت کچھ معلوم کر چکا ہوگا لیکن چاون نے کال رسیو نہ کی اس نے فون آف کر کے دوبارہ چاون کے نمبر پریس کئے لیکن پہلے کی طرح دوسری جانب فون کی گھنٹی بجتی رہی مگر رابطہ قائم نہ ہو سکا تو راجیش فکر مند ہو گیا۔

کیا ہوا باس.............. آگے بیٹھے ہوئے راجندر نے آئینے میں راجیش کو پریشان دیکھ کر پوچھا۔

چاون فون اٹنڈ نہیں کر رہا یقیناً کوئی گڑ بڑ ہو گئی ہے اس کے ساتھ ....راجیش نے کہا تو راجندر بھی پریشان ہو گیا۔

یہی بات ہو گی باس۔ آپ نے اسے کیپٹن سنجے کے بنگلے میں داخل ہونے کی ہدایت کی تھی تو یقیناً اس نے جلد بازی میں کوئی غلط قدم اٹھا

لیا ہوگا.............راجندر نے راجیش کے اندیشے کی تائید کرتے ہوئے سر ہلا کر کہا۔

ٹھیک ہے اب نیول کالونی چلو۔ میں خود دیکھتا ہوں راجیش نے فیصلہ کرتے ہوئے کہا تو راجندر نے ٹیکسی ڈرائیور کو نیول کالونی چلنے کی ہدایت کی۔

باس۔ چاون اکیلا تھا ہو سکتا ہے کیپٹن سنجے کی گرل فرینڈ کسی مجرم گروپ سے متعلق ہو اور اسکے ساتھیوں نے لڑکی کو بچانے کے لئے چاون کو گرفت میں لے رکھا ہو.............چند لمحوں بعد راجندر نے عقبی نشست پر بیٹھے راجیش سے کہا۔

نہیں چاون نے گارڈ سے تصدیق کر لی تھی کہ بنگلے میں صرف کیپٹن سنجے اور اس کی گرل فرینڈ موجود ہے ورنہ میں چاون کو فورس کے بغیر اندر جانے کا حکم نہ دیتا.............راجیش نے تیزی سے سر جھٹکتے

ہوئے کہا اور پھر اس نے دوبارہ ٹرائی کرنے کے لئے موبائل فون پر چاون کے نمبر پریس کئے اور انتظار کرنے لگا کئی لمحے گزر گئے مگر اس مرتبہ بھی چاون نے کال ریسیو نہ کی تو راجیش کی تشویش اور بڑھ گئی۔

شہر کے مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد ٹیکسی نیول کالونی میں داخل ہوئی۔ راجیش نے ڈرائیور کو کیپٹن سنجے کے بنگلے کا نمبر بتا دیا تھا چنانچہ جیسے ہی ٹیکسی کیپٹن سنجے کے بنگلے کے قریب پہنچی راجیش نے ڈرائیور کو رکنے کی ہدایت کی تو اس نے فوراً ہی بریک لگا دی۔ کیپٹن سنجے کے بنگلے کا گیٹ بند تھا اور ٹیکسی اس بنگلے سے پندرہ بیس قدم پیچھے رکی تھی۔

راجندر۔ تم جاؤ اور اندر کی پوزیشن دیکھ کر مجھے اطلاع دو راجیش نے ٹیکسی سے اترتے ہوئے راجندر سے کہا تو راجندر ٹیکسی سے اترا اور کیپٹن سنجے کے بنگلے کی طرف بڑھ گیا راجیش اسے جاتا ہوا دیکھ رہا تھا۔

صاحب۔ میں جاؤں............ ٹیکسی ڈرائیور نے راجیش سے پوچھا۔

نہیں چند منٹ انتظار کرو۔ ہوسکتا ہے کہ ہمیں شہر جانا پڑے راجیش نے سخت لہجے میں کہا اور دوبارہ راجندر کی طرف دیکھنے لگا جو گیٹ کے سوراخ سے اندر جھانک رہا تھا پھر راجندر نے گیٹ کھولا اور اندر چلا گیا تو راجیش نے جیب سے سگریٹ کا پیکٹ نکالا اور ایک سگریٹ سلگا کر کش لینے لگا لیکن ابھی اس نے تین چار کش ہی لئے تھے کہ راجندر کیپٹن سنجے کے بنگلے سے باہر آیا اور راجیش کی طرف دوڑنے لگا راجندر کو اس طرح واپس آتے دیکھ کر راجیش نے چونکتے ہوئے سگریٹ کا کش لے کر سگریٹ پھینک دیا۔

کیا بات ہے کیا ہوا............ راجندر قریب آیا تو راجیش نے تیزی سے پوچھا۔

باس۔ چاون کو قتل کر دیا گیا ہے............ راجندر نے ہانپتے ہوئے کہا تو راجیش بے ساختہ اچھل پڑا۔

اوہ کس نے قتل کیا کیا کیپٹن شیجے اور اس کی دوست لڑکی اندر ہی ہیں .... راجیش نے بے تاب ہو کر پوچھا۔

لڑکی نہیں ہے باس لیکن اندر چاون کے علاوہ کیپٹن شیجے اور گارڈ کی لاشیں بھی پڑی ہیں............ راجندر نے کہا تو راجیش ایک مرتبہ پھر اچھل پڑا۔

آؤ میرے ساتھ۔ کیا کوئی ملازم وغیرہ بھی نہیں ہے وہاں راجیش نے تیزی سے کیپٹن شیجے کے بنگلے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

نو سر۔ اندر کیپٹن شیجے کی گارڈ کھڑی ہے لیکن چاون کی گاڑی نہیں ہے .... راجندر نے اس کے پیچھے قدم اٹھاتے ہوئے کہا چند لمحوں بعد وہ دونوں کیپٹن شیجے کے بنگلے کے ڈرائینگ روم میں کھڑے تین

لاشوں کا معائنہ کر رہے تھے کیپٹن شیجے اس کے گارڈ اور کافرستان سیکرٹ سروس کے ممبر چاون تینوں کے سروں میں سوراخ تھے اور راجیش کے اندازے کے مطابق انہیں بے آواز پستول سے ہلاک کیا گیا تھا ورنہ فائرنگ کی آواز پوری کالونی میں سنائی دیتی اور پولیس یہاں پہنچ چکی ہوتی۔ لاشوں کا خون قالین پر جذب ہو چکا تھا۔

راجندر۔ تم فوراً پولیس چیف کو فون کرو اور سیکرٹ سروس کا حوالہ دے کر واردات کی اطلاع دو میں چیف سے بات کرتا ہوں .... راجیش نے راجندر کو حکم دیتے ہوئے کہا تو وہ میز پر رکھے ہوئے فون کا رسیور اٹھا کر پولیس ہیڈ کوارٹر کے نمبر پریس کرنے لگا رابطہ قائم ہونے پر اس نے آپریٹر کو ایس پی سے بات کرانے کی ہدایت کی اور میجر راجیش کا حوالہ دیا تو آپریٹر نے فوراً ہی ایس پی سے رابطہ قائم کرا دیا راجندر نے ایس پی کو اس واردات کی اطلاع

دیتے ہوئے پولیس فورس بھیجنے کی ہدایت کی اور فون بند کر دیا اور پھر اس نے راجیش کی طرف دیکھا۔

اب تم تلاشی لو ہوسکتا ہے کوئی ایسا کلیو مل جائے جس سے کیپٹن سنجے کی گرل فرینڈ تک پہنچا جا سکے.........راجیش نے جیب سے موبائل فون نکالتے ہوئے راجندر کو ہدایت کی اور اپنے چیف کرنل دیو آنند کے نمبر پریس کرنے لگا۔

یس۔ کرنل دیو سپیکنگ.........چند لمحوں بعد رابطہ قائم ہونے پر دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

راجیش بول رہا ہوں چیف.........راجیش نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

یس میجر۔ کیا تم وہاں پہنچ گئے ہو کیا خبر ہے.........کرنل دیو نے پوچھا۔

کیپٹن چاون کو قتل کر دیا گیا ہے چیف.........راجیش نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

کیا۔ کس نے قتل کیا ہے اسے.........دوسری طرف سے کرنل دیو کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

وہ ٹیوی کے ریکارڈ انچارج کیپٹن سنجے اور مشتبہ لڑکی کو چیک کرنے کے لئے کیپٹن سنجے کے بنگلے میں گیا تھا میں نے اس سے رپورٹ لینے کے لئے فون پر رابطہ قائم کرنے کی کوشش کی اور رابطہ قائم نہ ہوسکا تو سیدھا کیپٹن سنجے کے بنگلے پر چلا آیا لیکن اندر کیپٹن سنجے اس کے گارڈ اور چاون کی لاشیں ملیں ہیں جنہیں سائلینسر لگے پستول سے ہلاک کیا گیا جب کہ کیپٹن سنجے کی مشتبہ گرل فرینڈ میرے وہاں پہنچنے سے پہلے ہی غائب ہو چکی تھی.........راجیش نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

اوہ۔ تو کیپٹن سنجے کو بھی قتل کر دیا گیا کیا تینوں قتل اس اکیلی لڑکی نے کیے ہوں گے .... کرنل دیو نے غصیلے لہجے میں کہا۔

یہ تو پوسٹ مارٹم کے بعد ہی پتہ چلے گا کہ تینوں کو ایک ہی پستول سے ہلاک کیا گیا ہے یا مختلف پستول سے ہوسکتا ہے کہ لڑکی کا وہ ادھیڑ عمر ساتھی جس کے ساتھ لڑکی نے ریسٹورنٹ میں کیپٹن سنجے کی آمد سے پہلے کھانا کھایا تھا وہ بھی اس واردات میں ملوث ہو اور گیٹ کی بجائے عقبی جانب سے بنگلے میں اس وقت داخل ہوا ہو جب کیپٹن سنجے لڑکی کے ساتھ ہو .... راجیش نے کہا۔

راجیش۔ پوسٹ مارٹم تو ہوتا رہے گا تم فوراً نیول ہیڈ کوارٹر جاؤ اور معلوم کرو کہ ریکارڈ روم سے ڈارک آپریشن کے پروگرام سے متعلق کوئی فائل تو غائب نہیں ہوئی اس کے علاوہ لڑکی اور اس کے ساتھی کی تلاش میں پولیس کے ذریعے پورا شہر کھنگال ڈالو کرنل دیو نے سخت

لہجے میں ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

رائٹ سر۔ میں اب یہی کرنے لگا ہوں آپ فوراً چند افراد کو ہیلی کاپٹر یا کسی خصوصی پرواز سے یہاں بھیج دیں کیونکہ محض پولیس پر انحصار کرنے سے مجرم ہاتھ نہیں آئیں گے .... راجیش نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

ٹھیک ہے۔ میں ابھی کمک روانہ کرتا ہوں مجھے لگتا ہے لڑکی اور اس کا ادھیڑ عمر ساتھی وہی دونوں ہیں جنہوں نے ریٹائرڈ کرنل گپتا کی بیگم اور سیکرٹری کے روپ میں وزارت دفاع کے کرنل شیکھر سے کوڈ بک کے بارے میں معلومات حاصل کی تھیں اور ہمارے پانچ ساتھیوں کو قتل کیا تھا .... کرنل دیو نے غراتے ہوئے کہا۔

میرا بھی یہی خیال ہے سر۔ کیا پاکیشیا سے کوئی اطلاع آئی ہے .... راجیش نے پوچھا۔

ہاں لیکن صرف عمران کے بارے میں پتہ چلا ہے کہ وہ گزشتہ کئی دنوں سے غائب ہے اور اس کی باورچی سلیمان کو بھی علم نہیں ہے کہ وہ کہاں ہے انٹیلی جنس کے سپرنٹنڈنٹ فیاض کو جو عمران کا دوست ہے اسے بھی عمران کے بارے میں کچھ معلوم نہیں ہے اس فلیٹ والی بلڈنگ کے چوکیدار کا بیان ہے کہ اس نے تین چار دن سے عمران کو نہیں دیکھا ....کرنل ڈیو نے جواب دیا۔

اوہ۔کہیں ہمارا مطلوبہ جوڑا عمران اور سیکرٹ سروس کی کوئی لیڈی رکن تو نہیں ہے چیف..............راجیش نے چونکتے ہوئے کہا۔

مگر یہ تو تم تین روز پہلے بھی کہہ چکے ہو..............کرنل ڈیو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

سر میں نے کہا تھا لیکن آپ نے میرے اندیشے کو رد کر دیا تھا اب عمران کے پاکیشیا سے غائب ہونے کی تصدیق ہو چکی ہے تو ہم کیوں

نہ یہ فرض کر لیں کہ کیپٹن شجے کو پھانسنے والی لڑکی عمران کی ساتھی ہے اور اس نے جس ادھیڑ عمر مرد کے ساتھ نیول ہیڈ کوارٹر کے قریبی ریسٹورنٹ میں کھانا کھایا تھا وہ علی عمران تھا..............راجیش نے تیزی سے کہا۔

اوہ۔تم۔تم کیا کہہ رہے ہو راجیش..............کرنل ڈیو نے انتہائی مضطربانہ لہجے میں کہا۔

سر آپ یوں سمجھیں کہ کوڈ بک اور ڈسک عمران نے ہی اڑائی تھی اور ڈسک کو ڈی کوڈ کرنے سے اسے ڈارک آپریشن کا علم ہوا چنانچہ آپریشن میں حصہ لینے والے طیارہ بردار جہازوں اور ان کے آپریشنل شیڈول کے بارے میں جاننے کے لئے عمران کی ساتھی لڑکی کیپٹن شجے کے ساتھ اس کے بنگلے پر گئی عمران ان کا تعاقب کرتا ہوا عقبی جانب سے بنگلے میں داخل ہوا جہاں ان دونوں نے کیپٹن

سنجے سے اسلحہ کے زور پر معلومات حاصل کرنے کے بعد اسے قتل کر دیا پھر چاون بنگلے میں داخل ہوا تو اسے بھی ہلاک کر دیا اور گارڈ کو بھی تا کہ یہ کسی کو ان کی آمد کے بارے میں بتا نہ سکے.........راجیش نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

راجیش۔ یقیناً تمہارا تجزیہ درست ہے.........دوسری طرف سے کرنل دیو نے تائید بھرے لہجے میں کہا۔

تھینک یو سر۔ اب میں سی پورٹ پر انہیں تلاش کرنے جاتا ہوں آپ ممبرز کو اسپیشل فلائٹ سے فوراً روانہ کر دیں میں نیوی کے سربراہ سے ملنے جا رہا ہوں تا کہ آپریشنل جہازوں کا شیڈول معلوم کر کے حفاظتی اقدامات کراؤں آپ وائس ایڈمرل کو میری آمد اور تعاون کے سلسلے میں فون پر ہدایات دے دیں.........راجیش نے جوشیلے لہجے میں کہا۔

او کے۔ میں ابھی اس سے رابطہ کر کے اسے ہدایات دیتا ہوں...........کرنل دیو نے کہا اور اسکے ساتھ ہی سلسلہ منقطع ہو گیا تو راجیش نے بھی رسیور رکھا ہی تھا کہ راجندر نے اندر آ کر بتایا کہ مجرموں کے بارے میں کوئی کلیو نہیں ملا..............اسی لمحے باہر سے پولیس گاڑیوں کے سائرن سنائی دینے لگے۔

ٹھیک ہے پولیس آ گئی ہے تم فنگر پرنٹس لو اور ان کی کاپی ہیڈ کوارٹر کو فوری طور پر بھیج دو تا کہ ریکارڈ سے چیک کیا جا سکے راجیش نے صوفے سے اٹھتے ہوئے سخت لہجے میں کہا۔

رائٹ سر۔ کیا فنگر پرنٹس کے ذریعے قاتلوں کو تلاش کیا جا سکے گا.............راجندر نے سر ہلاتے ہوئے مودبانہ لہجے میں کہا۔

نہیں البتہ یہ ضرور معلوم ہو جائے گا کہ وہ پاکیشیائی ایجنٹ ہیں یا کوئی اور.............راجیش نے جواب دیا اور کمرے سے باہر نکل گیا۔

پرتھوی ٹو پر نائب کپتان راجیو جہاز کے ریسٹورنٹ میں بیٹھا کھانا کھا رہا تھا اور اپنے افسر کیپٹن شنکر کے بارے میں سوچ رہا تھا کہ خلاف معمول کیپٹن شنکر کافی دیر سے ڈیک پر نہیں آیا شاید وہ اپنے آفس میں ہی ابھی تک آرام کر رہا ہے ہو سکتا ہے اس کی طبیعت خراب ہو گئی ہو ورنہ وہ کھانا کھانے کے لئے تو ضرور آتا اسی اندیشے کے تحت راجیو کھانے کے بعد ریسٹورنٹ سے نکلا اور کیپٹن شنکر کے آفس کی طرف چل دیا تا کہ اس کی خیریت معلوم کر سکے لیکن جب اس نے کیپٹن شنکر کے کمرے کا دروازہ کھولا تو کیپٹن شنکر اندر موجود نہیں تھا اس کا گارڈ

بھی نظر نہ آیا تو راجیو کو خیال آیا کہ شاید وہ دونوں ڈیک پر گئے ہوں گے یہ سوچ کر راجیو کمرے سے نکلا تو کیپٹن شنکر جہاز کے انجن روم کی جانب سے آتا ہوا دکھائی دیا شنکر قریب آیا تو راجیو نے اسے سلام کیا۔

خیریت تو ہے راجیو............ شنکر نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

یس سر۔ آپ نے کھانا نہیں کھایا تو آپ کی خیریت معلوم کرنے آ گیا آپ کا گارڈ بھی نہیں دکھائی دیا............ راجیو نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

پہلی مرتبہ آیا ہے یہاں سیر کرتا پھر رہا ہو گا آؤ............ شنکر نے اپنے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے کہا تو راجیو بھی اندر آ گیا۔

میں گھر جانا چاہتا ہوں راجیو۔ طبیعت ٹھیک نہیں ہو رہی کیا کروں .... شنکر نے اپنی کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

تو چلے جائیں سر میں سنبھال لوں گا ویسے بھی اب کوئی خاص کام باقی

نہیں رہ گیا............ راجیو نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

سومناتھ ون کی کیا پوزیشن ہے............ شنکر نے پوچھا۔

ہماری طرح وہ بھی روانگی کے لئے بالکل تیار ہے اسرائیلی طیاروں کی آمد کے بعد وہاں سے روانگی کا سگنل ملے گا کیا آپ کے لئے کھانا منگواؤں سر............ راجیو نے جواب دیتے ہوئے پوچھا۔

نہیں البتہ میرے لئے چائے بھجوادو طبیعت ٹھیک ہوئی تو کچھ کھالوں گا......... شنکر نے تیزی سے کہا تو راجیو کمرے سے باہر چلا گیا اور کیپٹن شنکر کے روپ میں صفدر چائے کا انتظار کرنے لگا تین منٹ بعد ہی ایک ویٹر چائے لے آیا اس کے واپس باہر جاتے ہی صفدر نے اٹھ کر دروازہ اندر سے لاک کیا اور واش روم میں بے ہوش پڑے کیپٹن شنکر کو اٹھا کر باہر لایا جس کے جسم پر گارڈ کی یونیفارم تھی اس نے شنکر سے یونیفارم تبدیل کی اور پھر میک اپ باکس نکال کر اپنے چہرے پر

گارڈ کا میک اپ کرنے لگا۔

تقریباً بیس منٹ بعد وہ فارغ ہوا تو وہ گارڈ کے میک اپ میں تھا پھر کیپٹن شنکر کو ہوش میں لانے کے لئے اس نے جیب سے بے ہوشی دور کرنے والے محلول کی چھوٹی سی شیشی نکالی اور شنکر کے نتھنوں پر محلول سپرے کیا اور ایک کرسی پر بیٹھ کر انتظار کرنے لگا شنکر کو اس کی یونیفارم پہنانے کے بعد صفدر نے اسے کوچ سے کرسی پر منتقل کر دیا تھا چنانچہ دو منٹ بعد شنکر کو ہوش آیا تو اس نے ادھر اُدھر دیکھا اور صفدر پر نگاہ پڑتے ہی اس کی یادداشت بحال ہو گئی۔

او تم ابھی تک یہیں ہو گئے نہیں........... شنکر نے چونکتے ہوئے صفدر سے پوچھا۔

نہیں۔ تمہیں ساتھ لے کر جاؤں گا تاکہ تمہاری بیوی کو تمہارے حوالے کر کے اپنا وعدہ پورا کر دوں چنانچہ تم پہلے کی طرح خاموشی سے

میرے ساتھ گھر چلو کسی کو تمہارے جانے پر شبہ نہیں ہونا چاہئے ورنہ تمہیں قتل کر کے تنہا چلا جاؤں گا............ صفدر نے سرد لہجے میں کہا تو اس کی دھمکی سن کر کیپٹن شنکر خوفزدہ ہو گیا۔

خوفزدہ ہونے کی ضرورت نہیں کیپٹن میں نے اب تک تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچایا اور جب تک تم تعاون کرتے رہو گے زندہ رہو گے تم نائب کپتان کو فون کر کے یہاں بلاؤ اور میری ہدایات کے مطابق اس سے بات کرو............ صفدر نے اس مرتبہ نرم لہجے میں کہا تا کہ کیپٹن شنکر کے چہرے سے خوف کے تاثرات دور ہو جائیں پھر اس نے کیپٹن شنکر کو چند ہدایات کیں تو کیپٹن شنکر کا چہرہ نارمل دکھائی دینے لگا اس نے صفدر کے خاموش ہونے پر فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے لگا فوراً ہی رابطہ قائم ہو گیا۔

کیپٹن شنکر بات کر رہا ہوں کیپٹن راجیو کو میرے کمرے میں پہنچنے کا

پیغام دے دو............ کیپٹن شنکر نے آپریٹر کو حکم دیا اور پھر فون بند کر کے صفدر کی طرف دیکھنے لگا صفدر اٹھا اور دروازے کا لاک کھول کر واپس دیوار کے پاس کرسی پر آکر بیٹھ گیا تقریباً چار منٹ بعد دروازہ کھلا اور کیپٹن راجیو کمرے میں داخل ہوا مگر صفدر کو دیکھ کر وہ چونک پڑا۔

یس باس۔ آپ نے طاب کیا تھا............ راجیو نے قریب آکر شنکر سے مودبانہ لہجے میں کہا۔

کیپٹن۔ میری طبیعت تو خراب تھی ہی میری بیگم کو بھی بخار ہو گیا ہے ابھی ابھی اس نے فون پر بتایا ہے اس لئے گھر جانا ضروری ہو گیا ہے کیا خیال ہے............ شنکر نے مسکراتے ہوئے راجیو سے کہا۔

سر۔ میں نے تو پہلے ہی کہا تھا کہ آپ چلے جائیں کیا گارڈ بھی آپ کے ساتھ جائے گا............ راجیو نے پوچھا۔

ہاں۔اسے میں اپنی حفاظت کے لئے لایا تھا تو ظاہر ہے میرے ساتھ ہی گھر جائے گا.......... شنکر نے کرسی سے اٹھتے ہوئے مسکرا کر جواب دیا اور پھر اپنی کیپ اٹھا کر سر پر جما لی۔

صفدر بھی کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا اور پھر وہ تینوں کمرے سے باہر نکل آئے صفدر ان دونوں کے پیچھے چل رہا تھا وہ تینوں ڈیک پر پہنچے تو کیپٹن راجیو رک گیا اور شنکر صفدر کے ساتھ سیڑھیوں کی طرف بڑھ گیا وہ دونوں جہاز سے اتر کر گودی سے باہر جانے لگے تو صفدر نے گودی کی عمارت میں داخل ہوتے ہی ذرا سا چہرہ گھما کر جہاز کی طرف دیکھا تو وہ بے اختیار چونک پڑا کیپٹن راجیو جہاز کی سیڑھیوں کی طرف دوڑ رہا تھا صفدر سمجھ گیا کہ یقیناً کوئی گڑ بڑ ہوگئی ہے شاید راجیو کو شنکر یا اس پر شبہ ہو گیا تھا صفدر اور شنکر عمارت سے باہر نکلے اور پارکنگ میں پہنچے جہاں شنکر کی کار موجود تھی شنکر نے کار کا دروازہ کھولا

ہی تھا کہ گودی میں خطرے کے سائرن گونجنے لگے صفدر یکدم الرٹ ہو گیا اور شنکر نے چونکتے ہوئے عمارت کی طرف دیکھا۔

جلدی بیٹھیں کیپٹن۔ہم خطرے میں ہیں میرے ساتھ تم بھی مارے جاؤ گے.......... صفدر نے غراہٹ آمیز لہجے میں کہا تو شنکر گھبرا کر فوراً ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا اور اس نے انجن سٹارٹ کر دیا جبکہ صفدر تیزی سے دروازہ کھول کر پچھلی سیٹ پر بیٹھا تو شنکر نے گاڑی پارکنگ کے بیرونی دروازے کی طرف دوڑا دی۔گیٹ پر کھڑے گارڈ نے فوراً ہی گیٹ کھول دیا۔

ٹھہرو۔انہیں روکو۔گیٹ بند کر دو.......... اسی لمحے ایک چیختی ہوئی آواز سنائی دی تو صفدر نے چہرہ گھما کر پیچھے دیکھا کہ عمارت کی طرف سے دو گارڈ مشین گنیں ہاتھوں میں لئے بھاگے چلے آ رہے تھے اسی لمحے کار گیٹ سے باہر نکل گئی صفدر نے اپنی مشین گن کندھے

سے اتار کر ہاتھ میں پکڑ لی خطرے کے سائرن مسلسل چیخ رہے تھے اور گیٹ سے کچھ فاصلے پر سیکورٹی سٹاف کی عمارت سے بوکھلائے ہوئے محافظ باہر نکل رہے تھے صفدر نے تیزی سے اپنی جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک ٹائم بم نکالا اور اس پر چند سیکنڈ کا وقت سیٹ کر دیا گیٹ سے باہر آ کر شنکر نے کار بائیں جانب کی سڑک پر موڑی اور رفتار میں اضافہ کرنے لگا شاید وہ سمجھ گیا تھا کہ گاڑی روکنا خودکشی کے مترادف ہوگا۔

اسی لمحے دوڑتے ہوئے محافظ گیٹ سے نکل آئے اور سڑک پر آ کر ان کی کار کی طرف فائرنگ کرنے لگے صفدر نے تیزی سے کھڑکی سے ہاتھ باہر نکالا اور ٹائم بم محافظوں کی طرف اچھال دیا دوسرے ہی لمحے ایک خوفناک دھماکے سے فضا لرز اٹھی بم کے پھٹنے سے سڑک میں کافی بڑا گڑھا پڑ گیا تھا صفدر نے دانستہ بم سڑک پر پھینکا تھا کیونکہ وہ جان

چکا تھا کہ سیکورٹی والوں کی گاڑیاں ان کے پیچھے آنے کی کوشش کریں گی اور ان سے بچنے کے لئے ان کا راستہ اسی طرح روکا جا سکتا تھا سڑک میں پڑنے والے گڑھے سے کوئی گاڑی صحیح سلامت نہیں گزر سکتی تھی یا کم از کم کچھ دیر کے لئے سیکورٹی کی گاڑیاں گڑھے سے آگے نہیں آ سکتی تھیں۔

یہ۔ یہ دھماکہ تم نے کیا ہے.......... شنکر نے آئینے میں پیچھے دیکھتے ہوئے خوفزدہ لہجے میں پوچھا۔

ہاں اس کے سوا کوئی چارہ نہ تھا کیونکہ ان کا راستہ روکنا ضروری تھا شہر پہنچنے سے پہلے بھی ہمارا راستہ روکنے کی کوشش کی جائے گی اب میرے ساتھ تمہاری جان بھی خطرے میں ہے اسلئے کوئی ایسا محفوظ راستہ اختیار کرو جس سے ہم بلا رکاوٹ شہر پہنچ کر خود کو چھپا سکیں ....صفدر نے آئینے میں پیچھے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا

عقب میں اب کئی گاڑیوں کی ہیڈ لائٹس چمک رہی تھیں اور یقیناً وہ سیکورٹی والوں کی گاڑیاں تھیں گودی پر بجنے والے سائرن کا شور فاصلہ بڑھنے کے ساتھ ساتھ معدوم ہوتا جا رہا تھا اب سڑک کے دونوں جانب دور تک باغات اور کھیت دکھائی دے رہے تھے کیپٹن شنکر کو اب اپنی بیوی تانیا کے ساتھ ساتھ اپنی زندگی بھی خطرے میں نظر آ رہی تھی اسلئے وہ فل سپیڈ سے گاڑی دوڑا رہا تھا۔

چار پانچ میل کا فاصلہ طے کرنے کے باوجود ابھی تک راستے میں کوئی دوسری سڑک نظر نہ آئی تھی کہ وہ اس پر مڑ جاتے صفدر بیک مرر میں پیچھے آنے والی گاڑیوں کی ہیڈ لائٹس دیکھتا ہوا سوچ رہا تھا کہ اسے کیا کرنا چاہئے ان حالات میں شہر تک پہنچنا آسان نہیں تھا بلکہ شہر میں داخل ہونا بھی موت کو دعوت دینے کے مترادف تھا کیونکہ بندرگاہ سے ان دونوں کے بارے میں شہر میں اطلاع دی جا چکی ہوگی اور وہاں

پولیس اور دوسری ایجنسیاں ان کی گرفتاری کے لئے تیار ہو چکی ہوں گی۔

ان کے تعاقب میں آنے والی فوجی گاڑیاں بھی پوری رفتار سے اڑی چلی آ رہی تھی البتہ ابھی وہ اتنی دور تھیں کہ ان کی طرف سے فائرنگ کی جاتی تو گولیاں صفدر اور شنکر تک نہیں پہنچ سکتی تھیں گودی سے تقریباً دس بارہ میل دور آنے پر بھی سیکورٹی والوں کی گاڑیاں بدستور پیچھے آتی دکھائی دے رہی تھیں۔

اوہ۔ پٹرول ختم ہونے والا ہے.............دفعتاً شنکر نے چیخ کر کہا تو صفدر پریشان ہو گیا۔ اس نے ڈیش بورڈ میں نصب فیول گیج پر نگاہ ڈالی تو فیول ظاہر کرنے والی سوئی زیرو کے اتنے قریب پہنچ چکی تھی کہ مزید چار پانچ کلو میٹر سے زیادہ سفر نہیں کیا جا سکتا تھا یہ پوزیشن دیکھ کر صفدر ایک لمحے کے لئے گھبرا گیا اسے خود سے زیادہ شنکر کی فکر تھی

اگرچہ شنکر کی جہاز پر بے ہوشی کے دوران صفدر جو کچھ کرتا رہا تھا شنکر کو اس کا ذرا بھی علم نہیں تھا لیکن اسکے باوجود شنکر کا زندہ گرفتار ہونا اس کے مشن کے لئے خطرناک تھا کیونکہ پولیس یا کافرستان سیکرٹ سروس کیپٹن شنکر سے پوچھ گچھ کرتی تو نتیجے میں سارا معاملہ ان کی سمجھ میں آ جاتا اور صفدر کی تمام تر کوشش ناکام بنادی جاتی اسی لمحے اس نے پرتھوی ٹو سے واپسی پر بھی شنکر کو اپنے ساتھ لے جانے کا فیصلہ کیا تھا لیکن اب یہ شنکر کی بدقسمتی تھی کہ اسے کار کی ٹینکی میں پٹرول کی کمی کا روانگی سے پہلے علم نہ ہوسکا تھا اور نہ وہ جہاز پر جاتے وقت ہی کسی فلنگ اسٹیشن سے ٹینکی فل کرالیتا یا گودی سے پٹرول ڈلوالیتا شنکر صفدر کی طرح جوان آدمی نہیں تھا کہ صفدر کار سے اتر کر دوڑ لگاتا تو شنکر اس کے ساتھ دوڑ سکتا۔

صفدر کے پاس اب ایک ہی ٹائم بم بچا تھا کار کی ہیڈ لائٹس کی روشنی

میں سامنے کی جانب کچھ دور ایک چھوٹا سا پل دکھائی دے رہا تھا جو شاید کسی نہر کا پل تھا پل دیکھتے ہی صفدر نے شنکر کو چھوڑنے کا فیصلہ کر لیا۔

کیپٹن تم بوڑھے ہو اور میرے ساتھ کار سے اتر کر دوڑنا تمہارے لئے بہت دشوار ہوگا اس لئے میں تمہیں زندہ چھوڑنے کا وعدہ پورا کرنے لگا ہوں تمہیں صرف اتنا کرنا ہے کہ پل عبور کرتے ہی کار کی رفتار یک دم کم کر دینا اور میرے باہر کودتے ہی بریک سے پیر ہٹا لینا جب پیٹرول ختم ہوجائے تو رک کر تعاقب کرنے والوں کو اپنی گرفتاری پیش کر دینا اس صورت میں تم زندہ رہو گے کیونکہ تمہیں تنہا دیکھ کر وہ تم سے میرے بارے میں معلوم کرنے کے لئے تمہیں ہلاک نہیں کریں گے جہاز پر اپنے بے ہوش رہنے کے بارے میں انہیں ہرگز نہ بتانا اور کہنا کہ میں نے سارا وقت تمہارے ساتھ کمرے میں گزارا تھا اور نہ وہ

www.urdurasala.com

تمہیں زندہ نہیں چھوڑیں گے............صفدر نے تیزی سے شنکر کو ہدایات دیتے ہوئے کہا تو اس نے سمجھ جانے والے انداز میں سر ہلا دیا اس کے چہرے پر خوف چھایا ہوا تھا کار تیزی سے پل کے قریب پہنچتی جا رہی تھی صفدر نے جیب سے ٹائم بم نکال لیا تھا۔

میری بیگم کا کیا بنے گا مسٹر.........کیپٹن شنکر نے خوفزدہ لہجے میں پوچھا۔

میں تمہیں زندہ چھوڑ رہا ہوں تو سمجھ لو کہ وہ بھی زندہ رہے گی میرے آدمی اسے آزاد کر دیں گے تو وہ خود تم سے فون پر رابطہ کر کے اپنے بارے میں اطلاع دے دے گی.............صفدر نے ٹائم بم پر تیزی سے ٹائم سیٹ کرتے ہوئے کہا پھر جونہی کار نہر کے پل پر چڑھی صفدر نے ٹائم بم کھڑکی سے باہر گرا دیا اس کی ہدایت پر شنکر نے پل عبور کرتے ہی کار کی رفتار میں یک دم اضافہ کر پھر جونہی کار پل سے بیس

تمیں قدم آگے پہنچی صفدر نے اسے رفتار کم کرنے کی ہدایت کرتے ہوئے دروازہ کھولا اور جونہی شنکر نے بریک پیڈل دبایا صفدر نے پورا دروازہ کھول کر باہر چھلانگ لگا دی صفدر کی ہدایت کے مطابق اس کے کودتے ہی شنکر نے فوراً ہی رفتار بڑھا دی اور عقب نما آئینے میں صفدر کو دیکھنے کی کوشش کی لیکن صفدر اسے نظر نہ آیا تعاقب کرنے والی گاڑیاں پل کے قریب آتی جا رہی تھیں۔

پھر جیسے ہی ان میں سے پہلی گاڑی پل پر پہنچی ایک کان پھاڑ دھماکہ ہوا اور پل کے ساتھ اس گاڑی کے بھی پرخچے اڑ گئے جب کہ تیزی سے آتی ہوئی دوسری گاڑی پل کے ساتھ نہر میں منہ کے بل گرتی چلی گئی باقی گاڑیاں پل کے پیچھے رک گئی تھیں شنکر نے بیک مرر میں دیکھا تو اس نے اطمینان کا گہرا سانس لیا لیکن اسی لمحے اس کی کار کا انجن پٹرول ختم ہونے کے سبب بند ہو گیا اور چند قدم آگے جا کر کار رک گئی

دوسرے ہی لمحے شہر کی طرف سے پولیس گاڑیوں کے سائرن سنائی دینے لگے اور ادھیڑ عمر کیپٹن شنکر پر دہشت طاری ہوتی چلی گئی۔

عمران اور چوہان گودی پر کھڑے طیارہ بردار جہاز سومناتھ پر پہنچے تو عرشے پر جہاز کے کارکن ادھر اُدھر آجا رہے تھے جہاز کے رن وے کی صفائی کی جا رہی تھی اور ایک جیپ آہستہ آہستہ گشت کر رہی تھی سیڑھیوں کے قریب جہاز کے دو افسران کھڑے عمران اور چوہان کی

طرف دیکھ رہے تھے یونیفارم سے وہ بھی نائب کپتان لگ رہے تھے عمران کیپٹن چوپڑہ کے میک اپ میں تھا جب کہ چوہان کیپٹن نرائن داس کا ہم شکل بنا ہوا تھا دونوں کے سینوں پر ان کے نام کے بیج لگے ہوئے تھے عمران اور چوہان وہاں کھڑے افسروں کی طرف بڑھے قریب پہنچنے پر ان دونوں افسروں نے عمران کو سلام کیا۔

ہیلو برمن ۔کیا ہو رہا ہے......... عمران نے مسکراتے ہوئے ایک کپتان سے کہا جس کے سینے پر کیپٹن برمن کے نام کا بیج نظر آ رہا تھا۔

کچھ نہیں چوپڑہ صاحب ابھی کیپٹن مول چند کی دعوت پر ایک پیگ پی کر اوپر آئے ہیں.......... برمن نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس نے عمران اور چوہان سے باری باری مصافحہ کیا پھر اس کے پاس کھڑے کیپٹن مول چند نے بھی ان سے ہاتھ ملایا۔

اچھا تو ہمارے بغیر ہی دعوتیں ہو رہی ہیں............عمران نے مول چند سے شکایت بھرے لہجے میں کہا۔

ارے نہیں کیپٹن صاحب یونہی خیال آیا تھا کہ تمام کام تو مکمل ہو چکا ہے کیوں نا تھوڑا سا سرور لیا جائے مگر آپ کے بغیر کچھ مزہ نہیں آیا............مول چند نے ہنستے ہوئے کہا۔

تو اب لے لو مزہ چلو ایک پیگ اور ہو جائے............عمران نے مسکراتے ہوئے کیپٹن چوپڑہ کے لہجے میں کہا۔

چلیئے میرے کمرے میں میرے پاس پرانی شراب کی ایک بوتل ابھی باقی ہے.........کیپٹن برمن نے جلدی سے کہا۔

آؤ نرائن داس اس پرانی شراب کا مزہ بھی چکھ لو..............عمران نے چوہان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اور پھر وہ چاروں ڈیک سے اتر کر جہاز کے نچلے حصے میں واقع کیپٹن برمن کے کمرے میں آئے اور

کرسیوں پر بیٹھ گئے برمن نے الماری سے شراب کی بوتل اور گلاس نکالے اور میز پر رکھ کر خود بھی کرسی پر بیٹھ گیا اس نے گلاسوں میں شراب ڈالی تو عمران یک دم اٹھ کھڑا ہوا اس پر چوہان سمیت دونوں کپتانوں نے چونکتے ہوئے عمران کی طرف دیکھا۔

سوری۔ میں ذرا واش روم تک جاؤں گا آپ لوگوں کو جلدی ہو تو شروع کر دو............عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

نہیں چوپڑہ صاحب۔ یہ آداب محفل کے خلاف ہو گا آپ کے آنے پر ہی پئیں گے............مول چند نے ہنس کر کہا تو عمران نے سر ہلایا اور کمرے کے کونے میں موجود واش روم کی طرف بڑھتے ہوئے اس نے چوہان کو ہوشیار رہنے کا اشارہ کر دیا لیکن برمن اور مول چند نہ دیکھ سکے کیونکہ واش روم کی طرف ان کی پشت تھی عمران واش روم کے دروازے پر پہنچا اور یک دم اپنا پستول نکال کر واپس مڑتے ہوئے

دوسرے ہی لمحے شہر کی طرف سے پولیس گاڑیوں کے سائرن سنائی دینے لگے اور ادھیڑ عمر کیپٹن شنکر پر دہشت طاری ہوتی چلی گئی۔

عمران اور چوہان گودی پر کھڑے طیارہ بردار جہاز سومناتھ پر پہنچے تو عرشے پر جہاز کے کارکن ادھر اُدھر آجا رہے تھے جہاز کے رن وے کی صفائی کی جا رہی تھی اور ایک جیپ آہستہ آہستہ گشت کر رہی تھی سیڑھیوں کے قریب جہاز کے دو افسران کھڑے عمران اور چوہان کی

طرف دیکھ رہے تھے یونیفارم سے وہ بھی نائب کپتان لگ رہے تھے عمران کیپٹن چوپڑہ کے میک اپ میں تھا جب کہ چوہان کیپٹن نرائن داس کا ہم شکل بنا ہوا تھا دونوں کے سینوں پر ان کے نام کے بیج لگے ہوئے تھے عمران اور چوہان وہاں کھڑے افسروں کی طرف بڑھے قریب پہنچنے پر ان دونوں افسروں نے عمران کو سلام کیا۔

ہیلو برمن۔ کیا ہو رہا ہے.......... عمران نے مسکراتے ہوئے ایک کپتان سے کہا جس کے سینے پر کیپٹن برمن کے نام کا بیج نظر آرہا تھا۔

کچھ نہیں چوپڑہ صاحب ابھی کیپٹن مول چند کی دعوت پر ایک پیگ پی کر اوپر آئے ہیں.......... برمن نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس نے عمران اور چوہان سے باری باری مصافحہ کیا پھر اس کے پاس کھڑے کیپٹن مول چند نے بھی ان سے ہاتھ ملایا۔

اچھا تو ہمارے بغیر ہی دعوتیں ہو رہی ہیں............عمران نے مول چند سے شکایت بھرے لہجے میں کہا۔

ارے نہیں کیپٹن صاحب یونہی خیال آیا تھا کہ تمام کام تو مکمل ہو چکا ہے کیوں نا تھوڑا سا سرور لیا جائے مگر آپ کے بغیر کچھ مزہ نہیں آیا............مول چند نے ہنستے ہوئے کہا۔

تو اب لے لو مزہ چلو ایک پیگ اور ہو جائے............عمران نے مسکراتے ہوئے کیپٹن چوپڑہ کے لہجے میں کہا۔

چلیئے میرے کمرے میں میرے پاس پرانی شراب کی ایک بوتل ابھی باقی ہے.........کیپٹن برمن نے جلدی سے کہا۔

آؤ نرائن داس پرانی شراب کا مزہ بھی چکھ لو.............عمران نے چوہان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اور پھر وہ چاروں ڈیک سے اتر کر جہاز کے نچلے حصے میں واقع کیپٹن برمن کے کمرے میں آئے اور

کرسیوں پر بیٹھ گئے برمن نے الماری سے شراب کی بوتل اور گلاس نکالے اور میز پر رکھ کر خود بھی کرسی پر بیٹھ گیا اس نے گلاسوں میں شراب ڈالی تو عمران یک دم اٹھ کھڑا ہوا اس پر چوہان سمیت دونوں کپتانوں نے چونکتے ہوئے عمران کی طرف دیکھا۔

سوری۔ میں ذرا واش روم تک جاؤں گا آپ لوگوں کو جلدی ہو تو شروع کر دو............عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

نہیں چوپڑہ صاحب۔ یہ آداب محفل کے خلاف ہو گا آپ کے آنے پر ہی پئیں گے............مول چند نے ہنس کر کہا تو عمران نے سر ہلایا اور کمرے کے کونے میں موجود واش روم کی طرف بڑھتے ہوئے اس نے چوہان کو ہوشیار رہنے کا اشارہ کر دیا لیکن برمن اور مول چند نہ دیکھ سکے کیونکہ واش روم کی طرف ان کی پشت تھی عمران واش روم کے دروازے پر پہنچا اور یک دم اپنا پستول نکال کر واپس مڑتے ہوئے

اس نے پستول کا رخ برمن اور مول چند کی طرف کر دیا۔

خبردار کوئی اپنی جگہ سے حرکت نہ کرے ورنہ مارا جائے گا عمران نے تحکمانہ لہجے میں کہا تو برمن اور مول چند نے تیزی سے چہرے گھما کر عمران کی طرف دیکھا اور بے اختیار اچھل پڑے۔

کیا۔ کیا مطلب.......... مول چند نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

تم دونوں ہاتھ بلند کر لو کیپٹن مول چند اور کیپٹن برمن ورنہ بے آواز پستول کی گولیاں تمہارے جسموں میں سوراخ کر دیں گی اور تم نے جتنی شراب پی ہے سب نکل جائے گی.......... عمران نے دھمکی دیتے ہوئے کہا اور اسی لمحے چوہان نے بھی پستول نکال لیا۔

مم۔ میں۔ میں سمجھا نہیں چوپڑہ صاحب.......... برمن نے بوکھلاہٹ آمیز لہجے میں کہا اور ہاتھ بلند کر لئے۔

چوپڑہ کا خراب ہو گیا ہے کھوپڑا۔ یہ جان کر کہ تم لوگوں نے ایسے وقت

میں شراب پی ہے جب تم ڈیوٹی پر تھے اس لئے تم دونوں کو گرفتار کر کے قانون کے حوالے کرنا میرا فرض ہے عمران نے غراتے ہوئے کہا تو وہ دونوں ٹپٹا کر رہ گئے۔

مگر آپ بھی تو پیتے ہیں چوپڑہ صاحب.......... مول چند نے عمران کو گھورتے ہوئے کہا۔

میری بات اور ہے میں سب سے سینئر ہوں میری بیوی نہیں ہے اس لئے شراب سے دل بہلاتا ہوں جب کہ تم دونوں شادی شدہ ہو پھر بھی تم بیویوں کی بجائے شراب پیتے ہو.......... عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

تو آپ بھی شادی کر لیں۔ آپ کو کسی نے روکا تو نہیں ہے برمن نے غصیلے لہجے میں کہا۔

بکومت۔ شادی کر لوں تو پھر تمہاری طرح بیوی کو چھوڑ کر شراب

پیئوں ایسے مشورے دینا شراب کی توہین ہے اور میں یہ توہین برداشت نہیں کرسکتا کیوں کیپٹن نرائن داس............عمران نے چوہان کی طرف دیکھ کر غراتے ہوئے کہا تو برمن اور مول چند نے چوہان کی طرف دیکھا تو ان کے چہروں پر خوف کی پرچھائیاں رقص کرنے لگیں کیونکہ چوہان ان کے سامنے کھڑا تھا اور اس کے ہاتھ میں بھی پستول نظر آرہا تھا جس کا رخ برمن اور مول چند کی طرف تھا۔

اوہ۔ کیا۔ کیا۔ تم بھی............مول چند نے حیرت وخوف سے لرزتے ہوئے کہا۔

ہاں۔ یہ بھی موت کا فرشتہ ہے............عمران نے آگے بڑھتے ہوئے کہا اور مول چند کے سر پر پستول کا دستہ مار دیا اور وہ کراہتا ہوا گرنے ہی لگا تھا کہ عمران نے اسے تھام لیا مول چند بے ہوش ہو چکا تھا برمن کا چہرہ خوف سے زرد پڑ گیا عمران کے اشارے پر چوہان

آگے بڑھا اور اس نے برمن کے سر پر پستول کا دستہ مار دیا دو تین منٹ بعد برمن اور مول چند واش روم میں بے ہوش پڑے تھے ان کے ہاتھ پشت پر بندھے ہوئے تھے اور صبح سے پہلے ان کے ہوش میں آنے کا کوئی امکان نہ تھا عمران پہلے ہی چوپڑہ سے پوچھ گچھ کر کے معلوم کر چکا تھا کہ اس جہاز پر چار نائب کپتان تھے چوپڑہ اور نرائن داس کے علاوہ باقی یہی دونوں تھے اور اب عمران اور چوہان آزادانہ نقل وحرکت کر سکتے تھے عمران نے چوہان کو اپنا پروگرام بتایا اور اسے چند ہدایات دیں۔

انتہائی ہوشیاری سے کوشش کرنا کہ نرائن داس کے لب ولہجے میں اور تمہاری آواز میں فرق محسوس نہ ہو اور اگر ایسا نہ کر سکو تو کسی سے بات مت کرنا............عمران نے ہدایات دیتے ہوئے کہا تو چوہان نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

آپ اب کیا کریں گے .... چوہان نے کرسی سے اٹھتے ہوئے پوچھا۔

کرارے پاپڑ بیچوں گا کھاؤ گے .... عمران نے ناگوار لہجے میں کہا تو چوہان بے ساختہ مسکراتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا عمران نے اٹھ کر دروازہ اندر سے لاک کیا اور واچ ٹرانس میٹر آن کر کے جولیا کو کال کرنے لگا جسے وہ ہوٹل میں چھوڑ آیا تھا۔

ہیلو جولیا۔عمران کالنگ اوور .... رابطہ قائم ہونے پر عمران نے کہا۔

یس جولیا اٹنڈنگ یو اوور .... چند لمحوں بعد جولیا کی آواز سنائی دی۔

کیا کر رہی ہو کیا کھانا کھالیا ہے اوور .... عمران نے خلاف معمول سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔

نہیں تم کیا کر رہے ہو اور اس وقت کہاں ہو۔اوور .... دوسری طرف سے جولیا نے پوچھا۔

میں بحری جہاز سومناتھ پر ہوں کوشش کروں گا کہ جلد فارغ ہو جاؤں بہر حال وقت کا بھروسہ نہیں اس لئے تم ہمارا انتظار کئے بغیر کھانا منگوا کر کھالو ہو سکتا ہے کہ بعد میں موقع نہ ملے اوور .... عمران نے کہا۔

بہتر۔اور کوئی ہدایت اوور .... جولیا نے کہا۔

باقی ہدایات کے لئے ہدایت نامہ بیوی صفحہ نمبر چوالیس پڑھ لینا۔

اور ہاں میجر راجیش ہماری تلاش میں یہاں پہنچا ہوا ہے ہو سکتا ہے اس کے آدمی ہوٹلوں کو چیک کر رہے ہوں کوئی خطرہ محسوس کرو تو کسی سینما ہال میں چلی جانا یا پھر آواری کلب کے مالک بہاری لال کے پاس چلی جانا اوور .... عمران نے کہا اور بہاری لال کے کلب کا

ایڈریس اسے بتا دیا۔

اوکے۔ میں ابھی بہاری لال کے کلب چلی جاتی ہوں وہیں کھانا کھا لوں گی............اوور.............جولیا نے کہا۔

یہ زیادہ بہتر رہے گا میں فارغ ہوتے ہی تمہیں کال کرلوں گا اوور اینڈ آل..........عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی ٹرانس میٹر آف کر دیا پھر وہ اٹھا اور دروازہ کھول کر باہر کا جائزہ لینے لگا راہداری میں کوئی نہیں تھا وہ باہر نکلا اور اطمینان سے دروازہ بند کرکے جہاز کے کنٹرول روم کی طرف بڑھنے لگا کنٹرول روم کا دروازہ کھلا تھا عمران نے ادھر اُدھر دیکھا اور راہداری میں کسی کو نہ پا کر سائیڈ کے کمرے میں جھانکا تو اندر صرف ایک آدمی موجود تھا اور وہاں چاروں طرف کمپیوٹر سکرینیں اور دوسرے آلات نصب تھے یقیناً اس وقت کنٹرول روم کا باقی عملہ رات کا کھانا کھانے ریسٹورنٹ میں گیا ہوا تھا۔

عمران کوئی آہٹ پیدا کئے بغیر دبے پاؤں اندر آگیا کرسی پر بیٹھا ہوا واحد شخص ایک سکرین کی طرف دیکھ رہا تھا جس پر عرشے کا منظر روشن تھا اس کی پشت عمران کی طرف تھی عمران اس کے عقب میں آیا اور جیب سے پستول نکال کر اس آدمی کے سر پر دستے کی ضرب لگادی وہ شخص کراہتا ہوا منہ کے بل گرا اور بے ہوش ہوگیا عمران نے پلٹ کر دروازہ اندر سے بند کیا اور جیب سے صفدر کی طرح گھڑی نما ٹائم بم نکال کر ان پر وقت سیٹ کرنے لگا تقریباً دس منٹ بعد اس نے اپنا کام مکمل کرلیا تھا پھر اس نے باہر جانے کا ارادہ کیا ہی تھا کہ اسی لمحے باہر سے دوڑتے ہوئے قدموں کی آہٹیں ابھرنے لگیں تو عمران بے اختیار چونک پڑا یقیناً باہر کوئی گڑبڑ ہوگئی تھی اس نے تیزی سے دروازہ کھول کر باہر جھانکا تو تین مسلح گارڈز ہاتھوں میں مشین گنیں لئے بھاگے چلے آرہے تھے..........عمران ایک لمحہ کے لئے پریشان

ہوئے کہا۔

کیا ثبوت ہے تمہارے پاس کہ تم ہی اصل کیپٹن چوپڑہ ہو گارڈ نے جو سیکورٹی سارجنٹ کی یونیفارم میں تھا عمران کو گھورتے ہوئے کہا۔

آؤ کیپٹن برمن کے روم میں چلو۔ وہ تمہیں بتائے گا ابھی میں اس سے مل کر آیا ہوں..........عمران نے قدم بڑھاتے ہوئے غصیلے لہجے میں کہا تو تینوں گارڈ اس کے آگے آگے الٹے قدم چلنے لگے ان کی مشین گنیں عمران کی طرف ہی اٹھی ہوئی تھیں کیپٹن برمن کے کمرے کے پاس آ کر وہ رک گئے عمران ہاتھ اٹھائے دروازے پر رکا تو سارجنٹ دروازے کے قریب ہی تھا مگر اسی لمحے عرشے کی جانب سے فائرنگ کی آواز سنائی دی تو تینوں محافظوں نے بے اختیار پلٹ کر عرشے پر جانے والی سیڑھیوں کی طرف دیکھا ہی تھا کہ عمران نے یک دم سارجنٹ کے پہلو میں زوردار ٹھوکر ماری اور سارجنٹ کے

ہاتھ سے مشین گن گر گئی اور وہ لڑکھڑا کر اپنے عقب میں کھڑے دونوں گارڈز سے جا ٹکرایا وہ بھی لڑکھڑائے اور ایک دوسرے کے اوپر فرش پر گرتے چلے گئے عمران نے تیزی سے جھک کر سارجنٹ کی مشین گن اٹھائی اور ان تینوں پر برسٹ مارا اور وہ تینوں گارڈز چھلنی ہو کر تڑپنے لگے عمران نے مشین گن پھینکی اور سیڑھیوں کی طرف دوڑتا چلا گیا۔

صفدر اڑتا ہوا سڑک سے تقریباً دس بارہ فٹ ڈھلان پر گرا اور لڑھکتا

ہوا نشیب میں جا رکا جہاں خودرو گھنی جھاڑیوں اور درخت تھے وہاں پہنچتے ہی وہ سنبھل کر اٹھا اور جھاڑیوں میں گھس گیا۔ جھاڑیوں کی دوسری جانب کھیت تھے اس نے کھیت میں سے گزر کر سامنے دیکھا تو کافی فاصلے پر چاند کی روشنی میں ایک چھوٹی سی بستی کے گھر نظر آ رہے تھے چنانچہ وہ سامنے واقعی مکئی کے کھیت میں گھس گیا۔ مکئی کی فصل کافی بلند تھی اسی لمحے سڑک کی جانب سے زوردار دھماکے کی آواز سنائی دی تو صفدر نے رک کر پیچھے دیکھا لیکن کھیتوں کے حائل ہونے کے سبب سڑک نظر نہ آئی وہ دوبارہ فصلوں کی آڑ میں سڑک کے متوازی شہر کی طرف دوڑنے لگا مگر چند لمحوں بعد ہی شہر کی جانب سے پولیس گاڑیوں کے سائرن سنائی دینے لگے تو صفدر تیزی سے ایک کھیت میں داخل ہوا اور کھیت کے دوسرے کنارے پر پودوں میں چھپ کر سڑک کی طرف دیکھنے لگا یہاں سے سڑک تقریباً سو گز کے فاصلے پر

تھی۔

جلد ہی شہر کی جانب سے آنے والی دس بارہ گاڑیاں سائرن بجاتی ہوئی سامنے سے گزرنے لگیں ان میں چند گاڑیاں فوج کی اور باقی پولیس کی تھیں گاڑیاں گزر کر بندرگاہ کی طرف چلی گئیں تو صفدر پیچھے ہٹا اور کھیت کی دوسری جانب آ کر دوبارہ شہر کی طرف تیزی سے قدم بڑھانے لگا وہ جانتا تھا کہ پل کے ٹوٹنے سے راستہ بند ہو چکا ہے اور وہ گاڑیاں واپس آئیں گی اور پھر ایسا ہی ہوا۔

تقریباً دو میل چلنے کے بعد ہی عقب سے گاڑیوں کا شور سنائی دینے لگا پل کی طرف جانے والی گاڑیاں واپس آ رہی تھیں مگر صفدر نے قدم نہ روکے اور آگے بڑھتا رہا اس کے اندازے کے مطابق شہر تک پہنچنے کے لئے اسے ابھی نو دس کلومیٹر کا مزید فاصلہ طے کرنا تھا لیکن تھوڑی دیر بعد گاڑیوں کا شور بند ہو گیا تو صفدر چونک پڑا اس نے تیزی سے

کھیت میں داخل ہو کر پودوں کی آڑ سے سڑک کی طرف دیکھا تو تقریباً ڈیڑھ سو قدم پیچھے سڑک پر کئی گاڑیاں رکی ہوئی تھیں اور مسلح فوجی پولیس والوں کے ساتھ تیز روشنی والی ٹارچیں چلائے کھیتوں کی طرف تیزی سے بڑھ رہے تھے۔

صفدر سمجھ گیا کہ کیپٹن شنکر پکڑا گیا ہے اور یقیناً اسی کی نشاندہی پر وہ لوگ اسے تلاش کرنے ادھر آئے تھے اس وقت صفدر ان سے ڈیڑھ سو گز کے فاصلے پر تھا جب کہ اتنے ہی فاصلے پر سڑک تھی اگر شہر سے مزید گاڑیاں آ جاتیں تو صفدر ان کے درمیان پھنس کر رہ جاتا یہ سوچ کر صفدر نے سڑک پر پہنچ کر کسی گاڑی پر قبضہ کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا سڑک کچھ بلندی پر تھی اور اس کے کنارے پر دور تک درختوں کی قطار دکھائی دے رہی تھی صفدر پولیس اور فوجیوں کو دیکھتا رہا جلد ہی وہ لوگ کھیتوں کے قریب آ پہنچے اور کھیتوں میں گھس کر داخل ہونے لگے

جونہی آخری آدمی کھیتوں میں نگاہوں سے اوجھل ہوا صفدر کھیت سے نکلا اور تیزی سے سڑک کی طرف بڑھنے لگا۔

کچی زمین ہونے کے سبب اس کے قدموں کی آہٹیں بلند نہیں ہو رہی تھیں کھیتوں سے سڑک تک کے درمیان بھی کہیں کہیں درخت تھے صفدران درختوں کی آڑ لیتا ہوا آہستہ آہستہ سڑک کے کنارے واقع درختوں کے پاس پہنچا اور ایک درخت کی آڑ لے کر سڑک پر کھڑی گاڑیوں کا جائزہ لینے لگا وہ گاڑیاں ایک دوسرے سے تھوڑے تھوڑے فاصلے پر کھڑی تھیں اور ان کا رخ شہر کی جانب تھا مگر تمام گاڑیاں خالی تھیں کسی گاڑی میں بھی کوئی آدمی نظر نہ آ رہا تھا۔

سب سے آگے ایک فوجی جیپ تھی جو صفدر سے تقریباً پندرہ بیس قدم کے فاصلے پر موجود تھی صفدر درخت کی آڑ سے نکلا اور جھکا جھکا اس جیپ کی طرف بڑھنے لگا جو بالکل سامنے تھی چنانچہ اس بات کا امکان

نہ تھا کہ اگر دوسری گاڑیوں میں سے کسی میں کوئی آدمی موجود ہوا تو اسے دیکھ لے گا لیکن جونہی وہ اس جیپ کے قریب پہنچا اچانک شہر کی طرف سے کسی گاڑی کی ہیڈ لائٹس کی روشنی نمودار ہوئی تو صفدر نے تیزی سے اس جانب دیکھا شہر کی طرف سے ایک گاڑی آ رہی تھی اور اس کی ہیڈ لائٹس ابھی ایک ڈیڑھ کلومیٹر کے فاصلے پر تھیں اتنی دور سے اس گاڑی کے سوار صفدر کو نہیں دیکھ سکتے تھے۔

صفدر نے تیزی سے جیپ کے سامنے رکتے ہوئے جیپ میں جھانکا اور اس میں کسی فرد کو نہ پا کر جھکے جھکے انداز میں جیپ کے پہلو میں آیا اور پھر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا اگنیشن سوئچ میں چابی لگی ہوئی تھی صفدر نے ہیڈ لائٹس روشن کئے بغیر انجن سٹارٹ کیا اور آہستہ آہستہ جیپ آگے بڑھا دی تقریباً بیس پچیس گز کا فاصلہ طے کرنے پر عقب سے کسی قسم کا رد عمل ظاہر نہ ہوا جس کا مطلب تھا کہ سب لوگ اس کی

تلاش میں مکئی کے بلند کھیتوں میں گھسے ہوئے تھے تب صفدر جیپ کی رفتار میں اضافہ کرنے لگا سامنے سے آنے والی گاڑی قریب آتی چلی جا رہی تھی چنانچہ شک سے بچنے کے لئے صفدر نے جیپ کی ہیڈ لائٹس جلا دیں۔

تقریباً نصف کلومیٹر کا فاصلہ کرنے کے بعد سامنے سے آنے والی گاڑی اس کے قریب آ پہنچی اور اس کا ڈرائیور صفدر کو رکنے کا سگنل دینے لگا صفدر نے ابھی تک گارڈ کی وردی پہنی ہوئی تھی جب کہ جیپ آرمی کی تھی آرمی اور نیوی کی یونیفارم میں واضح فرق تھا چنانچہ صفدر کے لئے رکنا ضروری ہو گیا اس نے رفتار کم کی اور پھر سائیڈ پر جیپ روک دی آنے والی ایک کار تھی کار جیپ کے پہلو میں آ رکی کار کا ڈرائیور سادہ لباس میں تھا لیکن صفدر نے اسے فوراً پہچان لیا وہ کافرستان سیکرٹ سروس کا سینئر ممبر میجر راجیش تھا۔

تم کہاں جا رہے ہو مسٹر .... راجیش نے صفدر کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

ہم لوگ فرار ہونے والے شخص کی تلاش میں ہیں سر۔ اسے تھوڑے تھوڑے فاصلے پر چیک کر رہے ہیں کیپٹن شنکر نے بتایا ہے کہ مجرم شہر کی طرف فرار ہوا تھا میرے باقی ساتھی کھیتوں میں اسے تلاش کر رہے ہیں .... صفدر نے مودبانہ لہجے میں جواب دیا۔

مگر تم تو نیوی گارڈ ہو جب کہ یہ جیپ آرمی کی ہے .... راجیش نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

یس سر۔ پل تباہ ہونے پر افراتفری میں سب لوگ شہر سے آنے والی آرمی اور پولیس کی گاڑیوں میں ادھر آئے ہیں صفدر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

اوہ نہر کا پل۔ وہ کیسے تباہ ہو گیا .... راجیش نے چونکتے

ہوئے پوچھا۔

مفرور ایجنٹ نے ہمیں روکنے کے لئے بم سے پل کو تباہ کیا ہے سر۔ اسی لئے میں نے اپنی جیپ پل کی دوسری طرف چھوڑی اور اس جیپ میں بیٹھ کر اس طرف جا رہا ہوں.......... صفدر نے کہا تو راجیش ایک لمحے کے لئے خاموش ہو کر کچھ سوچنے لگا۔

او کے۔ جاؤ.......... راجیش نے صفدر سے نگاہیں ہٹا کر سامنے دیکھتے ہوئے کہا لیکن اس کے ساتھ ہی اس نے یک دم اپنی جیب سے پستول نکال کر صفدر کی طرف تان لیا۔ صفدر کی توقع کے برعکس اس نے نہایت پھرتی سے اسے کور کیا تھا۔

ٹھہرو۔ ہاتھ بلند کر لو.......... راجیش نے تحکمانہ لہجے میں کہا تو صفدر بے اختیار اچھل پڑا۔

اوہ۔ میں سمجھا نہیں جناب.......... صفدر نے گھبرائے ہوئے لہجے

میں کہا۔

فوراً ہاتھ بلند کر لو ورنہ کھوپڑی میں سوراخ کر دوں گا راجیش نے غراتے ہوئے کہا تو صفدر نے ہاتھ بلند کر لئے۔

اپنی جگہ سے حرکت کرنے کی کوشش مت کرنا.......... راجیش نے دروازہ کھول کر کار سے اترتے ہوئے تحکمانہ لہجے میں کہا اس کی نگاہیں ایک لمحے کے لئے بھی صفدر سے نہیں ہٹی تھیں دروازہ بند کر کے راجیش صفدر کے قریب آیا اور پستول اس کی کنپٹی سے لگا دیا۔

شرافت سے باہر آ جاؤ ورنہ فائر کھول دوں گا.......... راجیش نے دھمکی آمیز لہجے میں کہا تو صفدر ہاتھ اٹھائے جیپ سے نیچے اتر آیا۔

سر۔ آپ کون ہیں اور میں نے کیا جرم کیا ہے.......... صفدر نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

جرم کیا یہ جرم کم ہے کہ تم وہی آدمی ہو جو کیپٹن شنکر کے گارڈ کے روپ

میں کیپٹن کے ساتھ پرتھوی ٹو پر گئے تھے اور اب اس جیپ میں فرار ہونا چاہتے ہو جب کہ تم اس جیپ کے ڈرائیور بھی نہیں ہو اس لئے مکمل شناخت ہونے تک تم خود کو گرفتار سمجھو ورنہ تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گا............راجیش نے ایک ایک لفظ چباتے ہوئے سخت لہجے میں کہا اور دوسرا ہاتھ جیب میں ڈال کر موبائل فون نکال لیا یقیناً وہ کسی سے صفدر کی گرفتاری کے بارے میں بات کرنے والا تھا لیکن صفدر کا گرفتار ہونے کا ابھی کوئی ارادہ نہیں تھا۔

راجیش نے ایک قدم پیچھے ہٹ کر پستول سے صفدر کے سینے کا نشانہ لیا اور فون پر نمبر پریس کرنے لگا اس دوران اس کی نگاہیں بار بار صفدر کی طرف اٹھتی رہیں شاید اسے صفدر سے کسی غلط حرکت کا اندیشہ تھا۔

راجیش بات کر رہا ہوں کشور۔تم اس وقت کہاں ہو رابطہ قائم ہونے پر راجیش نے سخت لہجے میں کہا صفدر پہلے ہی جان کی بازی لگانے کا

فیصلہ کر چکا تھا حالانکہ راجیش کی نگاہیں مسلسل اس پر مرکوز تھیں اور ذرا سی بھی حرکت کرنے پر راجیش پستول کا ٹریگر دبا کر اس کو ہلاک کر سکتا تھا لیکن ایکسٹو نے سیکرٹ سروس کے تمام ممبران کی تربیت کچھ اس انداز میں کی تھی کہ وہ مشکل سے مشکل حالات میں بھی اپنے ذہن کو قابو میں رکھنے کے عادی ہو چکے تھے اور موت کے منہ میں چھلانگ لگا سکتے تھے۔

اس وقت بھی رسک لینے کے علاوہ کوئی دوسرا راستہ نہ تھا جس سے وہ راجیش پر قابو پا سکتا چنانچہ اس سے پہلے کہ راجیش اپنے ماتحت کشور سے دوبارہ مخاطب ہوتا صفدر نے بجلی کی سی تیزی سے اپنے سامنے ایک قدم کے فاصلے پر کھڑے راجیش کی ٹانگ پر زوردار ٹھوکر ماردی اور خود جلدی سے جھک گیا پنڈلی کی ہڈی پر صفدر کے بوٹ کی ضرب پڑتے ہی راجیش کے ہاتھ میں موجود سائیلنسر لگے پستول کا ٹریگر

دب گیا اور ساتھ ہی راجیش کے حلق سے کربناک سی تیز کراہ نکل گئی جب کہ پستول سے نکلنے والی بے آواز گولی کا شعلہ صفدر کی طرف لپکا اور صفدر کے سر سے ایک انچ کی بلندی سے گزر گیا جب کہ راجیش کراہتا ہوا لڑکھڑا کر اپنی کار سے جا ٹکرایا ابھی وہ سنبھلنے نہ پایا تھا کہ صفدر نے پھرتی سے سر بلند کرتے ہوئے راجیش کے ہاتھ پر ٹھوکر ماری اور اس کے ہاتھ سے پستول نکل کر دور جا گرا۔ لیکن راجیش نے تیزی سے دونوں ہاتھ بڑھا کر صفدر کی گردن دبوچ لی صفدر نے کوئی لمحہ ضائع کئے بغیر فوراً ہی اس کے پیٹ میں مکا مارا تو راجیش نے درد سے کراہتے ہوئے اس کی گردن چھوڑ دی لیکن دوسرے ہی لمحے اس نے صفدر کے چہرے پر مکا مار دیا۔

راجیش کا موبائل صفدر کے پہلے حملے میں ہی اس کے ہاتھ سے گر گیا تھا صفدر راجیش کا مکا کھا کر لڑکھڑاتا ہوا پیچھے جیپ سے جا ٹکرایا لیکن

ڈارک آپریشن

اس نے فوراً ہی خود کو سنبھالا اور راجیش کی پسلیوں میں مکا مار دیا راجیش کراہتا ہوا پیچھے ہٹا ہی تھا کہ صفدر نے اسے سنبھلنے کی مہلت دیئے بغیر اس کے جبڑے پر زوردار پنچ مار دیا راجیش لڑکھڑایا لیکن فوراً ہی سنبھل گیا اور اس نے صفدر پر یک دم چست لگا دی صفدر نے فوراً دونوں ہاتھ بلند کر کے اسے ہاتھوں پر روکا اور نیچے سے راجیش کی رانوں کے درمیان اپنا گھٹنا مار دیا رانوں کے درمیان پڑنے والی اس ضرب نے راجیش کو ذبح ہوتے ہوئے بکرے کی مانند ڈکرانے پر مجبور کر دیا اور وہ دونوں ہاتھوں سے متاثرہ جگہ کو دبائے پیچھے ہٹنے لگا صفدر پھرتی سے آگے بڑھا اور اس نے راجیش کے پیٹ میں لات ماردی۔

راجیش کی آنکھوں میں بے پناہ تکلیف سے سرخی ابھر آئی تھی لیکن اس کے باوجود وہ صفدر کے وار سے بچنے کے لئے تیزی سے ایک طرف

www.urdurasala.com

ہٹ گیا اور صفدر وار خالی جانے پر پشت کے بل سڑک پر جا گرا راجیش نے فوراً ہی صفدر کے پہلو میں ٹھوکر جمائی اور صفدر کراہتے ہوئے کروٹ بدل گیا لیکن تیزی سے اچھل کر کھڑا ہو گیا اسی لمحے راجیش نے سڑک پر پڑے اپنے پستول کی طرف جست لگا دی جو ہیڈ لائٹس کی روشنی میں واضح نظر آ رہا تھا صفدر سمجھا کہ وہ بھاگنے کے چکر میں ہے چنانچہ اس نے کھڑے ہوتے ہی یک دم قلابازی کھائی اور اڑتا ہوا راجیش کے اوپر جا گرا جو پستول اٹھانے کے لئے جھکا ہوا تھا راجیش منہ کے بل پستول سے دو تین فٹ آگے جا گرا اور اس کا چہرہ پختہ سڑک سے ٹکرانے کے سبب اس کی چیخ نکل گئی صفدر تیزی سے اٹھا اور اسی لمحے راجیش بھی اچھل کر کھڑا ہو گیا اس نے پلٹ کر صفدر کے منہ پر گھونسا مارنے کی کوشش کی لیکن صفدر نے فوراً ہی ہاتھ بڑھا کر اس کی کلائی پکڑ لی اور پوری قوت سے بل دینے لگا۔

راجیش اپنی کلائی چھڑانے کی کوشش کرتا ہوا گھوم گیا اسی لمحے صفدر نے یک دم اس کی کلائی چھوڑی اور اس کی گردن پر کھڑی ہتھیلی سے ضرب لگا دی کراٹے کے اس وار سے راجیش کی گردن ٹوٹ گئی اور وہ چیخے بغیر ہی بے جان ہو کر سڑک پر گر گیا صفدر نے ہانپتے ہوئے ہاتھ جھاڑے اور راجیش کی لاش اٹھا کر اس کی کار میں عقبی سیٹ پر ڈال دی اور پھر تیزی سے جیپ میں بیٹھا اور شہر کی طرف جیپ دوڑانے لگا۔

www.urdurasala.com

چوہان نائب کپتان نرائن داس کے میک اپ میں عرشے پر پہنچا اور گشت کرنے کے انداز میں ٹہلتا ہوا ایک تاریک گوشے میں پہنچ گیا یہاں دو بڑی کرینیں کھڑی تھیں کرینوں کے پاس کوئی محافظ موجود نہیں تھا چوہان نے اپنے جیبوں سے چند ٹائم بم نکالے اور ان پر ٹائم سیٹ کرنے لگا اور پھر وہ جلدی سے اس اوٹ سے نکلا اور جہاز کے مختلف حصوں میں گھومنے اور محافظوں کی نگاہوں سے بچ کر ٹائم بم لگانے لگا پندرہ منٹ بعد وہ اس کام سے فارغ ہو کر دوبارہ کرینوں کی اوٹ میں پہنچا اور رواچ ٹرانسمیٹر پر عمران سے رابطہ قائم کر کے اسے اپنا کام مکمل ہونے کی اطلاع دینے لگا۔

گڈ۔اب تم جہاز سے اتر کر پارکنگ میں پہنچو میں بھی باہر آ رہا ہوں اوور..........عمران نے کہا۔

آپ نے کام پورا کر لیا ہے نا اوور..........چوہان نے پوچھا۔

ہاں میں اب کنٹرول روم سے نکل کر عرشے پر آؤں گا اوور اینڈ آل..........دوسری طرف سے عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ منقطع ہو گیا تو چوہان نے بھی ٹرانس میٹر آف کیا اور اوٹ سے نکل آیا لیکن فوراً ہی وہ چونک پڑا کیونکہ ایک سیکورٹی گارڈ تیزی سے اس کی طرف آ رہا تھا چوہان نے اس کی وردی سے اندازہ لگا لیا کہ وہ گارڈ سیکورٹی آفیسر ہے کیونکہ اس کے کندھوں پر اسٹار لگے ہوئے تھے شاید وہ جہاز کے محافظوں کا انچارج تھا اس کی چال میں تیزی دیکھ کر چوہان سمجھ گیا کہ وہ خطرے میں ہے چنانچہ وہ رخ بدل کر بائیں جانب چلنے لگا۔

ٹھہرو۔رک جاؤ کیپٹن..........سیکورٹی انچارج نے چیخ کر چوہان سے کہا اور اپنے ہولسٹر سے پستول نکال لیا چوہان رک کر اس کی طرف دیکھنے لگا سیکورٹی انچارج پستول کا رخ چوہان کی طرف

چاون راج۔ انسپکٹر ایف بی آئی ہاتھ اٹھا کر کیپٹن سنجے اجنبی نے عمران
کو گھورتے ہوئے سخت لہجے میں کہا۔

کک۔ کیوں۔ جب کہ تم جانتے ہو کہ میں نیوی کا ذمہ دار آفیسر ہوں
اور میرا عہدہ کیپٹن ہے............عمران نے ہاتھ بلند کرتے ہوئے
کہا۔

شٹ اپ۔ ایف بی آئی کا انسپکٹر میجر سے زیادہ اختیارات رکھتا ہے
............چاون نے غصیلے لہجے میں کہا۔

مم۔ مگر۔ میرا قصور کیا ہے..........عمران نے بوکھلاہٹ آمیز لہجے
میں کہا۔

پہلے یہ بتاؤ کہ وہ لڑکی کہاں ہے جس کے ساتھ تم عیاشی کر رہے تھے
............چاون نے غراتے ہوئے کہا۔

او۔ تو یوں کہو انسپکٹر کہ تم بھی اس شمع کے پروانے ہو عمران نے ہنستے

چوہان کی ٹھوکر اس کے پستول والے ہاتھ پر پڑی جس کے نتیجے میں
فائر کے ساتھ ہی سیکورٹی انچارج کے ہاتھ سے پستول چھوٹ کر دور جا
گرا فائر کی آواز پر عرشے پر افراتفری پھیل گئی۔

چوہان نے پھرتی سے سیکورٹی انچارج کے منہ پر مکا مارا اور وہ اچھل کر
پشت کے بل نیچے جا گرا اسی لمحے ایک گارڈ بائیں جانب سے مشین
گن اٹھائے چوہان کی طرف دوڑا چوہان تے جلدی سے اپنا پستول
نکالا ہی تھا کہ فضا میں مشین گن کی تڑتڑاہٹ ابھری اور چوہان نے
پھرتی سے ہاتھ آگے کرتے ہوئے خود کو منہ کے بل نیچے گرا دیا جس
کے نتیجے میں کئی گولیاں اس کے اوپر سے گزر کر سیکورٹی گارڈ کو چھلنی کر
گئیں جواب اٹھ کھڑا ہو گیا تھا۔

چوہان نے تیزی سے سر اٹھا کر فائرنگ کرنے والے گارڈ پر فائر کھول
دیا جواب اس کی طرف مشین گن سیدھی کیے بھاگے چلا آرہا تھا

www.urdurasala.com

آواز پستول کی گولی اس گارڈ کے سینے میں لگی اور وہ چیختا ہوا راستے میں ہی گر گیا چوہان تیزی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

اسی لمحے سامنے کی جانب سے فائر ہوا تو چوہان نے بے اختیار دائیں جانب چھلانگ لگائی اور پستول کی گولی اس کے عقب میں ایک فٹ کے فاصلے سے گزر گئی چوہان نے جلدی سے وہاں کھڑی کرین کی آڑ لی اور سامنے دیکھنے لگا اس پر فائر کرنے والا ایک سیکورٹی سارجنٹ تھا جو پستول ہاتھ میں لئے چوہان کی طرف دوڑ رہا تھا چوہان نے اس پر فائر کرنے کے لئے پستول بلند کیا ہی تھا کہ عقب سے دوڑتے ہوئے قدموں کی آہٹیں سنائی دیں چوہان نے تیزی سے پلٹ کر دیکھا تو عقب میں دو محافظ اس کی طرف دوڑے چلے آرہے تھے ان کے ہاتھوں میں مشین گنیں تھیں چوہان نے فوراً ہی ایک محافظ پر فائر کھول دیا سائیلنسر لگے پستول کی گولی اس محافظ کے سینے میں گھس گئی اور وہ

چیختا ہوا گر گیا جب کہ دوسرا فرش پر گر کر چوہان پر فائرنگ کرنے لگا لیکن چوہان اس کے ساتھی پر فائر کرتے ہی فرش پر لیٹ گیا تھا اس لئے تڑتڑاتی ہوئی گولیاں اس کے اوپر سے گزر کر کرین سے ٹکرانے لگی اس کے ساتھ ہی چوہان نے اس گارڈ پر فائر کھول دیا اور گولی سیدھی اس آدمی کے سر میں لگی اور وہ بھی ہمیشہ کے لئے ساکت ہو گیا۔

ٹھیک اسی لمحے چوہان کے حلق سے کربناک سی چیخ نکل گئی فائر کی آواز کے ساتھ ہی ایک گولی اس کے بائیں کاندھے کو زخمی کرتی ہوئی نکل گئی تھی اس نے پھرتی سے کرین کی آڑ لیتے ہوئے دوسری جانب دیکھا تو سیکورٹی سارجنٹ پستول والا ہاتھ اس کی طرف اٹھائے دوسرا فائر کر رہا تھا مگر اس مرتبہ گولی کرین سے ٹکرائی اور چوہان نے فوراً ہی سارجنٹ پر فائر کر دیا سارجنٹ چیختا ہوا منہ کے بل گر گیا چوہان نے

جہاز کے نچلے حصے میں جانے والی سیڑھیوں کی طرف دیکھا ہی تھا کہ اچانک جہاز پر خطرے کا سائرن چیخنے لگا اس کے فوراً بعد ڈیک پر کام کرنے والے لوگ اور گارڈز ادھر اُدھر بھاگتے دکھائی دیئے چوہان کرین کی آڑ سے نکلا اور اسی جانب بڑھنے لگے جس طرف جہاز سے پلیٹ فارم پر اترنے والی سیڑھیاں تھیں ابھی وہ ان سیڑھیوں سے دور ہی تھا کہ اس نے عمران کو دیکھا جو جہاز کے تہہ خانے سے اوپر ادھر اُدھر دیکھ رہا تھا اور اب بھی وہ کیپٹن چوپڑہ کے میک اپ میں تھا۔

چوہان سمجھ گیا کہ وہ بھی جہاز سے اترنے کے لئے نیچے سے عرشے پر آیا ہے لیکن اسی لمحے چوہان کی نگاہ عمران کے بائیں جانب اٹھ گئی اس طرف ایک گارڈ کھڑا مشین گن سے عمران کا نشانہ لے رہا تھا چوہان نے بجلی کی سی تیزی سے پستول اس گارڈ کی طرف سیدھا کرتے ہوئے فائر کر دیا گولی گارڈ کی گردن میں لگی اور وہ اچھل کر

عرشے سے نیچے جا گرا عمران نے گارڈ کی چیخ سن کر ایک لمحے کے لئے چوہان کی طرف دیکھا اور اسے اشارہ کرتے ہوئے تیزی سے ریلنگ کی طرف لپکا چوہان بھی اس کے پیچھے تھا وہ دونوں ریلنگ کے پاس پہنچے اور سیڑھیاں اتر کر نیچے پہنچ گئے۔

پھر عمارت کی طرف بڑھتے ہوئے چوہان نے پلٹ کر جہاز کی طرف دیکھا تو ریلنگ کے پاس کھڑا ایک گارڈ عمران کا نشانہ لے رہا تھا چوہان نے فوراً ہی اس پر فائر کر دیا اور وہ آدمی سر کے بل جہاز سے نیچے آ گرا اسی لمحے عمران نے عمارت کی طرف سے آنے والے مسلح محافظوں کو دیکھا اور مشین گن کا رخ ان کی طرف کر کے فائر کھول دیا دو محافظ تڑپتے ہوئے گرے جب کہ تیسرے نے عمارت کے باہر رکھے ایک بڑے باکس کی طرف جست لگائی اور اس کی آڑ لے کر فائر کرنے لگا لیکن عمران اتنی دیر میں شیڈ کے کشادہ ستون کی آڑ میں

پہنچ چکا تھا چنانچہ گولیاں ستونوں سے ٹکرائی تھیں۔

چوہان نے تیزی سے پلٹ کر یاکس کے پیچھے گارڈ پر فائر کیا اور وہ چیخ کر تڑپنے لگا عمران نے ستون کی آڑ سے نکل کر چوہان کو باہر چلنے کا اشارہ کیا اور چوہان بندرگاہ کے بیرونی راستے کی طرف دوڑنے لگا اس کے پیچھے عمران نے بھی دوڑ لگا دی اور پھر وہ دونوں عمارت سے باہر نکل کر پارکنگ کی طرف دوڑنے لگے سائرن مسلسل چیخ رہے تھے

عمران اور چوہان دوڑتے ہوئے پارکنگ میں کھڑی کیپٹن نرائن داس کی کار کے پاس پہنچے تو چوہان تیزی سے کار کا دروازہ کھول کر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا ہی تھا کہ عمارت سے دو محافظ دوڑتے ہوئے برآمد ہوئے اور عمران نے فوراً ہی مشین گن کا رخ ان کی جانب کر کے فائر کر دیا دونوں محافظ چیختے ہوئے گر گئے اور عمران تیزی سے دروازہ کھول کر فرنٹ سیٹ پر بیٹھ گیا۔

چوہان نے پھرتی سے کار سٹارٹ کی اور تھوڑا پیچھے ہٹا کر یوٹرن لیتے ہوئے کار کا رخ بیرونی گیٹ کی طرف کر دیا گیٹ پر بانس کی ہرڈل تھی اور وہاں کھڑے دو محافظ ہاتھوں میں مشین گنیں لئے انہیں رکنے کا اشارہ کر رہے تھے عمران نے تیزی سے مشین گن کی نال کھڑکی سے نکالتے ہوئے ان محافظوں پر برسٹ مارا اور وہ دونوں تڑپتے ہوئے زمین پر گر گئے۔

عمران نے چوہان کو رکنے کا اشارہ کیا اور چوہان نے گیٹ کے پاس پہنچ کر بریک لگا دی وہاں اور کوئی گارڈ نہیں تھا عمران نے تیزی سے کار سے اتر کر بانس کی ہرڈل ہٹائی اور چوہان نے دوبارہ کار آگے بڑھا دی عمران پھرتی سے لپک کر کار میں بیٹھا اور دروازہ بند کر دیا جب کہ چوہان اس کے بیٹھتے ہی یک دم گیئر بدل کر رفتار میں اضافہ کرتا چلا گیا جلد ہی وہ گودی کی حدود سے باہر شہر کی سمت جانے والی

سڑک پر پہنچ گئے تب عمران نے چوہان کے کندھے کی طرف دیکھا تو
چونک پڑا۔

اوہ۔تم زخمی ہو چوہان تم نے پہلے کیوں نہیں بتایا عمران نے جلدی سے
کہا تو چوہان نے مسکراتے ہوئے سر ہلا دیا عمران نے جلدی سے اپنی
جیب سے رومال نکالا اور اسے پٹی کی صورت میں تہہ کر کے چوہان
کے کندھے کے زخم پر مضبوطی سے باندھ دیا۔زخم زیادہ خطرناک نہیں
تھا لیکن خون ابھی تک رس رہا تھا اور اسے روکنا ضروری تھا پھر عمران
بیک مرر میں پیچھے دیکھنے لگا لیکن فی الحال سڑک صاف تھی اور کوئی
گاڑی تعاقب میں نہیں تھی مگر اس کے باوجود عمران فکر مند تھا وہ جانتا
تھا کہ بحری جہاز سومناتھ ون پر ہونے والے ہنگامے کی اطلاع نیوی
ہیڈ کوارٹر کو مل چکی ہو گی اور شہر پہنچنے سے پہلے ہی ان کا راستہ روکنے کی
ہر ممکن کوشش کی جائے گی چنانچہ اس نے چوہان کو کار روکنے کا اشارہ

کیا تو اس نے چونکتے ہوئے بریک لگا دی۔

تب عمران نے خود اسٹیئرنگ سنبھالا اور چوہان سائیڈ سیٹ پر بیٹھ گیا
عمران فل رفتار سے کار دوڑانے لگا چند کلومیٹر چلنے کے بعد سڑک پر
واقع ایک چیک پوسٹ دکھائی دی تو عمران نے رفتار کم کر دی وہاں
سڑک پر بانس کی ہرڈل تھی ہرڈل کے پاس دو محافظ کندھوں سے مشین
گنیں لٹکائے کھڑے تھے جب کہ عمارت کے باہر ایک جیپ کھڑی
تھی جیپ دیکھ کر عمران نے فوری طور پر کار چھوڑنے کا فیصلہ کیا اور
رکاوٹ سے پندرہ بیس قدم پیچھے بریک پیڈل دبا کر سست رفتاری
سے کار آگے بڑھائی اور چند قدم آگے آ کر روک دی دونوں محافظ کار
کی طرف دیکھ رہے تھے عمران نے انجن بند کرتے ہوئے کھڑکی سے
ہاتھ باہر نکال کر محافظوں کو قریب آنے کا اشارہ کیا تو ان میں سے
ایک محافظ تیزی سے آگے بڑھا اور کار کے قریب پہنچ گیا۔

یس سر۔ فرمایئے.........گارڈ نے کھڑکی سے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

تمہارا انچارج کہاں ہے..............عمران نے سخت لہجے میں پوچھا۔

اندر بیٹھا ہے خیریت تو ہے جناب............گارڈ نے چوہان کی طرف دیکھ کر کہا جو آنکھیں بند کئے بیٹھا تھا۔

نہیں کیپٹن نرائن زخمی ہے اسے فوراً ہسپتال لے جانا ہے لیکن میری گاڑی کا انجن خراب ہو گیا ہے ہمیں گاڑی چاہئے انچارج کے علاوہ اندر کون کون ہے............عمران نے جواب دینے کے بعد پوچھا۔

دو گارڈ اور انچارج حوالدار صاحب ہیں............گارڈ نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

ٹھیک ہے۔ میں خود حوالدار صاحب سے بات کرتا ہوں تم اپنی ڈیوٹی دو۔.............عمران نے کار سے اترتے ہوئے کہا تو گارڈ واپس چلا گیا عمران چیک پوسٹ کی طرف بڑھا تو اس نے چوہان کو ہوشیار رہنے کا اشارہ کر دیا اور چوہان نے مشین گن ہاتھ میں پکڑ لی دونوں گارڈ بانس کی ہرڈل کے پاس کھڑے عمران کی طرف دیکھ رہے تھے عمران تیزی سے چیک پوسٹ کے کھلے دروازے کے پاس پہنچا اور اندر جھانکا تو ایک آفس ٹیبل کے پیچھے کرسی پر آرمی کا ایک حوالدار بیٹھا چائے پی رہا تھا جب کہ دو گارڈ دیوار کے پاس لکڑی کے بنچوں پر لیٹے آرام کر رہے تھے عمران سمجھ گیا کہ چیک پوسٹ والوں کو بندرگاہ سے ان کے فرار کے سلسلے میں کوئی اطلاع نہیں دی گئی چنانچہ وہ بے دھڑک اندر داخل ہو گیا حوالدار نے جلدی سے اس کی طرف دیکھا اور چونکتے ہوئے کھڑا ہو گیا ظاہر ہے عمران نیوی کیپٹن کے یونیفارم

میں تھا اس لئے حوالدار کے لئے اس کا ادب لازمی تھا اس نے عمران کو سیلوٹ کیا۔

حوالدار مجھے گاڑی چاہئے کیپٹن نرائن شدید زخمی ہے اور اسے شہر ہسپتال لے جانا ہے لیکن یہاں آ کر میری گاڑی کا انجن خراب ہو گیا ہے ہمیں اپنی جیپ میں شہر تک لے چلو............عمران نے تیزی سے کہا۔

اوہ۔ آپ کہاں سے آ رہے ہیں سر۔ میں اپنے انچارج کو فون کر کے اجازت ....حوالدار نے چونکتے ہوئے کہا۔

دیر مت کرو حوالدار اگر اجازت کے چکر میں کیپٹن نرائن کی جان چلی گئی تو تم ذمہ دار ہو گے..........عمران نے غصیلے لہجے میں کہا تو حوالدار اس کی دھمکی پر بوکھلا گیا اس نے جلدی سے میز کی دراز سے چابی نکالی اور دروازے کی طرف بڑھا عمران پلٹا اور باہر آ گیا حوالدار

نے باہر آ کر کچھ فاصلے پر کھڑی کار کی طرف دیکھا اور بائیں جانب کھڑی جیپ کی طرف بڑھ گیا عمران تیزی سے دوڑتا ہوا اپنی کار کے پاس پہنچا اور دروازہ کھول کر چوہان کو اشارہ کیا چوہان نے مشین گن عمران کی طرف بڑھائی اور کار سے اترا تو عمران اسے سہارا دے کر جیپ کی طرف بڑھا حوالدار جیپ سٹارٹ کر کے سڑک پر لایا اور ان دونوں کے قریب روک دی عمران اور چوہان جیپ کے عقبی حصے میں بیٹھ گئے۔

جلدی چلو حوالدار۔..........عمران نے حوالدار کے عقب میں بیٹھ کر تیزی سے کہا تو اس نے جیپ آگے بڑھا دی سڑک پر بانس ہرڈل کے پاس کھڑے گارڈ نے بانس اٹھایا اور جیپ وہاں سے گزر کر تیزی سے دوڑنے لگی اسی لمحے عقب سے ہیڈ لائٹس کی روشنیاں چمکیں تو عمران نے پیچھے دیکھا گودی کی طرف سے تین چار گاڑیاں آ

نوسر۔لیکن شہر سے باہر جانے والے تمام راستے سیلڈ کر دیئے گئے ہیں پروازیں بھی بند ہیں اور ہماری تلاش میں جاسوس کتوں سے مدد لی جا رہی ہے۔جب کہ یہ خود بھی خونخوار کتوں سے کم نہیں ہیں بہر حال آپ فکر نہ کریں تین چار روز بعد آپ اپنی آنکھیں ٹھنڈی کر سکیں گے اوور...............عمران نے کہا۔

کیا مطلب اوور..........ایکسٹو نے چونکتے ہوئے کہا۔

میرا مطلب ہے آپ اپنے ماتحتوں کو دیکھ سکیں گے ہو سکتا ہے ہمیں آج رات ہی یہاں سے نکلنے کا موقع مل جائے فی الحال تو یہاں ایمرجنسی کی کیفیت ہے اوور............عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

ہیلو جولیا تم لوگوں نے دشمن کا منصوبہ خاک میں ملا کر وطن عزیز کو عظیم نقصان سے بچالیا ہے قوم و ملک کی خاطر اپنی جانیں خطرے میں

ڈالنے والے تم جیسے جانبازوں کے دم ہی ملک سلامت رہتے ہیں اوور..............ایکسٹو نے جولیا سے مخاطب ہو کر کہا۔

تھینک یو چیف۔یہ ہمارا فرض تھا جو ہم نے پورا کیا حقیقت تو یہ ہے کہ اس مشن کی کامیابی عمران کی ذہانت اور منصوبہ بندی کی مرہون منت ہے اوور...............جولیا نے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے مودبانہ لہجے میں کہا۔

بالکل نہیں چیف۔یہ مجھے بدنام کر رہی ہے میں منصوبہ بندی کا قائل ہی نہیں ہوں دو بچے کمزور گھرانہ۔ہونہہ۔اوور..............عمران نے بوکھلا کر کہا تو چوہان اور صفدر بے ساختہ ہنس پڑے جب کہ جولیا نے شرم سے سر جھکا لیا۔

بکومت۔وہ مشن کے سلسلے میں تمہاری تعریف کر رہی ہے روانگی کے پروگرام سے مجھے مطلع کر دینا کوشش کرو کہ جلد سے جلد یہاں سے نکل

رہی تھیں اور ان کی روشنیاں کم از کم ایک کلومیٹر کے فاصلے پر نظر آ رہی تھیں عمران سمجھ گیا کہ وہ گاڑیاں ان کے تعاقب میں آ رہی ہیں اور چیک پوسٹ کے محافظوں سے تعاقب کرنے والوں کو معلوم ہو جائے گا کہ وہ حوالدار کے ساتھ جیپ میں سوار ہیں چنانچہ اس نے سڑک چھوڑنے کا فیصلہ کر لیا۔

حوالدار۔ کیا یہاں سے کوئی راستہ ساحل کی طرف بھی جاتا ہے عمران نے حوالدار سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

لیس سر۔ کچھ اور آگے ایک کچی سڑک ساحل کے قریب واقع مچھیروں کی بستی کی طرف جاتی ہے.............حوالدار نے چونکتے ہوئے کہا۔

گڈ۔ ابھی وہ سڑک کتنی دور ہے.............عمران نے پوچھا۔

تقریباً دو میل کیا آپ نہیں جانتے سر...............حوالدار نے

قدرے حیرت سے کہا۔

نہیں۔ دراصل میں گودی کے قریب کالونی میں رہتا ہوں اور اس طرف بہت کم آیا ہوں............عمران نے پیچھے دیکھتے ہوئے کہا سڑک میں ایک موڑ کے سبب اب تعاقب کرنے والی گاڑیوں کی ہیڈ لائٹس نظر نہیں آ رہی تھیں شاید وہ چیک پوسٹ پر رک گئی تھیں چوہان خاموش بیٹھا عمران کی طرف دیکھ رہا تھا اور سوچ رہا تھا کہ عمران کیا کرنا چاہتا ہے کہ دفعتاً جیپ میں وائرلیس کی مخصوص سیٹی بجنے لگی تو عمران چونک پڑا دوسرے ہی لمحے اس نے مشین گن کی نال حوالدار کی گردن سے لگا دی جس نے ڈیش بورڈ کے پاس نصب وائرلیس کی طرف ہاتھ بڑھایا تھا۔

سنو۔ کال مت رسیو کرنا ورنہ چھلنی کر ڈالوں گا.........عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

www.urdurasala.com

کک۔ کیوں سر..............حوالدار نے بوکھلا کر ہاتھ پیچھے ہٹاتے ہوئے کہا۔

خاموشی سے میرے حکم کی تعمیل کرتے رہو اسی میں تمہاری بھلائی ہے..........عمران نے غراتے ہوئے کہا مگر حوالدار کچھ نہ بولا چند لمحوں بعد وائرلیس کی سگنل ٹون بند ہو گئی عمران کے اشارے پر چوہان نے بھی پستول نکال لیا تھا عمران سامنے دیکھ رہا تھا تقریباً ایک منٹ بعد دوبارہ عقب میں گاڑیوں کی ہیڈ لائٹس دکھائی دینے لگیں۔

ساحل کی طرف جانے والے راستے پر مڑ جانا...........عمران نے حوالدار کی گردن پر مشین گن کا دباؤ ڈالتے ہوئے کہا مگر حوالدار کچھ نہ بولا چند لمحوں بعد جیپ دائیں جانب جانے والے کچے راستے کے پاس پہنچی تو حوالدار نے رفتار کم کرتے ہوئے جیپ اسی طرف موڑ دی اس راستے پر دونوں طرف گھنے درختوں اور خودرو جھاڑیوں کی کثرت

تھی۔

بس رک جاؤ............عمران نے تقریباً بیس پچیس گز دور آ جانے پر حوالدار کو حکم دیا تو اس نے جیپ روک دی پھر عمران کے دوسرے حکم پر جیپ کی تمام لائٹس بجھا دی گئیں عمران نے چوہان کو ہاتھ کے اشارے سے ہدایات دیں تو چوہان سیٹ پھلانگ کر حوالدار کے پہلو میں آ بیٹھا اور اس نے پستول حوالدار کی کنپٹی سے لگا دیا تب عمران پیچھے دیکھنے لگا چند لمحوں بعد تعاقب کرنے والی گاڑیوں کی روشنیاں دکھائی دیں اور پھر وہ پختہ سڑک سے گزر کر شہر کی طرف چلی گئیں۔

اب چلو ساحل پر..............عمران نے اطمینان کا گہرا سانس لیتے ہوئے حوالدار کو حکم دیا تو اس نے کار آگے بڑھا دی۔

کیا اب لائٹس جلا دوں..............حوالدار نے خوفزدہ لہجے میں پوچھا۔

اندھے تو نہیں ہو کیا چاند کی روشنی کم ہے............عمران نے غراتے ہوئے کہا تو حوالدار دوبارہ کچھ نہ بولا تھوڑی دیر بعد وہ ساحلی درختوں کے پاس پہنچ گئے عمران کے حکم پر حوالدار نے گھنے درختوں میں پہنچ کر جیپ روکی اور انجن بند کر دیا اسی لمحے عمران نے جیب سے پستول نکالا اور حوالدار کے سر پر پستول کا دستہ مار دیا۔ حوالدار کراہتے ہوئے اسٹیئرنگ سے منہ کے بل ٹکرایا اور چوہان نے تیزی سے اسے سنبھال کر سیٹ سے ٹکا دیا حوالدار بے ہوش ہو چکا تھا۔

آؤ جلدی چلو............عمران نے جیپ سے اترتے ہوئے چوہان سے کہا۔

آپ اس طرف کیوں آئے ہیں............چوہان نے جیپ سے اتر کر پوچھا۔

مچھلی کا شکار کریں گے ساحل پر تمہیں کوئی اعتراض تو نہیں عمران نے

جیب سے پنسل ٹارچ نکالتے ہوئے کہا۔

او واتنے شدید خطرے میں بھی آپ کو شکار کی سوجھی ہے چوہان نے حیرت سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

مجبوری ہے۔ مچھلی کھانے سے دماغ کو طاقت ملے گی تو پھر خطرے سے بچنے کی ترکیب بھی سوجھ جائے گی............عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پنسل ٹارچ روشن کر کے آگے بڑھنے لگا۔

مگر ادھر تو ہم آسانی سے پکڑے جائیں گے..........چوہان نے اس کے پیچھے قدم اٹھاتے ہوئے تشویش آمیز لہجے میں کہا۔

کاش مچھلی تمہاری پسندیدہ ڈش ہوتی............عمران نے ٹھنڈا سانس لیتے ہوئے کہا۔

اس سے کیا ہوتا..............چوہان نے بے اختیار مسکراتے ہوئے پوچھا۔

تمہارا دماغ طاقتور ہوتا اور تم با آسانی سمجھ جاتے کہ چھوٹی مچھلی بڑی مچھلی سے بچنے کے لئے کیا طریقہ اختیار کرتی ہے سڑک پر ہمارے لئے بچنے کی کوئی گنجائش نہیں ہے لیکن ساحل پر تم خود کو کچھ دیر کے لئے چھپا سکتے ہو............عمران نے ناگوار لہجے میں کہا مگر چوہان خاموش رہا اور پھر وہ دونوں ٹارچ کی روشنی میں درختوں کے اندر ہی اندر ساحل کے متوازی چلتے رہے تقریباً نصف گھنٹہ مسلسل چلنے کے بعد وہ دونوں ساحل پر پہنچ گئے ساحل پر مچھیروں کی کئی کشتیاں اور اسٹیمر زلنگر انداز تھے اور ایک آدمی وہاں چارپائی پر دراز تھا اس کے سوا ساحل پر کوئی ذی روح نظر نہیں آرہا تھا وہ دونوں اس کے قریب پہنچے تو چارپائی پر سونے والے کے پہلو میں ایک رائفل رکھی ہوئی تھی شاید وہ جاگ رہا تھا کیونکہ ابھی وہ اس سے چند قدم پیچھے ہی تھے کہ اس آدمی نے کروٹ لی اور انہیں دیکھ کر تیزی سے اٹھ

کھڑا ہوا وہ ادھیڑ عمر آدمی شاید چوکیدار تھا عمران اور چوہان کی یونیفارم دیکھ کر اس آدمی نے انہیں ادب سے سلام کیا۔

کیا کوئی اسٹیمر کرائے پر مل سکتا ہے............عمران نے سر کے اشارے سے اس کے سلام کا جواب دیتے ہوئے پوچھا۔

نہیں صاحب۔ یہ سب شکار کے لئے ہیں..........چوکیدار نے ادب سے جواب دیا۔

لیکن ہمیں لازماً چاہئے یہاں سے ایک میل دور ہماری موٹر بوٹ خراب ہوگئی تھی اور ہمیں پیدل ہی یہاں تک آنا پڑا میرا ساتھی زخمی ہے اور اسے ہسپتال پہنچانا ضروری ہے............عمران نے جلدی سے کہا۔

مگر صاحب۔ میں تو چوکیدار ہوں اور مالک کے حکم کے بغیر میں کیا کر سکتا ہوں چوکیدار نے چونکتے ہوئے کہا۔

ہونہہ۔اس اسٹیمر کا مالک کہاں ہے.........عمران نے سامنے کھڑے اسٹیمر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے پوچھا جو نیا لگ رہا تھا۔

بستی میں ہے آیئے میں اس سے آپ کی ملاقات کراتا ہوں چوکیدار نے جواب دیا۔

چلو آؤ.........عمران نے کہا تو چوکیدار ان درختوں کی طرف بڑھا جن کی دوسری جانب ماہی گیروں کی بستی تھی ابھی اس نے دوسرا ہی قدم اٹھایا تھا کہ عمران نے یک دم اس کے سر پر پستول کا دستہ مارتے ہوئے اس کے منہ کو ہتھیلی سے دبا لیا اور چوکیدار بے ہوش ہو کر اس کی گرفت میں جھولنے لگا عمران نے اسے اٹھا کر چارپائی پر لٹا دیا اور پھر اسٹیمر کی طرف بڑھ گیا۔

آپ پہلے ہی اسے بے ہوش کر دیتے اتنی باتیں کرنے کی کیا ضرورت تھی.........چوہان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

میں اندازہ لگانا چاہتا تھا کہ اگر کوئی اور آدمی آس پاس موجود ہے تو ہماری باتیں سن کر قریب آ جائے اور اسے بھی بے ہوش کر دوں تاکہ ہماری نگرانی اور سمت کے بارے میں تعاقب کرنے والوں کو پتہ نہ چل سکے.........عمران نے اسٹیمر کے لنگر کا کھونٹے سے بندھا رسہ کھولتے ہوئے کہا تو چوہان اس کی دانش مندی پر حیران رہ گیا پھر چند لمحوں بعد وہ اسٹیمر میں سفر کر رہے تھے عمران اسٹیمر ڈرائیو کر رہا تھا اور اسٹیمر کا رخ شہری بندرگاہ کی طرف تھا جب کہ چوہان مشین گن سنبھالے اس کے قریب کھڑا تھا۔

کیا سمندر میں ہمارا راستہ نہیں روکا جائے گا.........چوہان نے اچانک عمران سے پوچھا۔

نہیں ابھی وہ لوگ ہمیں سڑک اور اس کے آس پاس تلاش کریں گے جب تک وہ ساحل پر آ کر جیپ کو نہ دیکھ لیں گے اس وقت تک سمندر

میں ہمیں کوئی خطرہ نہیں ہے ہم بندرگاہ سے پیچھے ویران جگہ پر اسٹیمر چھوڑ کر سڑک پر جائیں گے اور وہاں سے گھر.............عمران نے جواب دیتے ہوئے گھر کے لفظ پر زور دے کر کہا تو چوہان بے ساختہ چونک پڑا۔

کس کے گھر...........چوہان نے عمران کی طرف دیکھ کر تیزی سے پوچھا۔

دلہن کے ماں باپ کے گھر اور پھر دلہن اور سالا صاحب کے ہمراہ اپنے گھر...........عمران نے چہکتے ہوئے لہجے میں کہا تو چوہان بے اختیار ہنس پڑا کیونکہ وہ سمجھ گیا تھا کہ عمران جولیا اور صفدر کی بات کر رہا ہے۔

کیا صفدر شہر پہنچ چکا ہو گا...........چوہان نے چند لمحوں بعد پوچھا۔

شاید، بہر حال تم ذرا کنٹرول سنبھالو میں اس سے بات کرتا ہوں...........عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا تو چوہان نے اس کی جگہ سنبھالی اور عمران واچ ٹرانسمیٹر پر صفدر سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش کرنے لگا۔

شہری حدود شروع ہوتے ہی صفدر نے سڑک کے دائیں جانب واقع عمارت کے پہلو میں کار روک کر انجن بند کر دیا اور یونیفارم اتار دی

یونیفارم کے نیچے اس نے اپنا لباس پہنچا ہوا تھا یونیفارم اتار کر وہ کار سے اترا اور وہاں سے پیدل ہی چل دیا تھوڑی دور ایک آبادی کے پاس چند رکشے اور ایک ٹیکسی دکھائی دی تو وہ ٹیکسی میں بیٹھا اور اسے اپنے رہائشی ہوٹل کا ایڈریس بتایا ٹیکسی سڑک پر دوڑنے لگی ٹھیک اسی لمحے اس کی واچ ٹرانس میٹر پر سگنل موصول ہوا تو صفدر سوچنے لگا کہ کہاں کال اٹنڈ کرے جو یقیناً عمران کی تھی ڈرائیور کی موجودگی میں وہ بات نہیں کر سکتا تھا لیکن اسی لمحے بائیں جانب ایک تاریک سی گلی دکھائی دی تو اس نے ڈرائیور کو رکنے کی ہدایت کی تو ڈرائیور نے فوراً بریک لگا دی۔

ذرا ایک منٹ انتظار کرو............صفدر نے جلدی سے دروازہ کھولتے ہوئے کہا اور پھر تیزی سے اتر کر گلی کی طرف بڑھ گیا ٹیکسی گلی سے تین چار قدم آگے کھڑی تھی صفدر نے گلی کی نکڑ پر رک کر واچ

ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

ہیلو صفدر۔ عمران کالنگ۔ اوور............ٹرانس میٹر سے عمران کی آواز سنائی دی۔

یس صفدر اٹنڈنگ یو اوور............صفدر نے آہستہ سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

کہاں ہو تم اتنی دیر کیوں لگا دی کیا سمندر میں گھسے ہوئے تھے اوور............دوسری طرف سے عمران نے غصیلے لہجے میں پوچھا۔

آپ کے غصے سے لگتا ہے کہ آپ سمندر میں چھوٹی مچھلیوں کا صفایا کر کے باہر آئے ہیں اوور............صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

بہت تیز جا رہے ہو لگتا ہے خطرے سے باہر نکل چکے ہو اوور............عمران نے چونکتے ہوئے لہجے میں کہا۔

آپ کا اندازہ درست ہے عمران صاحب میں شہر میں داخل ہو

چکا ہوں ٹیکسی سے اتر کر آپ کی کال رسیو کر رہا ہوں اوور...... صفدر نے کہا۔

گڈ۔ لیکن ہوٹل مت جانا کافرستانی سیکرٹ سروس کے افراد تمام ہوٹلوں کی تلاشی لے رہے ہیں تم بھاری لال کے پاس اس کے کلب چلے جاؤ اسے میرا حوالہ دینا جولیا بھی میری ہدایت پر ہوٹل چھوڑ کر اس کے پاس پہنچ چکی ہوگی چوہان اور میں بھی وہیں آئیں گے باقی چھوٹی بڑی مچھلیوں کا حساب کتاب بوقت ملاقات کروں گا۔

اوور.......... عمران نے کہا۔

آپ کہاں ہیں اس وقت مشن کا کیا بنا اوور............ صفدر نے جلدی سے پوچھا۔

کامیابی اس وقت ہم ایک اسٹیمر میں واپس آرہے ہیں۔ اوور اینڈ آل .... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی سلسلہ منقطع ہوگیا تو

صفدر نے بھی واچ ٹرانس میٹر آف کیا اور پلٹ کر ٹیکسی کی طرف بڑھ گیا ٹیکسی میں بیٹھ کر اس نے ٹیکسی ڈرائیور کو بھاری لال کے آواری کلب کا ایڈریس بتایا اور ٹیکسی سڑک پر فراٹے بھرنے لگی دس منٹ بعد ٹیکسی کلب کے قریب پہنچی تو صفدر نے کلب سے پندرہ بیس قدم پیچھے ٹیکسی رکوائی اور اتر کر کرایہ ادا کر دیا اور ٹیکسی آگے بڑھ گئی صفدر ٹہلنے والے انداز میں آگے بڑھا کلب کے باہر ایک پبلک فون بوتھ تھا اس نے بوتھ میں داخل ہو کر مخصوص خانے میں کارڈ ڈالا اور ہک سے رسیور اتار کر کلب کے نمبر پریس کرنے لگا۔

ہیلو آواری کلب............ چند لمحوں بعد آپریٹر کی آواز سنائی دی۔

بھاری لال سے بات کراؤ پرنس چلی بول رہا ہوں صفدر نے کہا تو آپریٹر نے فوراً ہی رابطہ کرا دیا۔

ہیلو پرنس۔ بھاری لال بات کر رہا ہوں............ دوسری طرف

سے آواز سنائی دی۔

بہاری لال۔ میں پرنس چلی کا دوست سعید بول رہا ہوں اور تمہارے کلب کے گیٹ کے پاس کھڑا ہوں ہماری ایک ساتھی خاتون کے ٹھہرنے کا تم نے کیا انتظام کیا ہے............. صفدر نے پوچھا۔

وہ خاتون میرے ایک فلیٹ میں ہے پرنس کے حکم پر میں نے دوپہر کو ہی فلیٹ کی صفائی کرادی تھی کیا آپ اکیلے ہیں بہاری لال نے پوچھا۔

ہاں پرنس بھی تھوڑی دیر میں پہنچنے والے ہیں فلیٹ کا ایڈریس بتادو .... صفدر نے کہا۔

کلب کی عقبی جانب تین منزلہ عمارت میں فلیٹ نمبر بارہ سیکنڈ فلور پر آپ کہیں تو میں خود آپ کو وہاں چھوڑ آؤں............ بہاری لال نے کہا۔

نہیں۔ شکریہ۔ میں خود چلا جاؤں گا۔ بلڈنگ کا کیا نام ہے۔

صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا تو بہاری لال نے بلڈنگ کا نام بتادیا اور اسکے ساتھ ہی صفدر نے فون آف کر دیا پھر تقریباً چار پانچ منٹ بعد وہ تین منزلہ عمارت میں سیکنڈ فلور پر پہنچ چکا تھا راہداری میں کوئی نہیں تھا تمام فلیٹوں کے دروازے بند تھے صفدر نے فلیٹ نمبر بارہ کے دروازے پر رک کر کال بیل کا بٹن پریس کر دیا۔

کون ہے............ چند لمحوں بعد اندر سے جولیا کی آواز سنائی دی۔

سعید۔.......... صفدر نے احتیاطاً پورا نام بتانے کی بجائے صرف سعید کہا تو دروازہ فوراً ہی کھول دیا گیا اندر کھڑی جولیا اسے دیکھ کر چونکی اور راستے سے ہٹ گئی صفدر اندر آیا تو جولیا نے دروازہ بند کیا اور صفدر کے ساتھ ڈرائینگ روم کی طرف بڑھ گئی جولیا ابھی تک اسی میک اپ میں تھی جو اس نے ہوٹل میں کیا تھا لیکن صفدر کیپٹن شنکر کے

میک اپ میں تھا اور اس نے صفدر کو اس کی آواز سے ہی پہچانا تھا۔

سناؤ تمہارا مشن کیسا رہا............جولیا نے ایک صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

کامیاب البتہ وہاں سے واپسی پر کئی آدمیوں کو ختم کرنا پڑا صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

گڈ۔عمران سے رابطہ ہوا ہے...........جولیا نے پوچھا۔

ہاں وہ دونوں بھی واپس آرہے ہیں میری طرح انہیں بھی فرار ہونا پڑا ہے وہاں سے...........صفدر نے جواب دیا۔

ٹھہرو میں تمہارے لئے چائے لاتی ہوں پھر باتیں ہوں گی ....جولیا نے اٹھتے ہوئے کہا اور کمرے سے باہر چلی گئی صفدر اٹھا اور واش روم میں جا کر اپنے چہرے سے کیپٹن شنکر کا میک اپ اتارنے کے بعد واپس آیا تو اسی لمحے جولیا چائے لے آئی صفدر بیٹھ کر

چائے پینے لگا۔

تقریباً نصف گھنٹے بعد عمران اور چوہان بھی وہاں آپہنچے اور جولیا کو ایک مرتبہ پھر چائے بنانا پڑی عمران اور چوہان نے اسٹیمر چھوڑنے سے پہلے ہی اپنے میک اپ صاف کر لئے تھے اور اب وہ پہلے والے مستقل میک اپ میں تھے جس میں وہ کافرستان پہنچے تھے چونکہ راستے میں عمران نے صفدر سے مختصر بات کی تھی اس لئے چائے پیتے کے دوران صفدر پر تھوی ٹو سے فرار ہونے کے بارے میں بتا رہا تھا میجر راجیش کی ہلاکت پر وہ سب چونک پڑے۔

تو تم نے راجیش کو ختم کر دیا..............چوہان نے حیران ہوتے ہوئے صفدر سے پوچھا۔

ختم نہ کرتا تو کیا اسے پکڑ کر یہاں لے آتا............صفدر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

تم کیسے زخمی ہوئے.........جولیا نے صفدر کی بات پر مسکراتے ہوئے چوہان سے پوچھا۔

میں بھی زخمی ہوں مجھ سے بھی کچھ پوچھ لو.........عمران نے جلدی سے کہا۔

اوہ۔آپ بھی زخمی ہیں کہاں زخم آیا ہے.........صفدر نے چونک کر عمران کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

یہاں دل پر۔بری طرح گھائل ہوگیا ہے.........عمران نے سینے پر ہاتھ رکھ کر کراہتے ہوئے کہا تو جولیا اس کا اشارہ سمجھ کر اسے غصے سے گھورنے لگی جب کہ صفدر اور چوہان بے اختیار مسکرانے لگے۔

کافرستان سیکرٹ سروس کا چیف کرنل دیوا اپنے آفس میں بیٹھا اپنے ساتھیوں کی کارکردگی پر دانت پیس رہا تھا راجیش نے نیوی کے وائس ایڈمرل سے ملاقات کی رپورٹ دیتے ہوئے بتایا تھا کہ طیارہ بردار جہاز سومناتھ ون اور پرتھوی ٹو پر معمول کے مطابق کام ہو رہا ہے اور رات بارہ بجے کے بعد اسرائیلی بمبار طیارے بحری جہازوں پر پہنچیں گے دونوں جہاز پاکیشیا کی بندرگاہ سے قریب ترین اس کافرستانی جزیرے کی طرف روانہ ہوجائیں گے جہاں اسرائیلی بمبار آپریشن کا آغاز کریں گے لیکن پھر چند گھنٹوں بعد ہی راجیش کی دوسری رپورٹ موصول ہوگئی اس رپورٹ میں راجیش نے پرتھوی ٹو پر ہونے والے

ہنگامے اور کیپٹن شنکر کے ہم شکل ایجنٹ کے فرار ہونے کا ذکر کرتے ہوئے بتایا تھا کہ وہ پرتھوی ٹو کی طرف جا رہا ہے اور وہاں حالات کا جائزہ لے کر کرنل دیو کو صورت حال سے آگاہ کرے گا جب کہ اس کا ماتحت کیپٹن راجندر سیکرٹ سروس کے دوسرے افراد کے ہمراہ مجرموں کی تلاش میں مصروف ہے۔

کچھ دیر قبل کافرستان سیکرٹ سروس کے ایک ممبر نے کرنل دیو کو اطلاع دی تھی کہ بحری جہاز سومناتھ ون پر دو نائب کپتان قتل و غارت کر کے فرار ہوئے ہیں سیکورٹی انچارج سومناتھ ون نے جہاز پر نصب خفیہ کیمرے کے ذریعے سکرین پر کیپٹن چوپڑہ کو جہاز کے کنٹرول روم میں پراسرار انداز میں جھانکتے اور پھر اندر جاتے دیکھا تو اسے شبہ ہوا کہ وہ اصل کیپٹن چوپڑہ نہیں ہے انچارج نے جہاز کے کپتان کو اطلاع دی اور اس سے اجازت لے کر چند گارڈز کو کیپٹن چوپڑہ کی

گرفتاری کے لئے بھیجا تو کیپٹن چوپڑہ نے ہنگامہ کر دیا اور ایک سارجنٹ اور دو گارڈز کو مشین گن سے چھلنی کر کے عرشے پر پہنچا جب کہ سیکورٹی انچارج کو کیپٹن چوپڑہ کے ساتھ آنے والے کیپٹن نرائن داس پر بھی شک ہو چکا تھا۔

کیپٹن نرائن اس وقت جہاز کے اس حصے میں گھوم رہا تھا جہاں کرینیں کھڑی تھیں اور اس نے بھی گرفتاری سے بچنے کے لئے فائرنگ شروع کر دی اس طرح دونوں کیپٹن کئی محافظوں کو ہلاک کر کے جہاز سے فرار ہو گئے تھے۔

کافرستان سیکرٹ سروس کے ممبر کی اطلاع پر کرنل دیو نے اسے حکم دیا تھا کہ وہ سومناتھ ون کی طرف جانے والی سڑک کی ناکہ بندی کر کے ان دونوں نقلی کپتانوں کو گرفتار کرے جب کہ اس نے کیپٹن راجندر کو ٹرانس میٹر پر حکم دیا کہ وہ پرتھوی ٹو پر پہنچے لیکن ابھی تک نہ تو میجر

راجیش نے رپورٹ دی تھی اور نہ دوسرے ماتحتوں نے اسی لئے کرنل دیو کو رہ رہ کر ان پر غصہ آ رہا تھا چند لمحے پہلے اس نے سومناتھ ون کے کپتان سوبھراج سے رابطہ قائم کر کے صورت حال معلوم کی تھی اور سوبھراج نے بتایا تھا کہ ہنگامے میں جہاز کو کسی قسم کا نقصان نہیں پہنچا اسی طرح کرنل دیو نے پرتھوی ٹو کے کپتان سے بھی بات کی تھی اور یہ سن کر اسے اطمینان ہوا تھا کہ پرتھوی ٹو بھی صحیح سلامت ہے اور ہنگامے میں جہاز کو خراش تک نہیں آئی۔

تقریباً ایک گھنٹہ گزر گیا تب سومناتھ ون پر بھیجے گئے کافرستان سیکرٹ سروس کے ممبر کی کال آئی اس نے رپورٹ میں بتایا کہ اصل کیپٹن چوپڑہ اور کیپٹن نرائن داس کیپٹن چوپڑہ کے بنگلے میں بے ہوش پڑے ملے ہیں ان کے میک اپ میں جہاز پر جانے اور وہاں سے فرار ہونے والے مجرموں کا نیوی پولیس نے تعاقب کیا لیکن وہ دونوں

راستے میں واقع آرمی کی چیک پوسٹ پر کار چھوڑ کر چیک پوسٹ کے انچارج حوالدار کے ساتھ اس کی فوجی جیپ میں شہر کی طرف روانہ ہو گئے نیوی پولیس نے جیپ میں موجود وائرلیس پر حوالدار سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش کی لیکن اس نے کال رسیو نہیں کی ابھی تک بندر گاہ سے شہر جانے والی سڑک کے دونوں اطراف میں مجرموں کو تلاش کیا جا رہا ہے لیکن تا حال نہ مجرم ملے ہیں اور نہ حوالدار اور نہ اس کی جیپ کا سراغ ملا ہے یہ رپورٹ سن کر کرنل دیو کا اضطراب مزید بڑھ گیا تھا۔

وہ بہت خطرناک مجرم ہیں رتن کمار انہیں ہر قیمت پر تلاش کرو تا کہ ان سے پوچھ گچھ کی جا سکے کہ وہ جہاز پر کیوں گئے تھے .... کرنل دیو نے کہا۔

چیف ہم کوشش کر رہے ہیں پولیس اور نیوی والوں کی مدد سے پورے

علاقہ میں ان کی تلاش جاری ہے..........دوسری طرف سے رتن کمار نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

ٹھیک ہے مجھے جلد رپورٹ دینا..............کرنل دیو نے کہا اور فون بند کر دیا پھر پانچ منٹ بعد ہی فون کی گھنٹی بج اٹھی تو کرنل دیو نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

لیس۔کرنل دیو............کرنل دیو نے تیزی سے کہا۔

راجندر بول رہا ہوں چیف۔...........دوسری طرف سے کیپٹن راجندر کی گھبرائی ہوئی آواز سنائی دی تو کرنل دیو بے اختیار چونک پڑا۔

کیا بات ہے راجندر۔تم ٹھیک تو ہو.........کرنل دیو نے تیزی سے پوچھا۔

میں تو ٹھیک ہوں سر لیکن باس راجیش...........راجندر نے کہا مگر

اس کی آواز بھرائی ہوئی تھی۔

اوہ۔جلدی بکو۔کیا ہوا ہے راجیش کو............کرنل دیو نے غراتے ہوئے کہا۔

انہیں ہلاک کر دیا گیا ہے چیف.........دوسری طرف سے راجندر نے رندھی ہوئی آواز میں کہا تو کرنل دیو بے اختیار چونک پڑا۔

کیا۔ایسا نہیں ہو سکتا راجندر............کرنل دیو نے دھاڑتے ہوئے کہا۔

میں بالکل کنفرم بات کر رہا ہوں چیف۔آپ کے حکم پر میں پرتھوی ٹو پر جانے کے بعد بندرگاہ روڈ پر شہر سے باہر پہنچا تو راستے میں میجر راجیش کی لاش ملی اس سے قبل باس نے مجھے کال کر کے پوچھا تھا کہ میں کہاں ہوں مگر میرے جواب دینے پر وہ خاموش رہے لیکن ان کا موبائل آن رہا پھر مجھے فون پر ہنگامے کی آوازیں سنائی دیتی رہیں

میں طوفانی رفتاری سے گاڑی دوڑانے لگا نہر کے پل سے ایک کلومیٹر پیچھے ہی مجھے ان کی کار نظر آ گئی۔

وہ خالی تھی میں نے نیچے اتر کر دیکھا تو کار کی عقبی سیٹ پر باس کی لاش پڑی تھی کسی نے ان کی گردن توڑ کر انہیں ہلاک کیا تھا وہاں پہنچنے سے پہلے مجھے راستے میں آرمی کی ایک جیپ دکھائی دی تھی جس میں نیوی کا ایک گارڈ سوار تھا مجھے شبہ ہوا کہ وہی میجر راجیش کا قاتل ہے میں نے فوراً ہی اس کے پیچھے کار دوڑائی اور شہری حدود تک اسے تلاش کرنے کی کوشش کی لیکن اس کی جیپ کا کوئی سراغ نہ ملا........

راجندر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا تو کرنل دیو کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا کیونکہ راجیش کی موت سے کافرستان سیکرٹ سروس کی آدھی قوت ختم ہو گئی تھی۔

دوسری صبح کا سورج طلوع ہوا تو کافرستان کے ایوان اقتدار میں زلزلہ کی کیفیت طاری تھی اور عوام میں بھی سراسیمگی پھیلی ہوئی تھی اسی روز ریڈیو اور ٹیلی ویژن کے نیوز بلیٹن میں ایک ہی خبر بار بار سنائی جا رہی تھی جو کافرستان کے عظیم جنگی بحری جہازوں کی تباہی سے متعلق تھی۔ حکومت کی طرف سے میڈیا کو یہ خبر قدرے غلط بیانی سے جاری کی گئی تھی اس خبر کے مطابق گزشتہ رات کافرستان اور اسرائیل کی مشترکہ فوجی مشقوں میں حصہ لینے کے لئے اسرائیل کے چھ بمبار طیارے ساڑھے بارہ بجے طیارہ بردار جنگی جہاز سومناتھ ون پر اور چار طیارے پرتھوی ٹو پر اترے تھے جو الگ الگ فوجی بندرگاہوں پر

کھڑے تھے اسرائیلی طیاروں کی آمد کے نصف گھنٹے بعد ایک بجے اچانک بحری جہازوں پر دھماکے ہونے لگے ان دھماکوں میں نہ صرف بحری جہاز تباہ ہو گئے بلکہ ان پر کھڑے اسرائیلی طیارے بھی تباہ ہو گئے سب سے پہلا دھماکہ سومناتھ ون کے کنٹرول روم میں ہوا اور کنٹرول روم تباہ ہو گیا اس کے پانچ سیکنڈ بعد جہاز کے رن وے اور عرشے پر دھماکے ہوتے لگے تھے۔

اس سے دو گھنٹے پہلے دونوں بحری جہازوں پر غیر ملکی ایجنٹوں نے ہنگامے کئے اور کئی افراد کو ہلاک کر کے فرار ہونے میں کامیاب ہو گئے ان ہنگاموں کے سلسلے میں جہاز پر تحقیقات کے لئے نیوی اور آرمی کے اعلیٰ افسران موجود تھے جو جہازوں کی تباہی کے دوران مارے گئے تھے اس خبر کے ساتھ ہی دونوں جہازوں کے ان نائب کپتانوں کا ذکر بھی کیا گیا جنہیں مجرموں نے ان کی رہائش گاہوں پر

بے ہوش کیا اور پٹھان کے میک اپ میں بحری جہازوں پر گئے تھے اس کے علاوہ کافرستان سیکرٹ سروس کے ممبر میجر راجیش کے قتل اور گودی کی طرف جانے والی سڑک پر واقع نہر کے پل کی تباہی کے بارے میں بھی بتایا گیا کہ پرتھوی ٹو سے کیپٹن شنکر کے میک اپ میں فرار ہونے والے مجرم نے اپنے تعاقب میں آنے والی گاڑیوں کو روکنے کے لئے پل کو ٹائم بم سے اڑا دیا تھا اور راستے میں میجر راجیش نے اسے گرفتار کرنے کی کوشش کی تو مجرم نے میجر راجیش کو بھی ہلاک کر دیا۔

اس نیوز بلیٹن کے ایک گھنٹہ بعد نو بجے کی خبروں میں کافرستان سیکرٹ سروس کے چیف کا ایک بیان نشر کیا گا ای اپنے بیان میں کرنل ڈیو آنند نے بتایا کہ مجرم غیر ملکی ایجنٹ تھے جنہوں نے پہلے کافرستان اور اسرائیل کی مشترکہ فوجی مشقوں کے پلان سے متعلق وزارت دفاع

کے ریکارڈ روم میں موجود کمپیوٹر ڈسک چوری کی لیکن ڈسک کوڈ میں تھی غیر ملکی ایجنٹوں نے اسے ڈی کوڈ کرنے کے لئے وزارت خارجہ کے ریکارڈ روم سے کوڈ بک چوری کی اس دوران کافرستان سیکرٹ سروس کے پانچ ممبران غیر ملکی ایجنٹوں کے ہاتھوں ہلاک ہوئے جنہوں نے غیر ملکی ایجنٹوں کو گرفتار کرنے کی کوشش کی تھی غیر ملکی ایجنٹوں نے مشترکہ فوجی پلان کو ڈی کوڈ کرنے کے بعد نیوی کی بندرگاہوں پر کھڑے ان دونوں جہازوں کا رخ کیا جن پر دوست ملک کے طیاروں نے اترنا تھا اور یقیناً انہوں نے ہی ان بحری جہازوں میں ٹائم بم نصب کئے تھے۔

غیر ملکی ایجنٹوں نے جہازوں کے کپتانوں کو یرغمال بنا کر ان سے اسرائیلی طیاروں کی آمد کا وقت معلوم کر لیا اور طیاروں کی آمد کے نصف گھنٹہ بعد کا وقت ٹائم بموں پر سیٹ کر دیا غیر ملکی ایجنٹوں کی

گرفتاری کے لئے کافرستان سیکرٹ سروس اور دوسری خفیہ ایجنسیاں مکمل طور پر ایکشن میں ہیں اور جلد ہی ان ایجنٹوں کو گرفتار کر لیا جائے گا ساحلی شہر کی ناکہ بندی کر کے غیر ملکی ایجنٹوں کو تلاش کیا جا رہا ہے۔

بہاری لال کے فلیٹ پر بیٹھے عمران اور اس کے ساتھی ٹیلی ویژن پر خبریں دیکھ رہے تھے اور خوش تھے کہ وہ اپنے مشن میں مکمل طور پر کامیاب ہو گئے ہیں۔

عمران صاحب وہ تو کہہ رہے ہیں کہ اسرائیلی طیارے فوجی مشقوں کے لئے آئے تھے.............. چوہان نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

ظاہر ہے وہ یہ تو نہیں کہہ سکتے تھے کہ انہوں نے پاکیشیا کے ساحلی شہر اور بندرگاہ کو تباہ کرنے کا پلان بنایا تھا اور نہ ہی وہ یہ ظاہر کرنا چاہتے

ہیں کہ وہ غیر ملکی ایجنٹ کون تھے حالانکہ وہ اب تک سمجھ چکے ہوں گے کہ پاکیشیائی ایجنٹوں کے علاوہ کوئی اتنا بڑا کارنامہ انجام نہیں دے سکتا............عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

یقیناً یہی بات ہے اگر وہ پاکیشیا کا نام لیں تو انہیں نہ صرف ثبوت دینا ہو گا بلکہ ایکریمیا اور دوسری بڑی طاقتوں کو اسرائیل کے ساتھ طے پانے والے معاہدہ کی کاپی بھی دکھانا پڑے گی..........صفدر نے عمران کی تائید کرتے ہوئے کہا۔

اس کا مطلب ہے کہ کافرستان کے پاس پاکیشیا یا کسی دوسرے مخالف ملک سے احتجاج کرنے کی بھی گنجائش ہے جولیا نے چونکتے ہوئے کہا۔

بالکل۔اسی لئے چیف نے حکم دیا تھا کہ ہم کسی صورت بھی اپنی شناخت نہ ہونے دیں اور ہم اس میں کامیاب رہے ہیں اب اگر

کافرستان عالمی عدالت انصاف یا یو این او میں ہمارے خلاف شکایت بھی کرنا چاہے تو ثبوت نہ ہونے کے سبب نہیں کر سکے گا۔البتہ ایک اندیشہ ضرور ہے.............عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو عمران کے ساتھی چونک پڑے۔

وہ کیا عمران صاحب..........چوہان نے جلدی سے پوچھا۔

یہی کہ وہ اسرائیل اتنے عظیم نقصان پر صبر نہیں کریں گے اور خفیہ طور پر پاکیشیا سے انتقام لینے کے لئے پلاننگ کریں گے اربوں ڈالرز مالیت کے یہ دونوں بحری جہاز کافرستان نیوی کی شہ رگ تھے جو تم لوگوں نے تباہ کر دیئے اور اب اطمینان سے بیٹھے تماشہ دیکھ رہے ہو............عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اوہ۔اس کا مطلب ہے کہ سب کچھ ہم نے کیا ہے گویا آپ نے کچھ نہیں کیا...........صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

ارے نہیں۔ میں کچھ کرنے کے قابل ہوتا تو اب تک ایک عدد بیوی کا شوہر بن چکا ہوتا کیوں جولیا............عمران نے بے چارگی سے جولیا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اور اسی لمحے کمرے میں سیٹی کی آواز سنائی دی۔

بکومت۔ ٹرانس میٹر پر سگنل آرہا ہے.........جولیا نے عمران کو ڈانٹتے ہوئے کہا تو عمران اچھل کر کھڑا ہو گیا اور سینے پر ہاتھ رکھ کر غور سے سننے لگا حالانکہ لانگ رینج ٹرانس میٹر پر موجود تھا۔

اوہ۔ سگنل تو کوئی نہیں آرہا یہ دل کی دھڑکن کیوں بے چین ہو رہی ہے..............عمران نے خوفزدہ لہجے میں کہا تو صفدر اور چوہان بے ساختہ ہنس پڑے۔

کال آرہی ہے احمق۔ اٹینڈ کرو............جولیا نے غصے سے دانت پیستے ہوئے کہا۔

اوہ۔ تو یوں کہو نا۔..............عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور پھر ٹرانس میٹر اٹھا کر آن کر دیا۔

ہیلو۔ ہیلو ایکسٹو کالنگ اوور............ٹرانس میٹر سے ایکسٹو کی مخصوص آواز سنائی دی۔

یس چیف۔ عمران اٹنڈنگ یو اوور............عمران نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

تم چاروں بخیریت ہو نا اوور............ایکسٹو نے پوچھا۔

نو سر۔ بیگم بیمار ہے ایک بچہ انگوٹھا چوس رہا ہے اور دوسرا ضد کر رہا ہے کہ اسے ایک عدد بکری خرید کر دوں تاکہ وہ ماں کی عدم موجودگی میں بکری کے دودھ پر گزارہ کر سکے اوور............عمران نے کہا۔

بکومت۔ میں نے تمہارے بیوی بچوں کی نہیں ممبرز کی خیریت دریافت کی ہے اوور............ایکسٹو نے غراتے ہوئے کہا۔

اوہ۔سوری چیف میں سمجھا شاید آپ کا بچہ بھی بکری کے لئے ضد کر رہا ہے۔اوور..............عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

احمق ہو تم۔بہرحال مشن کی کامیابی پر تم چاروں مبارک باد کے مستحق ہو اوور..............ایکسٹو نے قدرے نرم لہجے میں کہا مگر لہجے کی سختی غالباً ایکسٹو کی آواز کا حصہ بن چکی تھی۔

تھینک یو چیف۔لیکن میں زیادہ مستحق ہوں کیونکہ مجھ پر بیوی بچوں کا بوجھ اور ان کی کفالت کی ذمہ داری ہے پھر آپ کو تو معلوم ہی ہے کہ یہاں کتنی مہنگائی ہے آلو چالیس روپے کلو ٹماٹر پچاس روپے کلو ہیں اوور..............عمران نے جلدی سے کہا۔

عمران۔شاید تمہارا دماغ چل گیا ہے اوور..............ایکسٹو نے عمران کی بات سن کر غراتے ہوئے کہا۔

لیس سر۔اتنی مہنگائی میں دماغ ہی چل سکتا ہے آپ کو بھی مبارک ہو

اوور..............عمران نے زور زور سے تائید میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

کس بات کی مبارک مشن تو تم لوگوں نے مکمل کیا ہے اوور..............ایکسٹو نے چونکتے ہوئے کہا۔

نو سر۔صرف چوہان اور صفدر نے میں تو بیوی بچوں میں پھنسا ہوا تھا اوور..............عمران نے جلدی سے کہا تو صفدر اور چوہان بے اختیار مسکرا دیئے جب کہ جولیا اسے غصے سے گھور رہی تھی۔

بہرحال میں نے نیوز بلیٹن دیکھ لیا ہے اب تم چاروں واپس آ جاؤ اوور..............ایکسٹو نے کہا۔

بہتر لیکن ابھی ہمیں دو تین دن یہاں رکنا پڑے گا سر۔ اوور..............عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

کیوں کیا کوئی پرابلم ہے اوور..............ایکسٹو نے پوچھا۔

نوسر۔لیکن شہر سے باہر جانے والے تمام راستے سیلڈ کر دیئے گئے ہیں پروازیں بھی بند ہیں اور ہماری تلاش میں جاسوس کتوں سے مدد لی جا رہی ہے جب کہ یہ خود بھی خونخوار کتوں سے کم نہیں ہیں بہر حال آپ فکر نہ کریں تین چار روز بعد آپ اپنی آنکھیں ٹھنڈی کر سکیں گے اوور.............عمران نے کہا۔

کیا مطلب اوور.........ایکسٹو نے چونکتے ہوئے کہا۔

میرا مطلب ہے آپ اپنے ماتحتوں کو دیکھ سکیں گے ہو سکتا ہے ہمیں آج رات ہی یہاں سے نکلنے کا موقع مل جائے فی الحال تو یہاں ایمرجنسی کی کیفیت ہے اوور............عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

ہیلو جولیا تم لوگوں نے دشمن کا منصوبہ خاک میں ملا کر وطن عزیز کو عظیم نقصان سے بچا لیا ہے قوم و ملک کی خاطر اپنی جانیں خطرے میں

ڈالنے والے تم جیسے جانبازوں کے دم ہی ملک سلامت رہتے ہیں اوور..............ایکسٹو نے جولیا سے مخاطب ہو کر کہا۔

تھینک یو چیف۔یہ ہمارا فرض تھا جو ہم نے پورا کیا حقیقت تو یہ ہے کہ اس مشن کی کامیابی عمران کی ذہانت اور منصوبہ بندی کی مرہون منت ہے اوور...........جولیا نے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے مودبانہ لہجے میں کہا۔

بالکل نہیں چیف۔یہ مجھے بدنام کر رہی ہے میں منصوبہ بندی کا قائل ہی نہیں ہوں دو بچے کمزور گھرانہ۔ہونہہ۔اوور.............عمران نے بوکھلا کر کہا تو چوہان اور صفدر بے ساختہ ہنس پڑے جب کہ جولیا نے شرم سے سر جھکا لیا۔

یکومت۔وہ مشن کے سلسلے میں تمہاری تعریف کر رہی ہے روانگی کے پروگرام سے مجھے مطلع کر دینا کوشش کرو کہ جلد سے جلد یہاں سے نکل

سکواوور اینڈ آل...............ایکسٹو نے انہیں ہدایات دیتے ہوئے کہا اور پھر اس کے ساتھ ہی سلسلہ منقطع ہو گیا تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانس میٹر آف کیا اور جولیا کی طرف دیکھ کر مسکرانے لگا جو غصے سے اسے گھور رہی تھی۔

﴿ختم شد﴾

www.urdurasala.com